



*For taareekhwar Nauhas:*  
*Visit: [www.wirasatali.com](http://www.wirasatali.com)*

**For Hamd, Naat, Soz, Salam,  
Marsiya and Majlis Videos**

*Visit: [www.youtube.com/user/mahakavi](https://www.youtube.com/user/mahakavi)  
(Mirza Jamal)*

# رَدْفَهَمَابِيَّةٌ

مشتل بترجمة واصفافات  
(كتاب عربى)

"كشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوهاب"

أزقم =

حضرت سيد العلامة الحاج

## مولانا سيد على نقفي نقوي

مدة طله العانى

# خلاصہ و اظہارِ شکر

زیرنظر کتاب "قرآنِ حبیبہ" در مل عربی کتاب  
"کشف النقاب" کا اردو ایڈیشن ہے۔

اہ کشف النقاب دہ نادر و نایاب روزگار  
کتاب ہے جو سکال رسید العلامہ مظلہ الحالی نے اپنی زبان طالب علمی میں  
رواقی سید الشهداء اور روضہ غیف اشرف میں قیام فراہر تحریر نماں تھی  
کتاب کتنی مشتملہ وجہ ہے اس کا فصلہ خود اہل علم دہ نظر فراہم  
گے۔

اخبار بے شک فخر الول کے ساتھ  
اس نایاب نمائہ کتاب کا ایک نسخہ بھی میں آقای رحمی مظلہ رہیں گا  
مسجد برائیان المعروف بیش سجدہ کے پاس موجود تھا جو سعوفتیہ میں  
کہنے پر جناب محمد صادق کے ذریعے اس خواہش کے ساتھ مجھے مرحت  
فرمایا کہ اس کی اشاعت اردو کے علاوہ عربی زبان میں دوبارہ ہو۔

طبع ..  
ناشر:

پہلائیں، جوری ستمبر ۱۹۸۴ء

قیمت

۱۵ روپے

ملٹے کا پتہ:

سید فراز حسین جعفر  
احمد بندر انگل رسم اللہ علوی کے اوپر پونکہ نزلہ  
مولانا آزاد روز - میں ۸

40000 8

جانب میرا حمدی وضوی اور جانب سرفراز جسین چھپر کا جھوٹ نے کتاب کی  
تدوین و طباعت کی ذمہ داری اپنے سر لی۔

جانب ایم ٹائم ٹائم چسین اور جانب ٹائم چسین زیدی کا جھوٹ نے اردو  
کتاب کی تصحیح میں تعاون کیا۔ اور جانب بولانی سید حسن صاحب فہد مظاہر  
کا جھوٹ نے ان ہر دو حضرات کی تصحیح کے مسئلے میں مد نظر رکھا۔

اب رہ سالا حضرت میرا حمدی وضوی اعلیٰ کے شکریہ کا تو میرے نزدیک  
یہ حجارت یجھا اور ایک قسم کی خود نمائی ہے۔

یہ بات دوسرے کے سورج کی طرح روشن ہے کہ نہ ہب حق اتنا عشق یہ پوج  
جسے کہ از کم اس صدی کے دوران ہوئے ہیں ان کا سکت اور دعائیں  
شکن دفاع اکثر سیدہ العلماں ہی فرمائے رہے ہیں۔ اس کے لیے میں تو یہ  
سادگی شید و قدم سرکار عالیٰ کے تیربارا حسان رہے گی۔ اور جب جب  
اس قسم کے چلے دنیا کے شیبیت پر کیے جائیں گے، آجھن بھی کے  
محیفقات و نکارشات کے ہتھیاروں سے ان کا مقابلہ ہوتا رہے گا۔  
اور ان کی کاٹ کی جاتی رہے گی۔

میری دعائے کہ خداوند عالم بیٹھیں محمد و آل محمد ان کو نزدیک تھوڑا  
رکھو اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر باقی رکھے۔ آئین

فَتَبَرِّدَ أَهْلَلِ بَيْتٍ  
جَعْفُرُ عَلَى مُصْلَّٰٰ

او جب میری خواہش اور فہد کے پیش نظر سرکار سید العلماں مظاہر نے از راو  
تکلف دخدا ندازی اپنی عدم المفترضی، پڑا دسالی ادھماںی تزلیج کے  
باوجود عربی صورتے پر نظر ثانی فرمائی اور وہ کتاب کو از سرنو ترتیب دیکر  
اوہ ترانہ میں مکمل فرمائے تھے عنایت فرمائویں نے عویٰ عن کی یک زیوکس  
کاپی آقا یوسفی کے پاس بھیجا تاکہ وہ آقا یوسفی احتجاج یہد محمد موسوی (دیکش  
آئز اشہ الفتوی مظلہ العالیٰ تضمیم نیجی) سے اپنے خاص اکنی عن رو اسکی بنا پر اس  
کی اشاعت کیلئے مددیں۔ لیکن آقا یوسفی نے برنائے صحت، یا  
برنائے جھوٹی یا بر برتائے "تفاہل اشاعت" مسئلہ درخواست تھا ایکجا  
حال نکم "کشف النقاب" وہ کتاب بے جس کے دلائل و برائیں کا مرطاب  
فرما کر خود علم دو دلائل آئیں افسد اکنولوگی مظلہ العالیٰ نے اس کے پیش ایڈیشن  
پر تقریباً تحریر فوالی ہے۔ بہ عالم یہکس موسوی صاحب کے پاس اب  
مک موجوڑ ہے۔

گوکہ میں نے ان کتابوں کی طباعت و اشاعت کا بیڑہ تن تھا اتحاد اتحاد  
لیکن بعد میں سرکار سید العلماں مظاہر کے بعد پرستاروں اور مجھیں نے  
بھی اس کا خیریہ شرکت کا اہم افراد فرمایا تو میں انکلاد ذکر کرکا۔

چنانچہ میرے شکریہ کے سختی ہیں:

احجاج فاضلی سید محمد احمد صاحب جھوٹ نے ہم امام علیہ السلام میں کو  
پانچ ہزار روپے کی خطرر قم مرمت فرمائی۔

جانب سلامت وضوی جھوٹ نے اردو کتاب کی کتابت فرمائی اور ایک  
محسوبی بھدا رجوت نہیں لیا۔

## الظاهر بن الخطاب المعبد



### مقدمہ ناشر

مودودیہ کے سلسلے میں سرکار شید العلامہ کی یہ مرکز ادا کن ب پیسا کر  
اس کے اصل کتاب کے اصل دیباچے سے ظاہر ہو گا جھٹ اثر (ولق)  
میں بخوبی اسی تھی اور وہیں آئجہ کو اضافہ صدی سے زیادہ پہلے طبع ہوئی تھی۔  
اس پریے طرفِ مکان اور طرفِ زمان دو نوں کی دوری کی وجہ سے اب  
دوشل قلمی کتابوں کے جو غیر مطبوعہ ہو گئیاں بھی نہیں بلکہ نایاب ہو گئی  
تھیں۔ اس پریے ہم نے سرکار اضافہ دام فلٹ سے استعمال کر دیا اس پر  
دوبارہ نظر ثانی فراہم کی اشاعت کے لیے مرمت فرمادیں اور چونکہ اس  
کتاب عربی زبان میں پڑھنے کے بندوقستان اور پاکستان کے افراد عمومی  
طریق پر استفادہ نہیں کر سکتے، اس پریے دو اپنی مناسب اضافوں کے  
سامنے اردو میں بھی تحریر فرمادیں چنانچہ ہماری خوشی پیشی سے ہمارے یہ  
دونوں معروضتے پائی قبول بک پہنچنے اور ادب ملادہ عربی کتاب  
کی دوبارہ اشاعت کے لیے اردو کتاب بھی ہم نظر عام پر لانے کی سعات  
چالنے کر رہے ہیں۔

دالسلام

# پیش لفظ از مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْحَمْدُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ  
الْهُدَى الطَّاهِرِيْنَ ۝

نصف کتاب کا پیش منظر :-

میرا مخصوص و قلی بیکن توہین، آغاز جوانی کا دوستھا جس میں آدمی کو ہمارے بندستان  
کے عرف عام میں "بچہ" ہی کہا جاتا ہے۔ جب بچا جس سی سودی سلطنت قائم ہوئی اور دنیا  
تصورات پوری شدت کے ساتھ منظر عام پر آئے اور ان کے علی مظہرات یوں ہرے  
گرد پہنچتے جتنے محلی رہنما عظیم کے لئے اور پھر فتحی الفضا  
جند ابن بیہی نے ایک نمائشی استفتا کے ساتھ ظاہر علامے دینے کے خواستے سے  
جنت البقیع کے مزارات نقہ رسمار کر لئے۔ جس سے عالم اسلام کے ایک بڑے  
حصے میں اور دنیا کے تین میں کھیٹھ تھام ہو گیا۔ اس لیے کہیاں شیون کے چار امام  
حضرت امام حسن طیب السلام، امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام  
اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے روشنے ہی بھی تھے۔ اور ان کے علاوہ حضرت  
سیدہ نبیعہ عالمیں فاطمہ زہرا السلام انتہی سماں کی قبر علیہ محی بھی تھی۔ اور دوسرے قبور  
محی ایسے تھے جن سے دوسرے مسلمانوں کو روشنگی بتے۔  
بندستان میں شاہ ولی احمد دہلوی کے وقت سے ایک جماعت نجدی عظامہ

For taareekhiwar Nauhas:  
Visit: [www.wirasatali.com](http://www.wirasatali.com)

For Hamd, Naat, Soz, Salam,  
Marsiya and Majlis Videos

Visit: [www.youtube.com/user/mahakavi](https://www.youtube.com/user/mahakavi)  
(Mirza Jamal)

اس تجویز کی خالفت کی اور مولانا محمد علی نے اپنی سیاسی سوچ پر جھوٹا ہرگز نہ کرتے ہوئے۔ یہ مصرع پڑھا:

”عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاسیں۔“

اُن کی تقریبی ختم ہوتے ہی شاہ محمد سیدیان صاحب چکوار وی ٹھہرے ہوتے اور انھوں نے ان کی رد کرنے ہوئے کہا کہ صرف سیاسی سوچ پر جوچہ کرنی جائز ہے اس کے ساتھ وہی بصیرت کی بھی مذورت ہے۔ میں اس مصرع کا کیا ہیں پڑھوں گا۔ فتحی حق ہے کہ میں اس کا دوسرا مصرع پڑھوں:

”پاچھویں پشت بے شہر کی مذاقیں:  
چنانچہ تجویز کثرت رائے سے منظور ہوئی۔“

چوں کر دیگر علاوہ کے ساتھ اس چادی میں ہمارے والدہ بزرگ ارجمند علامہ شیخ ابو الحسن حرف من بن صاحب قبلہ علی اللہ تعالیٰ قبرے جوشی و خروش کے ساتھ شریک تھے اسی نے میں جس کے عنفوانِ شباب کے ساتھ جو لافی قلم کا ابتدائی دور تھا اپنے قلم کو یہے اس سیدان میں اٹھا جس میں میں مرتبہ بالتفصیل شیخ و سعی خالق اسلام سے متعارف ہوا۔ اس زیل میں چوں کہ سب سے اہم سند ”عماراتِ قبور“ کا حق اس لیے اخبارِ دینہ اور کے یک صحن کی رویں ”البیت المعمر فی عمارۃ القبور“ کتاب مکھی جو اس وقت کے ممتاز شیعی مطبع ”تو الرطبانی“ میں شائع ہوئی۔ اور بکثرت اسدی جرام میں اس پر تبصرے شائع ہوتے اور دوڑ دوڑ سے اس کی ہانگ آنی اور یہ کتاب بتتکم عرصے کے اندر اطرافِ ملک میں منتشر ہو گئی۔ پھر اخباروں میں بکثرت معاون کے علاوہ التوائے حق کے ساتھ پرشیم اور سنی دونوں کے نقطہ نظر سے عبث کرنے ہوئے ایک بسیط مختصر کتاب ہے اور اہم ”خدام الحرمین“ نے کچھ درستے حضرات کے معاون کے ساتھ لئے ہی۔ جناب شیعی علی اور مولانا محمد علی جو ہر نے

کی پرستاری بھی مگر یہ جماعت مسلمانوں میں گھٹلی ہوئی تھی۔ اب جو ہزار کے انقلاب کے بعد اس نے محل کرایہ سود کی حاصلت مژدوع کر دی۔ ظفر ملی خان کا مشوراً خبار دیسپار (لابور) اس جماعت کا خاص اگن تھا۔ شائع صوفیا اور لکھنوں کے علمائے فرنگی محل شیعوں کے ساتھ محل کر اس جماعت کے مقابلے میں صرف آزاد ہوئے۔ جناب ظفر ملی محل میں انہیں تخدام الحرمین ”قالب ہوئی جس کے سر پر اس دفت کے سر برآورده فرنگی محل کے عالم مولانا قیام الدین محمد عبد الباری صاحب تھے اور آل اندیاشیعہ کاظمیہ کاظمیہ کاظمیہ کاظمیہ کاظمیہ کاظمیہ ”مشفظ ماثمت تھے“ قالب ہوئی۔ بالظفر شہزادی و فہاد عام لکھنؤی طبیعتِ عالم ہوا اور ظفر قیصر رائے میں جاز کاظمیہ معتقد ہوئی۔ جس میں علاوہ علمائے شیعہ اور علمائے فرنگی محل کے تاہم پہنچانا کے اکابر علار و شاگرد کچھ احمد شیریڈ مسلمانوں کے شریک ہوئے۔ ان میں جن غصیبوں کے نام اور صورتیں مجھے یاد میں وہ مولانا عبد العبد العبد یادیوئی، شاہ فاخر الدین ایباری، اور مولانا نظیر الدین ایوب شیرازیان اور سب سے پیش پیش مولانا اسٹاہ محمد سیدیان چکوار وہی تھے۔

مسلمان شہزادیوں میں علی برا دلان شریعت میں این سعود کے حامی تھے اور اکثر واقفات کو جھوٹلاتے رہے تھے۔ لیکن جب انھوں نے خود جاگری جیز کے عادات دیکھ کر ان کے دو یہی تباہی پیدا ہوئی۔ اور جیزا کاظمیہ کاظمیہ میں وہ بھی شریک ہوئے۔

اس جیسے میں علمائے شیعہ میں سے جناب شیعی علی اور جناب ناصر الملک اور دیگر علماً کے ساتھ علمائے اہل سنت میں سے مولانا عبد العبد الباری صاحب وغیرہ کے اتفاق رہے۔ سے التوائے حق کی تحریک کی پیش ہوئی اور مقررات علماً کے علاوہ ظفر قوم مولوی سید کلیت علی صاحب نے اس کی تائید میں مکمل اور جناب قیصری کی۔ اور جیزا تک یاد ہے نظیر الدین فہد ایوب شیرازیان نے بھی تائید کی۔ نگریلی بارہ ان مولانا شریعت علی اور مولانا محمد علی جو ہر نے

چلے گی۔ اور چند دن خادم کے بیان قیم کر کے مدرسہ بندی میں جواہر کے خاندانی قریبیش کا جوایا ہوا تھا، اس نے "مدرسہ نواب" کہتا تھا، مفہوم ہو گی۔ عراق و ایران میں درسے کے منی ہوتے ہیں جو رُنگ ماؤں یعنی طلبہ کے لیے دارالاکام۔ ورنہ درس تو سجدوں میں یا علماء کے حکایات پر ہوتے ہیں۔

اب پہونچ تو گئے گزندزیں کا کام بھی شروع ہو رکھ کر میں کوں کر ماہ رمضان کے قرب کی وجہ سے درس بند ہو چکے تھے۔ اور ہر شوال یک قطیعہ تھی لہذا ہم نے اس دعیانی مت کو یا صرف بنانے کے لیے یہ کام باقتوں لیا کہ ردودآمد ہے کا وہ مواد جو بندوستان میں جمع کیا تھا، اسے کتابی شکل میں عربی میں لکھنا ضرور کر دیا اس التزم کے ساتھ کہ دل میں روز مسودے کے لئے جائیں۔ چنانچہ دش دن میں نسوصحت کی کتب کا سودہ تیار ہوا اور اسی التزم کے ساتھ دش دن میں اسے صاف کی۔

جخف اشرف میں ایک میں القدر صاحب علم و اطلاع، علاوه علوم دینی کے عربی کے بلند پایہ ادیب و شاعر اور غیرت دینی داصلیں اسلامی رکھنے والے علامہ میرزا محمد علی اور دبادی تھے اعدہہ بغیر ذرہ بصر علی و قومی تحصیل کے خالص علمی اور دینی اقدار کے زبردست تقدیر داں تھے۔ انہیں درسوم کو نکر میرزا عالم حملوم ہو گی اور وہ پوچھتے ہوئے اسی اہمیتی دوسرے کے مجرمے میں بھرپورے پاں ہو رکھتے۔ اور ایک دم ایکس بھروسے ایسی محبت پیدا ہوئی جس میں اہمذہب ہوتا۔ اور بعد میں ہماری اس "ایک جان و دو قاب" و میں انتخاب میں علامہ شیخ محمد حسین صادقی بخاری العلوم شریف ہرگئے توم (باقشیر) "اقا چشم شلنہ" ایسے ہو گئے کہ بھروسے زمانہ قیام بھروسے زمانہ انتخاب و مثالی جنتیں اختیار کر گی۔ بعد میں جب ہم لوگ جمالی طور پر تفرق ہو گئے، تب بھی قلبی ارتبا طہم لوگوں کا فائیٹا طور پر برقرار رہا۔

پھر حال پہلی طلاقات کے بعد تغیرت ہر دو خلائے اور دبادی کا نے لگے اور وقتاً بُنا

الله مقامہ کے پاس عراق و شام و فیرہ کے علاوہ کے جو منشور اس موضوع پر رائے تھے، ان کے حکم سے ان کا آردو ترجمہ اور اپنی طرف سے عالم اسلام کے نام ایک عربی اپیل ترجمے کے ساتھ شامل کر کے "فریادِ مسلمانان عالم" کے نام سے ایک کامیں عربی اور دوسرے میلوں کے کام میں اردو، اس طرح ایک محبوبہ مرتب کیا جسے ابھی "مُوقِدُ الْعِلُوم" "درستہ الراغظین" لکھنؤ نے شائع کیا۔

[اطلاقی تذکرہ] اب میں نے اس موضوع پر عربی میں ایک مکمل کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جس میں کمی پیشہ کی تاریخ اور مخدوں کے تمام فحادت پر سیر جاصل تعریف ہے۔ اس کے لیے مخدوں کی تلاش میں مختلف کتب خانوں کی سیر کرنا پڑی۔ اور کافی مواد میں جوابوں کے ساتھ فراہم ہو گی۔ لیکن ابھی اس کی ترتیب کے ساتھ جمع کو اوری اور کتاب کی تحریر کا کام شروع نہیں ہوا اما کہ شبان ۱۳۷۵ھ میں تکمیل علم کے لیے میرا عراق کا سفر ہو گیا اتفاقی سے اسی دن سید الغفار بخاری بولانا مفتی سید احمد علی صاحب قبلہ سمعانی نویادت عبارات عالیات کے لیے دو اتہ بوسے اور جیاز دنوں میں ان کا ساتھ رہا۔ کر بلے محلی میں حرمہ سینی کے قریب ایک مکان تاج محل مر جوہر کا تھا، جس میں اکثر مسند و مستانی زائرین پھرتے تھے۔ یہاں قیام ہوا۔

فطری طور پر جو شخص زیارت کے لیے جاتا ہے، وہ اگرچہ بھوف اشرف بکھریں۔ سادر عالم شاہ بہادر شریذ کی زیارت کر جائے گا مگر روانی کے وقت جب پوچھا جائے کہاں جا رہے ہو؟ تو کہے گا "کر جائے میں" اور جو شخص تکمیل علم کے لیے جا رہا ہو، وہی اگرچہ ان تہام شاہ بہادر شریذ کی زیارت کرے گا مگر اس سے جب پوچھا جائے کہاں جا رہے ہو؟ تو کہے گا "بھوف اشرف"۔ چنانچہ جناب مفتی صاحب قبلہ چوں کہ زیارات کے لیے گئے تھے تو کہا جائے پوچھنے کے لئے اسی سے جو اس کا مقصود تھا، اسی سے جو اس کا مقصود تھا۔ لہذا وہ بھوکھ دلت کے لیے دہان رہ گئے اور میں دو پاروں دہان شرف رہ کر بھوف اشرف

فہم میں صفتِ اول کے ملدار میں ان کا شمار ہوا۔ وہ بھی چوں کہ رَدْ وَحَدَابَیْ میں ایک رسالہ تحریر فراہب تھے تو اس کتب کا ذکر سن کروہ تشریف لائے۔ اور خداش فرمائی کر دو دو تین دن کے لیے اسے ساتھ لے جائیں۔ میں نے ان کی جملات اور بزرگی سے متاثر ہو کر اس کتاب کا پیش دے دینا گوارا کر لیا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے اور حسب وعده تین دن بعد تشریف کر رہا ہے وہیں کر دیا چنانچہ اس کے بعد صد وحش کا رسالہ اس موصوع پر شائع ہوا اور درسری کتاب علم الرشیخ محمد علی بنفقی کی جس کا نام تھا "المشاعد المشڑۃ" دار رہا ہیون۔ تیری کتاب جلد اسلام آفی چیلس قزوینی تھی۔

بخارے مورث اعلیٰ حضرت غفران را ب طاب ثراه کے اہماد صاحب بیان کی اولاد میں آقائید محمد علی طبائی ایک بزرگ فخر رہنے والے حساس بزرگ تھے جو سکارہ ہبھی اتفاقی میں اس سیزی اور آقائے شریعت و فتوہ کی سر کردگی میں بینی بنیان عظیم کے بعد انگریزوں کے تسلط سے عراق کو آزاد رکھنے کے جہاد میں شریک رہ چکے تھے، انھیں میری کتاب سے اپناں گردیدگی پیدا ہوئی اور میں چند دفعہ کے بعد بخفی اشرف و اسی ہوا تو علماء اور زبانی نے اپنے حلقہ احباب میں بخفی اشرف کے اند اور آقائیہ محمد علی طبائی نے کربلا میں علی میں بخوبی کر جائی کہ اس کتاب کو چھپنا چاہیے۔ چنانچہ مطبع حیدری بخفی اشرف میں یہ کتاب طبع ہوئی۔

اس زمانے میں خود میری ذہنیت روا داراءِ عُلمی۔ اس لیے کتاب کا نام رکھا تھا:

"سود عذاب علی اتباع ابن عَمَّادِ الْوَهَاب"

جو صحیح بہت پسند تھا مگر طبائعت کے وقت ان حضرات نے کہا کہ یہ نام سخت ہے اور بدلوکر "کشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوهاب" نام رکھنے پر مجبور کیا جس کا اس وقت بہت دکھ ہوا۔ پھر آخر کتب میں ایک افتتاحی تبصرہ تھا، وہ ان لوگوں نے نکلا دیا کہ اس کا لال و لیخ بہت سخت ہے۔ اس لیکن کی فضیلہ اس کی

یہ کام ہوتا گی اور اس پر مطلع ہو رہا اور انھوں نے بخفی اشرف کے علمی حلمنے میں اس کا چرچا شروع کر دیا۔ اس طرح تصنیف بکن ہونے کے پیہے ایک سختی میں بخفی اشرف میں اس کتاب کی اشاعت ہو گئی۔ اور اب ہم شب قدر کی مخصوصی میں زیارت کر جائے گئی کیے گئے تو یہ کتاب صاف شدہ شکل میں ساتھ موجود رہی۔

پھر کرجناب سختی صاحب محمد پر خاص شفقت فرماتے تھے، اس لیے میں اس دفعہ بھی اپنی کے پس تاج محل میں جا کر ختمہ اور ان کے پاس قدیمی تعلقات کی بنا پر کر جائے تعلقی کے علاوہ، داخیں تشریف لایا کرتے تھے۔ اب میں موجود مقام تو ہر چھوٹی میں عاضر ہتا تھا اور جناب سختی صاحب تعارف میں میری اس تصنیف کا ذکر فرماتے تھے۔

چون کر دبایی مظاہر اور دبایی نظریات کا چرچا ہر جگہ شدت کے ساتھ تھا، اس لیے متعدد حضرات رَوَدْ مَبِير میں کتاب میں لکھنے سے اندھیرے سن و سال کو دیکھ کر اس کتاب کا ذکر نہ ہوئے ہرچند طبری اس کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرماتے تھے۔ اب میں ہر ایک کو یہ تحریر دیکھنے کے لیے بھاگ دیتا۔ پڑھ کر میں نے لگنا تھا جس سے اپنی مزید مندرجات کتاب کے سنتے کا سوچ پیدا ہوتا تھا۔ یوں چند دن مفریجن کے بعد کافی رات تک میرا ایک مستقل مشغد کتاب بخوانی کا ہو گیا۔ اور روزانہ حضرات کے ساتھ کچھ نئے افراد جن بیک یہ تذکرہ پہنچاتھا، مشتاق ہو کر تشریف لائے تھے۔

ٹاہر ہے کہ دہاں کے لحاظ سے میں اس وقت ابتدائی درجے کا طالب علم تھا اور بخفر اس کے طلبہ نہیں بلکہ علامی حیثیت رکھتے تھے مگر ان کی وسعت قلب بخی کہ ہر ایک نے اس موصوع پر اس کتاب کو ایک نادی جز کھما۔ یہاں بیک کہ آفاق شیخ محمد علی قمی جو اس وقت اکابر علماء کر جائے تھیں تھے، سالھوں سال سے بظاہر عمر مسجا ذہنی اور کفایہ پر ان کا حاشیہ دو جلدیں میں بخفی اشرف میں طبع ہوا بعد میں جب میں عراق ہو چکیں میں تھوڑا اور ان تشریف لے گئے تو اکیرہ اشنا لفظی حاج شیخ عبد اللہ میرزا حازی کے بعد

بیری ہے، این الاؤسی کی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی تماش کرے تو تاریخ بندی کسی جگہ بھی وہ عبارت نہیں مل سکتی۔ جب یہ کتاب میری نظر سے گزدی تو یہ نے ایک خط کے ذریعے مدد و مدد کو اس صلح کی طرف توجہ دلائی۔ ممکن ہے نظر ثانی میں یہ محتوا اس کی اصلاح فرادیے کگر جاہ ہے۔ مجھے علم ہے، وہ کتاب دوبارہ طبع نہیں ہے۔

میری کتاب "کشف النقاب" پر زکر علامہ اورہ بادی کے ہذا مسر چھپی تھی تو اس کا مرکز صیانت کے بعد ان کا مرکان بجا رہا۔ وہیں سے فروخت پہنچ اور چھفڑات ملے، ایران و فریر سے آئے تھے، انھیں تحقیق بھی دی دیتے تھے۔ بندستان دوبارہ اشاعت میں صرف جنہیں کیاں آئیں تھیں جو میں نے کچھ ملائے اعلام کو تخفیف بھی تھیں۔ میر کا اس نظر پاں حرف ایک کاپی بھی جو تخفیف کے شرط و ارادہ خدا کے زیل میں جو چند سال پہلے ۲۰۰ صفحہ کے دن ہوا تھا، میر سکان اور کتب خانے کی آتش نوگی میں نہیں ناپولڈ ہو گئی۔

اب جیب محترم بنا جو ہفتی میں صاحب (بی بی) نے جو اس کی دوبارہ طبیعت کا خیال فراہر کیا اور اردو میں بھی اس کی اشاعت کے لیے کہا تو یہرے یہے اس کی قسم میں ممکن نہ تھی مگر موصوف نے خود بوسنی میں تماش کر کے ایک کافی دستیاب کی اور اس کا اس میرے پاس بیج دیا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد مجھ پر تقت تامہ بھی جس کے بعد اگر میں ہم لوگوں کو دل تو اس امر خیر کے انجام پانے میں میری تھقیر است راہ فراہ پائے۔ لہذا باوجود وشدید موانع اور مصروفین کے کافی تاثیر کے ساتھ بھی میں اس موقعہ کے لیے "تمغہ باندشت" ہو گئی اور اب اتنے عرصے میں خود بندستان میں اس بوسنی پر

شائع ہیں ہے۔ مجبوراً وہ بھی نکال دیا اور صرف چند سطروں کا اضافہ کر کے ختم کر دیا جس کا مزید صدر ہوا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ میری ذہنیت خود رواداراز ہو گئی جس کی بندستان میں نہ رہت بھیتا پڑی۔

اس کتاب کے مسودے کے ابتدائی صفحے پر یہ رہے اس وقت کے ابتدائی اسناد عصر حنفی کے مرجح تقلید آیۃ اللہ الحجاج تیہ ابو القاسم علی و امظکان نے جو اس وقت درس بھی کے درس میں چند سطروں بھی بطور تقریبی لکھی ہیں۔ پھر جیسے کہ اس کتاب اطراف و اکناف میں منتشر ہو گئی تو بندستان کے بزرگ مرتبہ عالم بولانیہ طہریوں میں قبد نے ایک عربی تقریبی کلمہ کریمی اور اہل مت کے بزرگ عالم اور شیخ طریقت مولانا شاہ محمد سیدنا بحدار روی نے فلتم اور شرعی میں تقریبیں لکھیں اور زبانی اپنے لفاظ فرمائے جو والدہ علامہ ممتاز العدل ر طاہ ثراہ نے اپنے اجازہ میں جو میرے لیے چند سال کے بعد لکھا تھا اور حق خواستے۔

شام کے بزرگ مرتبہ عالم جناب سید حسن ایمن عالمی طاہ ثراہ نے جو مشہور بزری کتاب "اعیان الشیعہ" کے مہمنف سنتے دو سال بعد ایک تحریر کیا تب اس موضوع پر "کشف الارتجاب" تحریر فرمائی تو میری اس کتاب کے قدام پر اس طرح اخذ فریضے جس میں قبری طور پر ایک بزرے صالح کی صورت پیدا ہو گئی اور وہ پر کریں نے "تاریخ بندہ ابن الاؤسی سے وہاں تحریر کے ابتدائی شروع کے مالات لکھتے ہیں تو فٹ میں لکھ دیا ہے کہ نقلناہا بمعناہ امام ضمیم نادیع بندہ ابن الاؤسی، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عبارت تاریخ بندی کا یہ جگہ ہے۔ موسوف نے اس نوٹ اور اس کے مفہوم پر توجہ نہیں فرمائی اور اس عبارت کو تاریخ بندہ ابن الاؤسی کے حوالے سے درج فرمادیا۔ حالانکہ وہ عبارت

# خلاصہ دیباچہ عربی کشف النقاب



بعد حجہ خاتم متعال و صلواة وسلام برحمۃ الرَّحْمَنِ الرَّحِیْمِ

یہ کتاب "کشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوہاب علی نقی النقوی" کے قلم سے  
مولف نہ بھریں۔ اُبھی بے اس وقت جب ترقیت الہی نے سرزین بخوبی اشرف پر پہنچنے کے  
سادت عطا فرمائی ہے اور یہ سماں سفر نزول قیام پر اندر نے کے بعد جو ہر سے سے بھرے  
ذہن میں خیال تھا کہ ایک کتاب ہی تحریر ہو جس میں وہاں جاہت کے عقائد کا ذرا تفصیل کے  
ساتھ بجاں ہو۔ اس لیے کہت سے افراطی فرقے کے عقائد سے پورے طور پر دتفت  
نہیں ہیں پڑ پختہ بہت کم دنوں میں اس کی تکمیل ہو گئی۔ اور اس کتاب کوئی نے ایک تقدیمے اور  
چند ابواب پر تغییر کیا ہے:-

- مقدمة:** تاریخ ابن عبد الوہاب اور ان کی نشوونما اور ترقی کی تعریف۔
- پہلا باب:** ان کا عقیدہ حضرت انس الہی کے باب میں۔
- دوسرا باب:** ان کا عقیدہ حضرت پیغمبر ﷺ اصل الشیعہ داک و دم  
کے بارے میں۔

جو فرمیدہ مواد فرامشہ ہی مرے پاس موجود تھا۔ اس میں کچھ عربی کے لیے موزوں تھا  
ان کا اہل عربی کتب میں بھی اضافہ کر دیا اور جنہوں نے اسی کے لیے موزوں ہے اُسے  
اس اردو کتاب میں شامل کر رہا ہوں گے اُن شخصیتوں سے جن کے تزادہ ثابت گئی سے  
کام رہا گی ہے، جنہوں نے اسلامی حقیقیتی معارف ہیں۔ نیز جو مقدمہ نکھا جائے  
ہے، اس کے بھی کچھ مضمون مسلمان ہند سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا ان کو بھی عربی  
میں شاید نہیں کیا گی۔ اس طرح یہ کتاب اردو کتاب کا جھم عربی والی  
کتاب سے کچھ زیادہ ہو گا۔ اس لیے جموں طور پر اسے عربی کتاب "کشف النقاب"  
کا ترجیح نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے پورے ترجیح پر مشتمل اردو میں اسے ایک  
مستقل تصنیف کی جیشیت ہاں ہے۔ والسلام

علی نقی النقوی  
مارۃ نیعہ شکلہ (طلیلہ)

# مسلمانوں میں عموماً اور شیعوں میں خصوصاً

## ہمارے بیان کی اصطلاح

ہم "ہماری" تو ان عبادوں کا پیر و دی جماں کا برس اندھر گرد ہے جو  
تجدد کا باشندہ ہے اور اس نے اُن کا پایہ تخت اپنی تجدید کے علاقے میں شہر ریاض  
ہے۔ یہ فقہ کے ساحت سے ضمیل ہیں میں امام احمد بن حنبل کی فقہ کے پیر ہیں اور اصول  
عقائد میں ان کے پیش رو این تیسیہ اور ان کے شاگرد ابن قیتم اور ابن عبد الهاد وغیرہ  
ہیں۔

انہی این تیس وغیرہ کے تصریحات کو محمد بن عبد الوہاب نے اپنے چونکہ باز صفر صدی  
کے اوپر اور تیرہ صدی کے آغاز میں علاقہ تجدید کے ایک حصے کے اُس وقت کے سودی  
فائدہ اُن سے دوسریں محمد بن سواد کے بعد سے پھیلایا جس کی تاریخ اُن کتاب کے خلاف  
مقداری کے تربیت میں بیان ہوگی۔ اس نے اُرجم اُن کے باپ عبد الوہاب اس سلسلہ  
ان کے ساتھ تجدید میں بھگدا کر دیا ہے اور بیٹے کی خالفت بہت نہیں ہو گئی تھی مگر وہ سلسلہ  
بیٹے کے نام پر نہیں بلکہ یہ بیٹے باپ کے نام پر جو اس کے خلاف تھے منسوب ہو کر  
"وہابی" کہلایا۔

پھر چونکہ ان کی تعلیم کا ہم جزو درگاہوں اور روضوں پر صافی کی مخالفت اور  
اویں، و مفتریں بارگاہوں کی اور بالخصوص رسول و آل رسول سے توصل کو شرک قرار دینا  
اور نذر دینا زور اور فائخ وغیرہ کے مخالفت تھی لہذا بندہ وستان اور پاکستان کے انہوں  
اہل سنت میں اصطلاح ہونگی کہ برطیوی حضرات جوان باتوں کے قائل ہیں اور اپنے کو

اُن کا عقیدہ اولیاً و صاحبوں کے بارے میں۔

اُن کا عقیدہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے بارے میں۔

اُن کا عقیدہ انبیاء و صاحبوں کے مزارات اور قبور  
کے بارے میں۔

اُن احادیث و اخباریں جو اہل تجدید کے بارے میں وہول  
خدائی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دار ہوئے ہیں۔

**سأتوال باب:** دہلی جماعت کی علی مرزا میاں اس کے نہیاں ہونے کے  
وقت سے نہ اذ خال نہ کا۔

**تمثیر باب:** جو تھا باب:

اُن کا عقیدہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے بارے میں۔

اُن کا عقیدہ انبیاء و صاحبوں کے مزارات اور قبور  
کے بارے میں۔

اُن احادیث و اخباریں جو اہل تجدید کے بارے میں وہول  
خدائی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دار ہوئے ہیں۔

**سأتوال باب:** دہلی جماعت کی علی مرزا میاں اس کے نہیاں ہونے کے  
وقت سے نہ اذ خال نہ کا۔

**ضوٹ:**

اس اردو کتب میں مذکورہ عنوان سے ہے زو عزا ذل کا جنسیں اس اردو کتب کا  
مقدار کجھا چاہئے شروع میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) مسلمانوں میں عموماً اور شیعوں میں خصوصاً بندہ وستان و پاکستان کے  
اندر لفظ دھانی کی اصطلاح۔

(۲) بندہ وستان میں وہابیت کا فروغ اور اس کی مختلف شکلیں۔

## ہندوستان میں وہابیت کی درآمد اور اس کا انتقام

چنانچہ بھی برلنی مقررین اور بعض صاحب قلم بھی جب دیوبندی حضرات کا ذکر تھے میں تو مذہبیت میں کم موقوی نمبر ۲۳ نے یوں کہا۔ چونکہ وہابیت کے عدو ہوئیں ہیں۔

ہندوستان کے شیعوں کا یہ محاورہ ہو گیا ہے کہ وہ اہل سنت کے اس طبقے کو جو ان باتوں کا قابل ہے اور اکثر شیعوں کے ساتھ رواہاری کا برنا ڈال کرتے ہیں یا عزاداری فیروز میں شریک ہوتے ہیں، حتیٰ کہ میں اور ان امور کے منکر کن اور باکھضوش غزاواری امامین علی اشادم کے مقابلہ افراد کو دھایی کہتے ہیں، حالانکہ وہ قریب ہے کہ دیوبندی حضرات مسک فقیہ کے لحاظے میں۔ وہابیوں کے ہر مسلم یعنی صنیل ہیں اور شیعوں کی ۱۰ طلاح میں "دہلی" سینوں کی جو سب سے بڑی مثال ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہولی میڈیا شکر صاحب پہنچنے وقت کے میرا تھم، وہ بھی مسکنا حفظی تھے دہلیوں کی طرح مبنی ہیں تھے۔

ہماری اس کتاب کا نام جو "رذ و لم بستہ" ہے، اس میں ہمارا نسب العین کی خصوصیات کی روپے جو ابن عبد الوہاب کا ہے، لیکن محنتی موضع جبکہ تو سل غزوہ میڈث پر فیصلہ کن بحث کی جائے گی تو جو ان دلوں کے ان اقصورات میں ہر مسلم ہوں اس کی رذ ہو جائے گی۔ چاہے وہ کسی بھی معنی میں "دہلی" قرار پاتے ہوں یا نہیں۔

علیٰ یہ دیوبند اگرچہ جا کر ہے آج کا حرفی ایں اور غالباً تصوف کے بھی تماں ہیں اور اس کے مسلموں میں مسلک ایں مکران کے علمی جیشیت سے ہورت اعلیٰ مولانا محمد قاسم ناٹریوک کے بیان اور شتم کے اقصورات، اتنی شدت کے ساتھ ہیں کہ ان کے الفاظ سے شان رسالت کا صلح اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی کے پہلو پیدا ہوتے ہیں۔ بہ جمال یہ تو ایک اکمل وہابی بہل یا نہیں، مگر ان سے وہابیت کو تقویت حضرت ہوئی۔

بعض افراد ہیں میں بولنا ابوالکلام اگازادہ میش میں جو ہیں، ایسی مسلم کے پروپریتیتھے اور زندگی نظری و عجیب کا خلاط تھے، یہاں تک کہ امتیازی نظریہ "تبراز" کی وجہ میں "تولا و تبراز" ہی کی سرخی ہے، ایک ایسے ضمون کے خاتم ہی جسے امامیشن لکھوئے کرنے پر "خلافت دامت" کے کسی حقیقے کا جزو بن کر شائع کیا تھا۔ اس ضمون میں خود حجت کے ساتھ چند الفاظ تو اتنے منی اخیزادرد اور دل اور ہر میں کو حفظ کرنے کے قابل ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ:

"اگر ہم یہ اصول بنالیں کہ بُرُون کو بھی اچھا کہیں گے تو بتو دنی"

## مقدّہ

### اِن عَبْدِ الْوَهَابِ کی تاریخ زندگی اور شوغاکی کی حیثیت

اِن عَبْدِ الْوَهَابِ کا نام در شبِ مجرم بن عَبْدِ الْوَهَابِ بن سَلَمانِ تھی بے۔ اُن کی نشوونما علاقہِ سجھ کے شہرِ عینت میں ہوئی اور انھوں نے سنبھلی فقرا پنے والد سے پڑھی اور زمانہ صفرتی بی بی کے وہ علتِ علامہ کے نامِ رجحان کے خلاف باشیں کئے تھے اور بہت سی باتوں پر مسلمانوں میں رائجِ حقیق افتراء کرنے لگے۔ مگر وہ نہ تک اپنی کوئی عروفا نہیں تھا۔ اس کے بعد انھوں نے مکملِ مختصر کا سفر کیا اور پھر مدینہ نورہ کے اور شیخِ عبد اللہ بن ابی ایمِ بن سیف کے شاگرد ہوئے اور وہاں انھوں نے روشنَ رسول پر دعائیں کرنے پر شدت سے بر بھی کا اندر کیا۔ پھر سچھ کئے اور وہاں سے شام کے ارادے سے بصرہ علیے اور سیالِ شیخِ محمد مجھوی سے تسلیم یا اور اب بصرہ کے مسلمانوں کی باتوں پر افتراء کرنے لگے تو وہاں کے مسلمان برافر و خستہ ہو گئے یا اس نہ کہ انھیں بصیرتِ فرار وہاں سے نکلنا پڑا۔ پاکا خود سجھ کے شہرِ حرمیدیں ہو چکے جہاں ان کے والد کا قبر مجاہد اور عزیز نہ کئے ان سے تعلیمِ قیامت کرتے رہے۔ مگر سیال انھوں نے اپنے سجھ کے اشتراکوں اعمال پر "شُرک" کی آوازیں بلند کیں اور ان کے والد نے ان کو اس سے شن کی تردد، ان کی بات بھی ملتے کیلئے تباہیں ہوئے بگداں سے برس جنگ ہوئے اور کچھ لوگ ان کی پاریٰ میں شامل ہو گئے جس سے ان میں اور اہلِ حرمیدی میں جنگِ دیدوال کی نوبت آئی۔

لہ اِن مخدیم کو اُن کو اُسی بضادی کی کتب تہذیبِ سجدہ کے محتفہ مقدمات سے اخذ کر کے ہم نے اپنی علیورت میں درج کی ہے۔

اِجھے ہیں اُن کے لیے ہمارے پاس کیا رہ جائے گا۔ یہ مکہ علمی تواریخ دہشت این تیمیڈ کے ایسے مذاق ہیں کہ جیسے وہ اُن کی بدارتِ عینی سے انتہائی مردوب دستاً ثریں۔ اُن کے بعد سے بیسے سوا مظہر کے سائبِ تم افراد کی وطن بن گئی ہے کہ وہ اِن تیمیڈ کی تعریفِ مذہب کی وجہ پر کہیں جو بظاہر تقدیمی خبیث کوئی بے طبق ان بُرگوں نے جنابِ اِن تیمیڈ کے اضافیں کی صورت بھی نہیں دیکھی ہے۔ ہر حال اس سے تبی بالاطہ ہم اپنی خیالات کو تقویتِ ماحصلِ ترقی بے اور اس سے خود میں طور اُرچہ جیں۔ اِن الاقوامی دیاودے نہ، ہمیں طور پر بہتِ حد تک تقدیمی میں بے اور بِلطفِ شروع ہی ہے۔ "قبہِ نبوی" کی بغاہ میں تردد ہای ہے جو کہ اُن کے نقطہ نظر سے "معاذ الدار" صنمِ اکبر ہونے کی وجہ سے زیادہ سختی اپنہاں مجاہد اس کے علاوہ دہ مسلمان عالمِ یہاں تک کہ ہم شیعوں کو کچھ سے نہیں روکتے بلکہ بہتِ حد تک سرتوں فراہم کرتے ہیں جیکہ اُن کے مذہب کی رو سے ان سب کا مشرکیں میں داخل ہونے کی بنا پر سب جرام کے قریب جانا جائز ہے مگر ان باتوں میں بخشہ تشدید کے کلم ہونے کے باوجود اب ان کی دولتِ جو تسلیم کی بہارت اپنے اہمیتِ افراد سے ماحصل ہو گئی ہے۔ ممالکِ اسلامی میں دہ باریت کی تسلیح پر شدت کے ساتھ سرف ہو رہی ہے جس سے ذہنی طور پر شیعوں کو تو میں اذیت ہو سکتی ہے مگر ان کا اثر معتقدات کے ساحت سے ہی نہیں کی اکثریت پر پڑتا ناگزیر ہے۔

ھرجن سود سے عبدوبیان کی تکمیل کے بعد محمد بن عبدالوہاب شہر کے اندر رفت  
بھٹے اور ان سود نے ایک بہت بڑا شکر مرت کر کے اطراف و جوان کے میزانت  
کو مہندم کرنے اور جو سماں سدراہ ہوں ان کا خون بہائے کے لئے تصحیح دیا جھوپ  
نے پورے طور پر اس حکمر کی تعیین کی اور قتل و غارت کا بازار شدت کے ساتھ گرم کر دیا۔

جب یہاں پوری کامیابی چھس ہو گئی تو اطراف و جوان کے حکما مکے پاس  
اٹھت و اغتیاد کے لیے خطوط لکھنے جن میں سے بعض نے مرلوپ ہو کر پاسان  
اٹھت قبول کر لی اور جھوپوں نے تو چہ نہیں کی۔ در عیسیٰ کے دو گوں کو ان سے جنگ  
کرنے پر ماہور کیا گی۔ چنانچہ اطراف بخدا اور اس کے آئندے بندوق کر اس حار میں خوزنہ  
معز کے پورے جن کے بعد پورے بخدا اور اس کے تمام قبیلوں پر قہر و غلبہ کے ساتھ  
اں سود کی حکمرانی ہو گئی۔ یہاں تک کہ سن ۱۲۷۰ھ میں محمد بن عبدالوہاب نے اپنی  
جان جان آفرین کے سپرد کی تحریر حکومت آں سودوں و بیش اس ملک کی اشاعت  
میں عذری طاقت کے ساتھ مصروف رہی۔

چنانچہ محمد بن سود کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز ہوا۔ یہ بھی اطراف و جوانوں میں  
فوجی ہمیں پھیختا رہا اور عبدالعزیز کے بعد سود ہوا۔ یہ اپنے باپ سے زیاد دستخت  
چھا۔ اس نے سماںوں کوئی سے روک دیا اور سلطان مرتک کے خلاف خروج کیا۔  
گر اس کے بعد سرگزیاں زیادہ تر علاوہ بخدا میں تعدد دیکھیں۔ یہاں تک کہ جنگ فلسطین  
میں حکومت مرتک جو منی کا ساتھ دینے کی وجہ سے انگریزوں کے عنیدہ و عصب کا شکار  
بنی اور جو منی کی شکست سے کمزد بھی ہو گئی تو پہلے انگریزوں نے شریف مکہ سے حکومت  
مرتک کے خلاف خود مختاری کا علم مبنی کر دیا۔ پھر شریف مکہ سے ناراہن ہو کر اس وقت  
کے سودی حکمران سے جس کا نام بھی عبدالعزیز مختار ملت پر حملہ کر اسے شریف مکہ کو خرید  
قبر میں لے جا کر نظر بند کر دیا اور مجاز پر بھی آں سود کا قبضہ کر دیا جس کے بعد

اب ان کے والد شیخ عبدالوہاب کا سر ۱۲۵۵ھ میں انتقال ہو گیا تو انھوں نے اور زیادہ  
شدت کے ساتھ اپنے عقائد کا اعلان شروع کی جس کے بعد ایں حرمید ان کے قتل پر نیاز  
ہو گئے تو وہاں سے صیہنہ کی طرف منتقل ہو گئے۔ یہاں کا حاکم اس زمانے میں مثمن بن محمد بن  
میر تھا جسے ابن عبدالوہاب نے وہ سبز پاسخ دکھایا کہ وہ اگر ان کا ساتھ دے تو تمام بخدا  
کا حکمران ہو جائے گا۔ اس نے ان کی حد کا بیڑا اٹھایا اور اب اس مادی طاقت کا سہارا  
لے کر انھوں نے زور و شور کے ساتھ اپنی تبلیغ جادی کر دی اور جب عینیہ کے کافی آدمی ان کے  
ساتھ ہو گئے تو انھوں نے زید بن خطاب کے مزار کا قبضہ جو اس نواحی میں تھا مہندم کر دیا  
مگر بجز احسا، اور قطیف کے حکمران سلیمان بن محمد بن عزیز تھیں کو ہو گئی تو انھوں نے  
پڑا سخت تاریخی کا خط عینیہ کے حاکم عثمان کے پاس بھیجا کہ اس شخص کو قتل کر دو۔ عثمان  
کو ابن عبدالوہاب سے گروہی کی توہینی ملر سلیمان والی احصار کے مخالفت کی تاب نہیں اس  
لیے اس نے خفیہ طریقے پر ابن عبدالوہاب کے پاس پہنچا میں بھجوایا کہ آپ فردا یہاں سے  
چلے جائیے۔ انھوں نے اسے بہت پا مردی کی دعوت دی اور پورے بخدا کا حکمران بننے  
کی امیدیں دلائیں مگر وہ ان کے کہنے میں نہیں آئے اور سختی کے ساتھ فردا چلے جانے کی  
تائید کی۔ جھوڑا سن ۱۲۷۶ھ میں وہ دہلی سے نکل کر در عیسیٰ پر ہوئے۔ یہ سر زمین ہبھیتے  
شیطانی تحریکوں کا مرکز بھی رہی تھی۔ یہ وہی مہماں کی سر زمین ہے جہاں سے مسلم کتابات  
اٹھا تھا اور اس نے غوث کا دعویٰ کیا تھا۔ یہاں کا حکمران موجودہ سعودی حکومت کا  
مورثِ اعلیٰ قبیلہ عینیہ میں سے محمد بن سود تھا۔

ابن عبدالوہاب نے کسی ذریعے سے اس کی بیوی سے رابطہ قائم کیا اور اسے  
تمام بخدا کی حکمرانی کا خواہ دکھایا۔ یہ محمد بن سود ان کی باتوں میں سمجھا اور تن میں وہن  
سے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گی۔ اور سماںوں کو مشترک قرار دے کر نام "جہاد" ان  
کے جان و مال اور عزت کے اٹالوں کی طرفی پر این عبدالوہاب کے ہاتھ پر بیعت کری۔

اب تک سعودی حکر انوں کا دارالسلطنت اگرچہ بخوبی میں ہے مگر وہ ملکہ صفوی اور  
مددینہ متورہ سبتوں تمام حجاج کے حکمران ہیں۔

## پسلاکاں

### محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ جناب باری عن احمد کے باب میں

سب کو معلوم ہے کہ دہلی حضرت نعموما پنے پیشوں کی پروردی میں خالص توحید کے  
دھوپیاں میں اور اپنے سواتھ میں نوں کو سلک بھجتے ہیں لیکن جب خود ابن عبد الوہاب کی  
کن پروں پر نظر والی والی ہے تو پڑھتا ہے کہ شخص خالق تعالیٰ کے بارے میں اپنے پیشوں رو  
ابن تبریز کی پروردی میں ایسا عقیدہ رکھتے ہے جس سے خالق کا جدال و کمال بھروسہ ہوتا ہے  
اور میں کیستاف جو راجح حقیقی کا تقاضا ہے، مجروس جو برجاتی ہے۔ وہ اس حرج کر قرآن مجید کے  
دو آیات جن کے بعد الفاظ اپنے ظاہری ایک لغوی معنی کے ساتھ سے جسمیت کا تصور پیدا  
کرے ہیں جیسے: یَدَاهُ مَبْعُوذَاتٍ جِنْ كَيْ إِلْفَلِي مَنْيِرِيَرَ رَ اُنْ لَيْ دُونْ  
ہاتھ کھٹکے ہوئے ہیں: اور علی العرش استوی جس کا ایک مفہوم ہے کہ "وہ فرش پر  
سیدھا ہو کے بیٹھا: ان میں علمائے حق کی سلک ہے کہ جو نکلے ان کا یہ سفہ شان اپنی  
کے خلاف اور مغل اس کے بیٹھے غیر ممکن ہے، اس یہے ان کا ایسا مفہوم بھیجا جائیجے جس کی  
حوالات عرب کے سخاون سے ان الفاظ میں لگناش بھی ہے۔ اور وہ شان، الہی کے نام  
بھی بھیس بیسے یہ دے کے منی قدرت اور استواہ کے منی غلبہ و اقتدار انگریز تحریک  
اور ان کی پروردگار کے پیشوں رو اب آفریں بھی شیخ ابن عبد الوہاب ہوئے، ان سب

For taareekhiwar Nauhas:  
Visit: [www.wirasatali.com](http://www.wirasatali.com)

For Hamd, Naat, Soz, Salam,  
Marsiya and Majlis Videos

Visit: [www.youtube.com/user/mahakavi](https://www.youtube.com/user/mahakavi)  
(Mirza Jamal)

یہ باب ان احادیث میں ہے جو اس ارشادِ الہمی کے متعلق ہیں کہ اگر فرم  
نے اللہ کی حکیمی مل شان کرنے میں سمجھا ہے اور تمام زین اس کی نسبتی ہوئی قیامت  
کے واقع:

ان سعدیوں کی روایت ہے کہ ایک ہبودی عالم رہول خدا کے پاس آیا اور کہا:-  
”لَئِنْ تَحْرُكَ أَهْمَ رَأْيِي كَتَبْ لِي مِنْ إِيمَانِكَ سَمَاءُنَا كَوَابِدَكَ“  
پس سمجھو! ہم رائی کرتا ہیں میں کہ اللہ تمام، سماں نوں کو ایک  
انٹھی میں لے گا اور زمینوں کو ایک انٹھی میں اور رختوں کو ایک انٹھی میں اور  
پانی کو ایک انٹھی میں اور زمین کو ایک انٹھی میں لے اور یا تو تم مخفوق کو ایک  
انٹھی میں اور ان سب کو اس طرح لے کر بچے گا میں مل بادشاہ ہوں۔

اس پر پیغیر بننے لگے ایسا کہ ”اویصیں تک آپ کی مددار ہو گئیں“ اس ہبودی عالم کی بات  
کی تصدیق کے طور پر پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: (رَدَّ مَا فَدَدَ اللَّهُ حَقٌّ فَدَدَهُ  
وَالْأَدْرَقُ بَعْنِيَعَانِجَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (تَأَمَّرَتِ) (سُورَةُ دَرَّةٍ آیت ۶۰)  
مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ پہلاً اور درخت ایک انٹھی میں پھر وہ ان  
سب کو جنتش دے کر بچے گا میں بادشاہ ہوں۔ میں اللہ ہوں۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ”سمانوں کو ایک انٹھی پر پانی اور زمین کو ایک  
انٹھی پر اور رختوں مخفوق کو ایک انٹھی پر۔ اسے دونوں ریکارڈ دکم نے درج کیا کہ  
اور مسلم کی روایت ابن عمر سے یہ ہے کہ اللہ اس سماںوں کو روز نیام است بیت دے گا۔ پھر  
اویصیں اپنے یا میں باخھیں لے گا۔ پھر وہی بکتے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں کمرش لوگ؟  
کہاں ہیں پرانی ظاہرگزی نہ دلتے؟ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اتوں انسان  
اور سالوں زندگی خدا کی انٹھی پر ایسی ہوں گی جیسے رائی کا داد نہ تم میں کے کسی کے باقی ہے“

لئے زمین تو ایک انٹھی میں سمجھی ہیں۔ اب بعد ازاں یہ زمین کی بھی ہے جو ایک انٹھی ہی ہے۔

الفاظ کو ان کے فناہی انوی سنبھال کرتے ہیں اور ان میں کے کسی بھی تاویل کے مقابل  
ہیں۔ اس طرح ان کا تصور یہ ہے کہ وہ وہی عرش پر مجاہے۔ اس کے ماتھیں یہ میں  
پسوبے سمجھیں ہیں ”چروہے“ زبان بے نفس بے ادریس بچیزیں حقیقتہ ہیں۔  
وہ آواز کے ساتھ بات کرتا ہے اور جڑھتا، اترتا، آتا، جاتا، ہنستا، روتا ہے۔

یہ بالکل دہ تجھیم ہے جس کے لفڑیوں نے پر عامتہ المیمین متفق ہیں۔ مگر ان علماء  
وہ سب کی کتابیں ان پالوں سے بھرپری پڑی ہیں۔ چنانچہ ہودوں عبد الوہاب کی ایک کتاب  
ہے ”التوحید الذي هو حق اللہ على البیہد“ اس میں اس بنت قرآن کے ذمیں  
رسک“ حکیت اذ افریع عن قلوبیهم فَالْوَمَادَّا قَالَ رَبِّكُمْ قَالَوْا لَهُمْ دُهْوَالْعَنْ  
انکبیز“ کھا ہے۔ (سورة سبا آیتہ ۳۲)

”بیسوں بات: صفاتِ ربِّی زبانِ دہن اور الفاظ کے ساتھ حکم و غیرہ  
کا ثبوت ہے۔ فرقہ اشاعہ (مسلمانوں کی اکثریت) جو تسلیم یعنی اس حرج کے  
صفات کی تفہیق اکا قائل ہے، اس کے خلاف ہے۔“

”یہ اشعری فرقہ ابو الحسن اشعری کی طرف منسوب ہے اور اس فرقہ نے اکثر  
صفات کا انکار کیا ہے جیسے اللہ کا دیکھا ہونا اور تمام یہے مخدوق ہے الگ  
ہو کر عرش پر سمجھنا اور اس کا محبت کرنا اپنے بندوں سے اور اس کا رحم ان پر  
اور اس کی رضاہی ادا۔ اسے اور اس کا ع忿ض و غیروہ غیرہ مختلف میں  
اس کی جوان چیزوں کے بارے میں رسول خدا اور ان کے اصحاب اور دیگر  
اسلاف صدیکین سے دارد ہوا ہے۔“

اس کے بعد آخر کتب میں ایک باب ہے اس مطلب پر ان احادیث سے استدلال  
کے یہ جن سے ان کے مسلک کی موافقت کھویں آتی ہے۔ چنانچہ کھا ہے:

پہنچے اس آیت کی تفسیر کہ: «الا رَّدْفُ جَيْعَانَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ» زین  
سب اس کی معنی یہ ہوگی بیانت کے دن۔

اُبھرے یہ کہ یہ اور ایسے ہی صلوات اُن ہمودیوں کے پاس باقی تھے وحضرت کے  
ذلتے ہیں تھے۔ انھوں نے انھیں علطاً بھاٹھا اور نہ ان کی تھوڑی کی تھی۔

تیرتھے یہ کہ اس ہمودی عالم نے جب پیغمبر کے سامنے اس کا ذکر کی تو اپنے اس  
کی تصدیق فرمائی اور قرآنی آیت اس کی مخالفت میں نازل ہوتی ہے۔

پڑھتے ہمودی عالم کے اس بھرے علم کو بیان کرنے کے بعد پیغمبر فرمدا کہ اسنا۔  
پانچویں صراحت دونوں اخنوں کی اور یہ کہ آسان وابستے انھیں ہمودی کے اور  
زینہ بیس اخنوں ہیں۔

محور شکری ہلوی نے جو خود اپنی اللہ ک تھے، «تازیج بخند» یہ دین بالتجدد  
اور ان کے افعال و اعمال کے ذیل میں بھاٹھے کر دہ صفات (یعنی بخند، سخن و غیرہ) دلے آیات  
اور احادیث کو ان کے ظاہری مظہر پر برقرار رکھتے ہیں اور ان کے مطلب کو اشد کے حوالے  
کرتے ہیں۔

لیکن اگر وہ مطلب کو اشد کے حوالے کرتے تو ان کے ظاہری مظہر پر برقرار رکھتے  
کا فحضہ نہ کرتے۔

غور کرنے کے بعد ہر صاحب بصیرت خوش ہمودی کو سُرکشت ہے کہ ان الفاظ کو ظاہری  
مظہر پر محول کرنے، سلسلی تعلیم کے مخالفت نہیں رکھتا اس لیے کہ اس سے فائز مقابل  
کی جیت لازم آتی ہے اور مجتبیہ کے کفر پر تمام مسلمان تنقی ہیں اس لیے کر دہ اصول توحید  
کے خلاف ہے۔ امام الہبیین حضرت علیہ ابی طالب علیہ السلام شیعۃ البلاعہ کے پیغمبیر ہی  
خطبے میں فرماتے ہیں:

”تَوْحِيدُ كُلِّ مُونَابٍ هُوَ كُلُّ مُسْكَنٍ لِّغَنِيٍّ كِلْ مَاءٍ اسَمَّى كُلُّ مُرْسَبٍ“

ابن جریر کا بیان ہے کہ مجھ سے یونس بن وہبیب نے بیان کیا۔ وہ بگئے ہیں کہ ابو زید نے کہا کہ  
مجھ سے میرے دالد نے بیان کیا، کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ساتوں آسان کو سی اس  
بس ایسے ایسی ہی سائی در حرم (چاندی کے سکے اسی پسپر (دھال) ہیں اور ابو زید نے یہ  
جسی کہا کہ یہ نے پیغمبر فرماد کو فراتے سنداز کری عرش کے انہ را بیسی بے بے لوبے کا ایک  
چھڈا ایک بڑے جنگل کی پشت پر لند حکم رہا ہوا اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ آسان  
دنیا اور اس سے ملے ہوئے آسان کے دریان پانچ سو برس کی راہ ہے اور اسی طرح بر  
آسان کاف صد پانچ سو برس کی راہ کا بے اور پھر اس ایس آسان اور کریس کے دریان پانچ سو  
برس کی راہ اور کریس اور پانچ سو برس کی راہ اور پرانی بیان کے اور بہے اور  
الله عرش پر ہے۔ پھر ہمیشہ اعمال ہیں سے کچھ اس پر پوشتیہ نہیں رہتا۔ اس کی ابن جمی  
نے روایت کی ہے جو ابن سلیمان سے انھوں نے دھم کے دھم کے دھم نے ذرے انھوں نے عیشہ  
بن مسعود سے اور ہمیشہ ملی جیتی روایت کی ہے مسعودی نے دھم کے دھم کے دھم نے ابوہالہ سہر  
انھوں نے عبد اللہ سے۔ عاذ ظذہبی نے کہا ہے کہ صدیت کی حریق سے دار دہوئی ہے اور  
عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

”تم جانتے ہو آسان اور زین کے دریان گئنا فصل ہے؟ تو گوئے ہے کہ  
الله اور پیغمبر نے یادہ و اتفاق ہیں، فرمایا ان کے دریان پانچ سو برس کی راہ ہے اور  
ہر آسان کا درست آسان سے ناصد پانچ سو برس کی راہ کا بے اور ہر آسان  
کی صفات پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہے اور ساتوں آسان اور عرش کے  
دریان ایک سکھ رہے، اس کے پانچ اور اور پانچ سو برس کے دریان ویس ہی  
ناصد ہے جیسا آسان اور زین کے دریان ہے اور اس تعلیمیں کے اور پر ہے  
اور پھر ہمیشہ اس پر آرسوں کے اعمال ہیں کوئی بات پر پوشتیہ نہیں رہتی۔  
اس کی البرادر نے تحریک کی ہے اور اس میں چند مشتعلے ہیں۔“

جسے جزر حدیث کہا جائے بلکہ یہ اس روایت کے بیان کرنے والے کا تصریح ہے جو اُس کی  
ناپوشی کی دلیل ہے۔ قرآن عقل پر ہے کہ حضرت اُس یہودی کی حفاظت پر اُنیٰ شدت سے  
ہنسے اور یہ آیت اُس کی رد میں پرسی کر رکھوں نے اللہ کو اُس کی حقیقی شان کے ساتھ  
نہیں سمجھا۔ کائنات میں روزِ قیامت اُس کے بعد قدرت میں ہوگی۔ نہیں کہ کائنات کی  
ایک ایک چیز کو وہ اپنی ایک ایک ایک انگلی پر لے کر اُس سے حرکت دینے کا کرت دکھائے۔

اس خیال اور اس کے علاوہ دوسرے خیالات بھی ہیں جن کا بیدبی ذکر ہے گا۔ اب  
عبدالواہب کے معتقد ابوالحق احمد بن حیرم خانی متوفی ۷۲۸ھ میں یہودیوں نے بس ہے پہلے  
ان بالتوں پر زور دیا اور اس بارے مستقبل رسالے لکھے جسے عقیدہ ہمویر اور اسٹین دیغرو  
اوپر اُن کے شاگرد این انقیم جو زیر اور ابین عبد العلیاد وغیرہ اُن کے قدم بقدم چلتے۔ علیاً ہے  
اسلام نے اُن کے کفر کا قریب صادر کیا اور یعنی نے اُن کے جواہر قلم کا فکم دیا تاہم وہ ایک  
طوبی ملت ہے قید رہتے۔

اس میں پر مفردت محکوم ہوتی ہے کہ ابن تیمیہ کے بارے میں برمدی عقائد کے باذ مبانی  
ہیں جن سے اسلام کے تصریحات درست کی جائیں جن سے پہلے چند کر حب پیشوائی حیثیت برقرار  
تو پیروں کی حیثیت کی پرسکنی ہے؟  
علام ابن حجر عسکری نے اپنی کتاب "جوهر منظم فی زیارت قبر النبی المصطفیٰ"  
میں لکھا ہے کہ:

"ابن تیمیہ کی لغزش بھی ہے جس کا تدارک نہیں ہو سکتا اور اسی مصیبت ہر کو  
جس کا دبیال زوال پڑنے ہے۔ اس شخص کو نفسانی خواہش نے آنماہہ کیا کہ  
علمی اعتماد بلند کر کے تمام علماء سلف کے خلاف بہت سے مسائل میں اُن  
کے اجماع کی مخالفت کرے اور پیشوایاں دین بیان مکمل خفافے رکھنے

اس کا گواہ ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کچھ ہے اور ہر صفت اس کی گواہ  
ہر کو کوہ موصوف کے علاوہ کچھ ہے تو جس نے اُس کے اوصاف مانے اُس  
نے اُسے ایک ہے زیادہ مان لیا اور جب نے اُسے ایک سے زیادہ مدد اس  
نے اس کے اجزاء مان لیے؟

ظاہر ہے کہ اُرخاق کے لیے اجزاء مان لیے جائیں تو یہ اجزاء یاد جب الوجود اور قدیم ہوں جے  
یا حادث۔ اگر حادث ہوں تو خاق کی ذات حادث ہو جائے گی۔ اس لیے کہ حادث چیزوں  
سے مکرپ چیز لازماً حادث ہوگی اور اگر وہ جب الوجود مانیں تو وہ جب الوجود اور قدیم بالذات  
ہونے میں غائب کے سرور سر سے ہو جائیں گے جو شرک ہے۔ اس کے علاوہ وہ جب الوجود کا  
تحتاج ہونا اگلات اور اجزاء کی طرف لازم ہے گا اور تحریج ہونے کا لازم صد و سو شد و  
امکان ہے۔

وہ گئے وہ آیات و احادیث جن سے اس غلط عقیدے سے پر استدلال کیا جاتا ہے تو  
ظاہر ہے کہ ہر زبان میں اور باکھوں ہر جی میں ایک ایک لفظ کے کوئی معنی ہوتے ہیں بلکہ امر ا نقطہ  
کے وہ معنی قرار دیئے جانے چاہیں جو عقل و نقل کے کھانے سے صحیح قرار پاتے ہوں مثلاً استوار  
کی لفظ کا ایک سطحی مفہوم یہ ہے بختی کا ہے شکن مخل کے کھانے سے اس کا بالکل درست مفہوم  
قدرت و نعمت کے ساتھ قائم و برقرار ہو ہے جو بالکل ہصول محاورہ کے مطابق ہے اور شایان  
شان ہی۔ اسی طرح وجہ کے معنی وہ آثار قدرت ہیں جو صرفت اہلی کا ذریعہ ہوتے ہیں  
جس کی نظریں کلام عرب میں بکثرت ہیں۔ یونہی مید کے معنی سلط و اختیار کا مل کے  
ہیں۔

وہ یہودی عالم و الی روایت جو بیان کی گئی ہے، "جعافت اس عقیدے کے  
غلط ہونے کی دلیل ہے۔ اُس روایت میں یہودی کے قاف پر حضرت کے پیشے کے ساتھ  
یہ حدد کہ "اُس یہودی کی بات کی تصدیق کے طور پر" یہ دکول رسول مکافل ہے زعمی

(بلاہر ہے اُس کی ذات ان خالوں کے خیالات سے) اور ان کے میانی اس مقام  
پر اپنی خراب اور بد اتفاقاً دی کی تائیں تھیں جن سے کافوں کو اذیت ہوئی ہے اور فتحہ  
چھی مرتبا ہے کہ یقظت، بحوث، اگرایی اور بہتان کی تائیں ہیں۔ اُن کا جو کوئی کوئی  
اور پڑا کرے اُس کا جو نہ کے تو اس کا متفقہ ہوا اور امام محمد بن میں اور ان  
کے سلک کے بزرگ مربی علماء اس بڑائی کے داغ سے بری ہیں اور کوئی نکاریا  
نہ ہو کر بہت سوں کے نزدیک لفڑتے ہیں۔

کے تھوڑے کے مولانا عبد الحکیم فرنجی مغلی "حل المعاقد حاشیۃ شرح عقائد"

لکھتے ہیں کہ:

"نقی اندین ابن تیسرے صلی اللہ علیہ وسلم تھا مگر وہ حد سے آجے بڑھ گیا اور اسی باطن کے  
ثابت کرنے کا درپیے برا جو غلط و جبال فدا نہ عالم کے خلاف ہی کہ اس کے  
یہ سوت جستا تحریم ہاں یا اور ہبہ سے اس شخص کے ہنوات ہیں مثلاً حضرت مثنا  
کے پیے کہا کہ دہمالے محبت رکھتے تھے اور حضرت مولیٰ کے یہ کہا کہ اُن کا ایمان  
درست نہ تھا۔ اس یہ کہیں میں ایمان لائے تھے اور ایں ہیں۔ تیسرا کے یہ  
اسی پاٹس کیس جو کوئی موسن نہیں لاسکت۔ حالانکہ صحیح احادیث اُن کے  
من قب میں کتب صحیح میں وارد ہوئے ہیں اور ایک صد قلائد اُن میں ہوا اور  
والاں اکابر علماء اس وقت کے صحیح ہوئے جن کے ماس و سرس قسمی القضاۃ و زک  
الذین مگر تھے اور دہمالے اس تیسرا کوئی تھریکی آیا اور مظلوم اگفتار کے بعد قاضی القضاۃ  
نے ہمیسے قید کرنے کا حکم دیا اور ہر یہ کہا واقعہ ہے۔ پھر دش و غرو میں  
اعلان ہوا کہ جو شخص اس تیسرا کے عقیدے پر ہو اُس کا جان دہال حلال ہے۔  
اس کا ذکر مرآۃ الجنâل یا فہی میں موجود ہے۔ پھر اس نے قوبہ کی اور شیخہ  
میں قید سے رہا تھا ایسی اور کہا میں اشعری سلک کا پابند رہیں گا بیکھریں

پر کوئی اعتراضات کرے۔ یہاں تک کہ بارگاہ اپنی میں جی گئی تھیں جیسا کہ  
اس نے خدا کی شادی والی تجویز کو صد مرہ پہنچایا کہ عالم کے سامنے بالائے نمبر صفا  
ضاف اُس کے جسم ہونے اور سمت خاں میں ہونے کا اعلان کی اور جو اس کا سثار  
کے اُسے مگر اہ قرار دیا۔ یہاں تک کہ تمام علمائے زمانہ نے متفق ہو کر باہر  
وقت کو اُس کے قتل یا قید کرنے پر مجبور کی چنانچہ اُس نے آخر عمر تک قید  
ہتھی سے رہا ہونے تک اُسے قیدہ رکھا۔ اور اس کے بعد اگر ذرا خاموش  
ہوئی اور انہ صبر چھٹ گئے مگر چھپر کچھ اُس کے ہاتھی و دھنیا نو قوتا پیدا  
ہوتے رہے لیکن اُس کوئی طاقت مچیں نہیں ہوئی جلد میشیز دیں و رہوا اور  
غصب اپنی میں اگر فشار دے رہے ہیں۔

خود نے اپنی دوسری کتب "الشرف الوسائل الى قلم الشامل" میں لکھا ہے:  
"علماء کو دونوں کا نہ ہوں کئے بچ میں لٹکانے کے بادے میں کہ این فیم نے اپنے  
استاد ابن تیسرے کے یہ کہا ہے کہ انہوں نے ایک ناد بات کی ہے اور وہ یہ کہ  
جب اسخفتر نے اپنے پروردگار کو اپنام تھوان کے لامزوں کے بچ میں رکھے  
ہوئے دیکھا تو اس جگہ کوہ امتیاز عطا کیا۔ عراقی نے کہا کہ اسیں اس کی کوئی مل  
نہیں می۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان دونوں (ابن تیسرے اور ابن قیم) کے دوسرے  
خیالات کی طرف کی چیزیں جسمی ہے اس تصور پر حران کا ہو اور جس کے ثابت  
کرنے میں انہوں نے بہت طول کام سے کام بیا ہے اور اپنی منت پر طعن و شیعے  
کی ہے کہ وہ اس کے منکر ہیں اور وہ اللہ کے یہے جنت اور جسم کا تجویز رہا ہے

لہ۔ یہ جزو فرضی ہے اس یہے کبعد میں ایک دوسرے مصنف کا بیان آئے گا کہ دوبارہ وہ نہ  
ہوئے اور جو میں جان گئی تسلیم ہے۔

کر رہی ہی اور قرآن اور صفاتِ الٰہی کے سات میں بھیس اٹھائیں اور اپنے کلام میں بہت کھل طلت  
باتوں کی صراحت کی اور ایسی باتوں میں گذشتگری جو سے صحابہ و تابیین نے فتویٰ اخیر کی تھی  
اور وہ تابیں زبان پر لایا جو سلفِ صاحبین کے لیے ناقابل تبلیغ تھیں اور وہ اتفاقاتِ ظاہر  
کیے جنہیں انہر اسلام نے غلط قرار دیا ہے اور جو کے خلاف تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے  
اور اطافِ مکاں میں اس کے ایسے فتوؤں کی اشاعت ہو رہی ہے جن سے موامِ آراء ہو رہے  
ہیں اور اس بارے میں اس نے تمام علمائے عصر اور فقہائے ائمماً و علمکاری مخالفت کی ہے۔  
جب ہم کا یہ بھرپور پروپھی اور معلوم ہوا کہ ایک گردہ اُس کا بھی یہ وہی گیا ہے اور وہ لوگ  
اللہ کے بارے میں حروف اور آواز اور جسمیت کی صراحت کرتے ہیں تو ہم اس کے خلاف  
کھڑے ہونے کیے مجبوہ ہوئے۔  
یعنی شور کافی طریقی ہے جس کے کچھ جملوں کا مطلب لکھا گیا ہے۔

اس سب سے معلوم ہوا کہ اس طرح صفاتِ الٰہی اور جسمیت کا اعتماد وہ ہے جس  
کے کفر ہونے پر علمائے اسلام متفق ہیں۔ اب اس سے اب عبد الوہاب اور ان کے  
پیروؤں کے متعلق رائے قائم کی جسکتی ہے جو انہی باتوں کے قائل ہیں۔  
سابق ہیں جو کہ درج ہوا ہے، 'دہ اہل سنت کے تصریحات مقدمہ اور علمائے شیعہ  
کے تصریحات مجتہد کے کفر کے متن شرح مسلم، ریاض المسالیں، سانک اور جاہر الحکم'  
تصریحات مقدمہ جغری کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس طرح پوری امت کا اجماع  
اُن کے کفر پر ثابت و تحقیق ہو چکا ہے۔

وَاللَّهُ عَدُولُ الْعَالَمِينَ

عہد کو توڑا اور اپنے عقائد کا انہصار کی تو دوبارہ قیدِ حکمت کی سزا ہوئی۔ پھر توہر کی اور  
قید سے رہا میں بوقت اور شام میں قیام کیا اور دہل بہت سے داعقاتِ ایسے  
ہیں اپنے ہوئے جو کتب تاریخ میں نہ کوہ میں۔<sup>۱۲</sup>  
علام ان حجر کی نے "در کامستہ" جلد اول میں اور ذہنی نے اپنی تاریخ میں اس کے احوال  
حالات کی تذکرہ کیا ہے۔ یہ بیان تو در بیان میں صحت ہے۔ یہ مطلب ہے کہ ابن تجیہ نے  
چونکہ فداگی جسمیت کو اختیار کیا لہذا اکابر اس کے لیے مکان ہے۔ اس لیے کہ حرمہ کے لیے  
مکان ضروری ہے۔ اور چونکہ قرآن میں ہے "الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ أَسْتَوْى" اس لیے  
کہ اکثر عرش ہی اس کا مکان ہے۔ اور چونکہ حدادِ عالم اول سے ہے اور عالم کے تمام اجزاء  
ہادث ہیں اس لیے اسے مجبور نہیں کہنا پڑا کہ عرض اذنی اقدام ہے بلکہ اس کی دعا ہے۔  
شہنشہیں یکے بعد دیگرے وجود میں آئیں رہیں تو مکان میں ہوتے کی صفتِ ندا کی دعا ہے  
اور مکان کے تعیناتِ حادث ہیں۔

مرةً ابھان یا فتحی میں ابن تجیہ کے فتنے کے ذکر میں ہے کہ مصر میں جوان پر الازم عاد  
ہوا وہ یہ کہ دہ کبنتے ہیں کہ فدا تحقیقہ عرش پر بیٹھا ہے اور وہ حروف اور اذکار کے ساتھ کلام کرتا  
ہے اور اسی کے بعد دشمن و فیروں میں اعلان کیا گی ارجاں ابن تجیہ کے عقیدے پر ہو اس کا جان  
مال صاحل ہے۔

ابوالفضل نے اپنی مدارک میں رَوَى عَنْهُ کے حالات میں لکھا ہے کہ اس میں تلقی الدین  
احمد بن تجیہ کو دشمن سے سحر جلبیا گیا اور ایک جلسہ ہوا جس میں سجھت مباحثے کے بعد طے ہوا کہ دہ  
ان اتفاقات کے سبب جیل میں دال دیا جائے۔ اس لیے کہ وہ جسمیت کا قائل ہے۔  
اُس کے علاوہ بخاری نظر سے اس اشتباہ کی کچھ عبارتیں بھی لزومی ہیں جو بارہت دہ  
طاف سے اس شخص کے بارے میں شائع کی گئی تھیں۔ اُن کا ضعف حصہ ہے کہ اس بدفصیب  
ان تجیہ نے اس دہ میں اپنے قلم کی زبان کو بڑھا کر کھانا اور اپنے الفاظ کی بآگ ڈھیلی

سوائیں مسجدوں کے کسی جگہ کے لیے مشتمل رحلی یعنی سفر کر کے جانا جائز ہے۔ اسے جو اپنے مقصد کی دلیل بننا کر کیشیں کیا جاتا ہے یہ غلط ہے۔ اس لیے کہ ذاتی جو عرف سے وقف ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ مسجدوں میں بس یہ مساجد ہیں جن کا کیوں خاص طور پر سفر کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ مستثنی مذہ کا مستثنی اسی جنس سے ہونا ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ مذہ اگر کوئی بنتے کہ یہ مساجد میں بس وہ مسجد وکھی ہے اُس کے سوا کوئی نہیں تو ہر ایک بھی سمجھے جاؤ کہ مسجد کوئی اونہیں وکھی۔ یہ تحریزی کہ کوئی عمارت دوسری یا کوئی چیز دوسری نہیں دیکھی۔ اسی طرز اس سے کہ سوائیں مسجدوں کے اُدھر کے لیے سفر نہ کیا جائے مسجدوں میں اسخادر شہرت ہو گا لہذا یہ نسبتی کان درست نہیں کہ روضہ رسولؐ کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔ درہ پھرایک نہیں سے دوسرے شہر تجارت وغیرہ کے لیے بھی سفر مجاز نہ ہونا چہہ یہ جس کا غلط ہونا فاہر ہے اور کوئی مردہ خود پہنچنے قابل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسہ تجارت شام کا سفر فرمایا اور اس کا ثبوت ملتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کی روایت سے جس کا نصیحتون رہے ہے کہ کسی مسجد کی طرف جاس زکر المی ہوتا ہے سفر کر کے جانا نہیں ہو گا سوائیں مسجدوں کے۔ اسے پیدا حصطفی نور الدین سعیدی نے اپنی کتاب "خلافۃ المقال فی شد الرحال" میں درج کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حدیثین ایک دوسرے کی تشریح کرنی ہیں۔ اول حکم مطلق کی وجہ تھی سے ہوئی ہے اور بارہ تمام مسلمان اور ہر اور کئے عمار، روضہ رسولؐ کی زیارت کے لیے سفر کرنے رہے اور کوئی اس پر اعتماد نہیں کیا۔ اس سے تمام مسلمانوں کا اجماع د اتفاق ثابت ہوتا ہے اور بن رگوں نے بعد میں اس کے خلاف رواہ، فتنی رکی وہ جماعت سے محکم ہے اور اجتماعی راستے سے منحرف ہو گئے۔

بعض احادیث سے بھی زیارت کے لیے سفر کا ثبوت ملتا ہے جس کا ملی ابن بزرگ  
الدین شافعی کی کتاب "اذن النیعوں" میں ہے کہ:  
"جب جناب رسول نبیؐ کی دفات بوجنی تو بدل شام کی طرف چلے گئے اور

## دوسری باب

### وہابی عقیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

ابن عبد الواب اور ان کے پڑو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے اٹھو جانے کے بعد اپنی قبر میں میں عام مرتے والوں کے ہو گئے کہ مستثنی ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں۔ زادہ اپ کو اس کا اختیار ہے کہ مشرق و مغرب میں چنان چاہے جائیں۔ اس کے علاوہ اپ کی قبر مطہر کی زیارت کے لیے سفر کر کے جاؤ، ان کے نزدیک حرم ہے۔ اور اپ کے ساتھ تو سل اور اپ کی قبر کے پاس دعا اٹھنا جائز ہے اور یہ رسول اللہ نبیر کر پیارنا خرک ہے۔ جزوؤات کے بعد اپ کے مخاطب ہو کر کوئی حاجت طلب کرے، وہ شرک ہے کہ اس کا جان، مال، علال ہے۔ اسکو سنجیال خود شہرت کرنے کے لیے دو آیات و احادیث سے استدال کرتے ہیں جو درحقیقت اس پر دلالت نہیں کرتے اور تمام مسلمان متفق ہیں کہ حضرت بعد وفات زندہ ہیں، شایدی زندگی جو بعین قرآن شہدا کے لیے بھی ثابت ہے بلکہ اس سے بذریعہ زیادہ بلکہ زندگی۔

یہ تصور کہ حضرت کی قبر مطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنا منوع ہے اس کی بسا ایک حدیث پڑھے جو ایں مست کے میاں وارد ہے کہ پہنچنے قابل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کی قبر مسجد کی زیارت اور اطلافِ عالم سے اس کے لیے سفر ہے جیسا کہ  
شرق و غرب کے تمام مسلمانوں میں ساہماں سال سے جاری و مدارج ہے  
اور ان بالقوس میں جو شیخان نے اس زمانے میں بعض بصیرتوں کی زبان پڑا  
گی جس میں شاک پیدا کرنا ہے اور یہ شاک اُن کے دل میں ہرگز نہیں  
ہے مگر ان جوچے منی میں مسلمان ہوں اور یہ ایک دوسرا سبے ایسے بھی ہے  
پس اسکی پیدا کرنا ہے اور یہ شاک اُن کے دل میں ہرگز نہیں  
جو فارغ البین نے صاف طور پر لیے تھا جس کے لیے نافذ کیے ہیں اور مطل  
بیشے فنا پر کہتے ہیں:

دوسری جگہ اس کتاب میں لکھا ہے :

"ان تکیہ کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں اور دینی حصول اور اسلامی تعلیم  
کی پیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے نیکو کارو پر مسیحی اور احمدیات کے  
امارات کو متبرک سمجھتے رہے ہیں۔ پر جائیکہ انبیاء و مرسیین اور جو اس کا  
دعوے کرے کہ انبیاء کے مقدس تجوہ اور عالم مسلمانوں کی قبریں بیکاری  
ہیں اس نے انتہائی خلط دھوکے کی جس کے ہائل ہونے کا عین مقصد رکھتے ہیں  
اور اس میں رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو عالم مسلمانوں کی  
سچی نیک گھٹانا ہے اور یعنی دھن کل فخر ہے۔ اس لیے کہ جو رسول کے  
مرتبے کو اس کی ملکیان شان سچی سے گرانے والہ کا فخر ہے اور اگر وہ کہے کہ  
وہاں ہیں ہے بلکہ ان کے مnas دربے سے اُن کی غسلت کو پڑھانے  
سے وہ کہتا ہے تو یہ بھی جہالت اگرستا فی ہے اور یہ لفظ ہے کہ پیغمبرؐ  
اس سے بھی زیادہ تعظیم و تکرم کے سخن ہیں زندگی میں بھی اور اپنی وفات کے  
بعد بھی اور اس میں شاک نہیں کر سکتے جس کے دل میں اذ بھی اہم ہو۔"

کہ اب رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدینے کی صورت نہیں دیکھوں  
گا۔ وہی نک اہل رہبے گھر ایک شب رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اسے بیالا! تم نے ہمارا جواہر چھپ دیا اور شام میں  
قیام کر دیا تو کیا اب ہماری زیارت کے لیے بھی نہیں آتے؟ پس جو نبی دہ بیدار  
ہوئے، ھرگز نے سفر کی تیاری کر دی اور مدینہ آئے اور قبر پیغمبرؐ کی زیارت  
کے لیے حاضر ہوئے۔"

اور یہ احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ جس نے رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب  
میں دیکھا اس نے حضرت ہی کو دیکھا ہے۔ اس لیے کہ شیخان حضرت کی صورت میں ہیں  
آسکت۔ اس سے سفر کرنا زیارت قبر رسولؐ کے لیے خود مکرم رسولؐ سے ثابت ہو جاتے ہے جس  
سے انکار کی کسی کو سمجھا شک نہیں ہے۔

ابن عبد الوہاب نے اس قول کو بھی لپیٹے میں رو ابن تکیہ اور ابن قیم سے دی پے کہ  
ان دونوں نے سب سے پہلے یہ صد ابلیس کی اور اسے ثابت کرنے میں طبل کلام سے کام بنا  
اور علمائے اسلام نے اس کی رد میں مستقل کرنا میں تحریر کیا ہے "شفاعة القائم في  
زيارة خير الانام" جو ۷ھوں صدی کے قائمی القضاۃ شیعہ خاذۃ تقی الدین حسن سیکی کا فضیف  
ہے اور "جوهر منظم فی زیارت قبر النبی المختار" از علامہ بن مجریتی یعنی اور  
"منتهی المقال فی شرح حديث لاستدلال الرجال" از منتهی صدر الدین۔ اور  
"خلاصة المقال فی شدة الرجال" از مصطفیٰ نور الدین الحسینی وغیرہ وغیرہ۔

پہنچان کچھ ان کی بول کے اقتباسات اور کچھ دیگر علماء کے ارشادات جو ممتناد و میری  
کت بول میں اس موضوع سے تعلق ہیں درج کیے جاتے ہیں۔

علامہ رسکی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے کہ :

"مارکاہ اللہ میں تقرب کے بہترین اسباب میں سے حضرت سید رحمان است"

علام ابن حجر جز فلکم میں لکھتے ہیں:-

"اگر تم کوئی ہم زیارت قبر سلطان اور سرکی قبر سلطان کی زیارت کے لیے سفر کے معابر شرعاً ہوئے پر جامع یعنی نکران سکتے ہیں حالانکہ مصلحت جماعت میں سے ابن تیمیہ اسی بحث کے موافق شرعاً ہونے کے منکر میں جیسا کہ بیکی نے بیان کی ہے اور یہاں کہ ابن تیمیہ نے اس پر بہت طولانی استدلال کیا ہے بلکہ انہوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ سفر اس زیارت کے لیے اجماعاً حرام ہے۔ اور اسی نظر نصرت ہو گئی اور یہ کہ ہبھی حدیث میں کل خصیقت میں ہیں سب وغیرہ میں اور بعد میں بھی کچھ علماء نے اس قول کی پیرودی کیا ہے تو میں کہوں گا کہ ابن تیمیہ کوں ہے جس کی طرف تظیر والی جاتے اور دین کے مسلمات میں نے کسی میں اس پر بھروسہ کی جاتے اور وہ تو میں کہ ایک جماعت نے بھی عربی جماعت اُس کے اقوال اور بے قیمت دلائل کا جائزہ لیا ہے اور اس کے توبات اور غلطیوں کا اہلہ کیا ہے، ایک اس شخص ہے جسے اللہ نے مُلَّا ہوں میں وہ خل کیا ہے اور اسے رسولی کی چادر اڑھادی ہے اور ہلاکت کا سعْنی فرار دیا ہے اور اہمیتی افترا پر دوازی اور دروغ بیانی کر اُس نے اپنے یہے وہ بھگ بنائی ہے جو اس کی مشیکی اور رحمت خدا کو حمدی کا سب ہے اور شیخ الاسلام نقی سبکی نے جن کی بڑی "اجتیاد" پر سرگاری اور مشیانی مسلم ہے اُس کی رویہ ایک مستقل کتاب سحر برکی ہے اور اس میں متحکم دلائل ہے صحیح راست کوہ اضطرم کیا ہے" ॥

معتزل صدر الدین نے مسقی آنے المقال میں لکھا ہے کہ:-

"بزرگ مرتبہ عالم سنج حمد بن کمال مسند شیخ نحمد بریسی نے اپنی کتاب "الخطاب اهل القرآن برویۃ الائمه اولاد الملائکہ" دیکھان میں

لکھا ہے کہ ابن تیمیہ صلبی نے جماعت و جمارات سے کام بیا ہے اور دعویٰ کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا مصلحت اللہ علیہ اسلام و سرکی قبر سلطان کی زیارت کے لیے سفر جامع ہے اور یہ کہ نہ اس سفر میں قصر نہ ہوگی۔ اس لیے کہ سفر میں ہستہ ہے اور اس میں ایسے طول کلام سے کام بیا ہے جس کے سنتے سے کام انجام دیں اس کے شاید حال رہی اٹھیتیں منتشر ہوئی ہیں اور اس کلام کی نجومت اُس کے شاید حال رہی پہاں تک کہ اُس کی جماعت بارگاہ خدا تعالیٰ حضرت بالا میں تکمیل ہو گئی اور اس نے عذالت خلق کے پردے کو شکافت کر دیا اور اسی باقتوں کی ثابت کرنے کی بخشش کی جو اس کی شاید غسلت و کمال کے خلاف ہیں کر دھا کے لیے سرت و جھٹ اور جسمیت کا دعویٰ کیا اور جزا سے نمانے اُسے گمراہ اور گمن ہنگامہ قرار دیا اور اس کا منبروں پر علان کیا اور اس کا جو چاہ سرط پھیلا اور علماً میں جمیں دین کی جو اس کے پھیلے ہوئے ہیں بہت سے شلوؤں میں مخالفت کی اور خلفاءٰ راشدین پر پھر اور پورچ امراض اضافت کیے جس کا نتیجہ ہے کہ وہ مجمع اس دور کے تمام علماء کی نظر سے گریں اور دوام دخواں سب میں اس پر ایک نگتی خلی بونکی کوہ علامت نے اُس کے خط افوال کا جائزہ دیا اور اس کے وہاں کی رزوکی اور اُس کی لغزشوں کو نہایاں کیا اور اس کے توبات اور غلطیوں کو وضیع کیا۔"

احمد بن شاہب الدین خفیگی نے "شیم المریاض شرح شفاء فاضل عباد" میں اس حدیث رسول کے درج کرنے کے بعد کہ "الله نجت کرے یہود و انصاری پر کامنون نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ بنادیا" لکھا ہے:-  
"صلوٰم ہوتا چاہیے کہ اس حدیث کی وجہ سے ابن تیمیہ اور اس کے تابعین جسے ابن قیم نے اپنا وہ رہنمائی زبانہ تصور فائم گی جس کی وجہ سے

پشتو اور جہرہ سب حقیقت اللہ کے لیے ثابت ہیں اور وہ بذات خود مشریع  
پڑھ جا ہوا ہے۔ کہا کہ اس سے مکان خاں میں ہونا اور اس کا اجزاء پر تقسیم  
ہونا لازم ہے تو کہا ہم یہ نہیں مانتے کہ مکان خاں میں ہونا اور اجزاء کا  
ہونا جسم کے خصوصیات میں سے ہے تو کہا گیا کہ بہر حال شخص خدا کو لا مکان  
نہیں مانتا اور اس کے لیے جزو مکان کا قابل ہے اور کچھ لوگ اُسے بے  
دین اس لیے مانتے ہیں کہ اس کا قول ہے کہ پیغمبر صادقی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے فرمایا ہے کیا کہنے کی چاکتی۔ اس میں رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفہیص  
ہے اور آپ کی تفہیص سے دوکن ہے۔ سب سے زیادہ اُسے دیکھا ہے  
یہ نور بزری کو تھا کہ جب اس بارے میں اجتماع ہو تو بعض حاضرین نے  
کہا کہ اس شخص کو تغیری لازم ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کے کوئی صنی ہیں  
اُس لیے کہ اگر اس سے رسول اللہ کی تفہیص ہوئی ہے تو حکم قتل ہونا چاہئے  
اور گھر تفہیص نہیں ہوتی تو حکم تغیری بھی کیوں ہو؟ کچھ لوگ منافق کا سکم  
جائز کرتے ہیں حضرت علیؓ کے بارے میں یہ ٹھنکے سے کہ انہوں نے  
حد صلی بخ رح کیا وہ ناکام دنمازدار ہے اور انہوں نے کوئی رعنی غلط  
حال کرنے کی روشنی کی مگر نہیں پائے اور انہوں نے جتنیں صرف  
افتدار کے لیے کیں اور کہ دین کے لیے اور وہ آنندار کے خواہیں مدد  
اور عنان مان دینا سے بُری محنت برکتی تھے اور اس کا پرواز، ہر کو  
کہابو بکر بور رکھتے تھے، بُنگتے تھے کیا کہہ رہے ہیں اور علیؓ پیش ہیں یا ان  
لائے اور رکھتے کا اسلام قبول نہیں، اور دختر ابو جہل کی خواستگاری  
کے ساتھ میں جو کچھ کہا ہے اس سب میں حضرت علیؓ کے خلاف طعن د  
تیشع ہے۔ اور پیغمبر صادقی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے جو حضرت

سب نے انہیں کافر قرار دیا اور سبکی نے یہ تقلیل کتاب اس پر  
لکھی اور وہ زیارت قبر رسول اور اس کے لیے سفر کو منوع قرار دیا ہے  
انہوں نے بخیال خود توحید کے پہلو کا تحفظ کیا یعنی محدث کے ساتھ جن  
کا ذکر صحيح نہیں ہے کیونکہ وہ کسی صاحب عقل کی زبان پر نہیں آ  
سکتے اچھے چاہیدہ کسی فضل آدنی کی زبان پر۔  
ٹوائلی فاری نے شرح شفا کی دوسری جملہ میں لکھا ہے کہ:  
”صلیلیوں میں سے ابن تیمیہ نے تفسیر سے کام میا کہ زیارت رسولؐ  
کے لیے سفر کو حرام قرار دیا جس طرح دوسرے نے افزادے کا کام میا کہ  
انہوں نے کہا کہ زیارت کا وہ فضل مبارک ہونا تھوڑو ریات دین میں سے ہے  
اور اس کے نتکر پر حکم کفر جازی ہے اور غایبیا یہ دوسری تصور حقیقت  
سے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ جس جیز کے صحابہ ہونے پر اجماع علیا  
ہوا اس کا حرام ہے کافر ہو گا اس لیے کہ یہ باہر تربے اس کے کسی مشقہ  
طور پر رجایح چیز کو حرام کہا جائے جس کے کفر ہونے پر اتفاق ہے۔  
کشف الطغون میں ہے کہ علیار نے ابن تیمیہ کے بارے میں بڑے افزادے کا کام میا ہے کہ  
صرف انشاء لکھا ہے کہ

”جو ابن تیمیہ کو مشیخ الادام کہے وہ بھی کافر ہے:  
ان تمام مبارکوں سے صدر ہے اور کہبہ سے مدار ابن تیمیہ کے کافر پر اس قول کی وجہ  
کے تلقن ہیں۔

شیخ ابن حجر عسکری نے ”در دکامنه“ میں لکھا ہے کہ:  
”لُكَّاَنْ تِيمِيَّةَ كَمَا يَأْتِي مَنْ تَسْمِيَّ بِهِ مِنْ أَنْوَارِ  
كَرْتَهُ مِنْ جَنَّةِ عَنْدِهِ حَمْوَرٍ اَوْ رَطْبَلَةِ نَبْرَوْمِسْ لَكَهَاتُ كَهَاهَ اَوْ سِرَارُ اَوْ

اور پر نظر کیا احتالو و آپ کے ہیں آتے اور اگر راشد سے مغفرت طلب کرئے  
اور پیغمبر ان کے لیے استغفار کرنے تو راشد کو تو بہ قبول کرنے والا امیر بن  
پاتے ہے ۔ (راتب)

اب شفیع سمجھ مکن ہے کہ اگر پیغمبر سے تو سل مطلب نہ ہو تو بھائی خود ان کا استغفار  
کافی تھا۔ حکم نہ دیا جاتا کہ وہ رسول کے پاس آئیں اور آپ کے پاس آگر استغفار  
کریں اور اس کی ضرورت نہ ہوئی کہ رسول ان کے لیے استغفار کریں۔ ظاہر ہے کہ فداۃ  
عالم نیات خود "توبہ التحیم" ہے مگر میان اس نے اپنے فواب و حرج ہونے  
کی دلیل بھی ہو سکتی ہے؟

علیٰ سے منح طلب ہو کر ارشاد فرمائی معمی کہ مجھیں نہیں رکھے گا کوئی  
سوامن فرق کے۔

کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفیع امام امانت بننے کا خوب دیکھتا تھا۔ اس  
لیے کہ وہ ابن تومرت کا بہت ذکر کرنا تھا اور اس کی تعریفیں کرتا تھا۔  
ان سب بالوں کی وجہ سے وہ طریقی مدت تک قید میں رکھا گیا اور اس سلسلے  
یہ بہت سے واقعات میں بھر میشور ہیں اور وہ جب قتل کیا جاتا تھا تو  
کہ دیتا تھا کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب دوسرا تھا اور پھر ایک  
بہت دور دراز کا مفہوم بیان کر دیتا تھا۔

ان تمام عمار کے اواں سے ثابت ہو گیا کہ زیارت رسول کے لیے سفر کے  
احسان پر سماںوں کااتفاق دیکھا ہے اور جو اس کا مُسکوبت وہ ضروریات وہیں  
سے ایک چیز کا تنکر ہے۔

## بحث توسل

توسل رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے ذریے سے اشد کی بارگاہ ہے اس  
کے لیے قرآن مجید سے بھی ثبوت ہو جو ہے اور مبلغت احادیث بھی ہیں اور صحابہ و تابعین  
کے اثنار بھی اور بعض تابعین اور تمام امانت اسلامیہ کا عالم درآمد بھی ہے جن یہی سے  
ہر کسی کے بعد دلگھے ذیلیں درج ہے۔

## قرآن مجید سے توسل کا ثبوت

رسولؐ سے خطاب کر کے قرآن مجید میں ارشاد حضرت احمدیت ہے کہ:  
”کیوں نہیں ہوا اس کجب انھوں نے (جنما ہوں کے ارتکاب سے) اپنے

## احادیث و آثار صحابہ و تابعین

(۱)

### جناب ادم کا توسل

اس کا ذکر متعدد احادیث میں ہے۔ مجملہ ان کے وہ ہے جسے عالم کرنے میں توسل کر  
رس دوچی کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب حضرت ادمؑ سے ”ترک اونق“ ہوا  
تو انھوں نے کہا پر درگاہ ایں بھجو سے محمد ﷺ کے حق کا دادستہ دے کر رسول  
کرنا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ ارشاد اپنی ہوا کر لے ادمؑ : تم نے انھیں کیونکر ہمچا نا؟  
عرض کیا کہ اس وجہ سے کہ جب تو نے مجھے خلق کیا تو یہ نے عرش پر بخفرزادی قوانیں میں

(۳۱)

## رسول کے راستے سے جناب ابو علیؑ کا طلب باراں

تمہرے رسول حضرت ابو علیؑ نے حضرت کو سامنے لے جاؤ کر طلب باراں کیا۔ فوراً باراں رکٹ آگئی۔ اس پر انھوں نے ایک قبیلہ بکا جو کے اذخیر ان سخنوں کے سنتے کہ:

"وَهُوَ أَغْرِيَ الْمُكْفِرَاتِ كَمَا ذُرْتَ مَعَنِي بِهِنَّا  
وَهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ كَمَا جَاءَنَّهُنَّا إِنَّ رَبَّنِيْنَ كَمَا يَرَنِي سَبَقَ حَفَاظَتْ بَعْدَهُ  
بَعْضَهُنِيْنَ وَهُنَّ كَمَا طَرَقَتِيْنَ أَنْثِيْنَ كَمَا تَرَاهُنَّ كَمَا يَرَانَّ  
أَنْتَ كَمْ فَرَقْتِيْنَ" ۱

ان اشخاص کو حضرت مسیح پر خدا ملی اللہ علیہ دَکَرَ وَاللَّهُمَّ لَعَلَّنِي اپنے سفر میں کوئی بھرپوری ان اشخاص کو  
لے کر لے اور کر کر دلتے بھاٹپ کر کر فرمائی جائے مادا خدا جعل الدین سیمکتے تھے اسی  
کوئی بھرپوری میں بھرپوری کرائے۔

(۳۲)

## حضرت کے طلب باراں پر ایک شاعر کا شعار

سیوسیلی نے خود حضرت کے طلب باراں کے بعد باشش ہونے والے ذکر یں لکھا  
ہے کہ قبیلہ بکا کے خاتونتے اسی سنتے میں اشعار پڑھتے ہو، شاعر سیوسیلی سے درجہ  
لیکریں، اسی جو اس شاعر نے جناب ابو علیؑ کے اشعار کا بھی حوالہ دیا ہے اور  
ہمایہ کو پیغمبر کا پورے کے ذریعے ہے ایسی براشناصیب جو اس اور وہ دیکھئے کہ  
جسے جیسا کہ ان کے چیزیاب طلب نے ان کے بارے میں کہا تھا، حضرت۔ ۲

بِحَمْرَةِ بَرِيجِيَا حَلَّا لَهُ الْأَنْذَرُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ أَنَّ كَامِيْرَنْ نَسَرَ بِرَسَنْ  
كَرْ سَقَرَوْ بِحَلَّا وَبِحَمَارَ وَهُوَ تَارِخِيْنَ بِنَجَيَ سَبَقَ سَرَارَهُ بِجَوَبَ بِرِسَنْ ۳

## بِطْهُورُ شُوْنَهُ عَلَى خُورُ دَرُولَ خَدَّا كَاتُولَ

طہرانی کی روایت ہے ہم کبیر اور او سلطنتیں نیز ایں جیاں اور حکم نے مجھے  
ہونے کی تصریح کے ساتھ انہیں افسوس کی ربانی درج کیا ہے لاجب جناب فالذیت  
اس سے بھی مدد تھی ایسے کی دفاتر برلنی خود کے حضرت رسول خدا ملی بیرونیہ و آسم  
و سرک کپر دشی کی تھی تو حضرت اسی کے سارے ہے بیچے اور کہا اس کی رحمت تب کے ساتھ ہی  
حال بولنے پڑی ان کے بعد بڑی ماں! اس کے بعد جب سجدہ بنانے کا دفت کیا تو پڑی  
ہمکے ساتھے ٹھوڑا اور اس کی بھی پانچ ہاتھ سے نکالی اور جب خدمتی رہ گئی تو حضرت خود  
اسی سیستے اور کہا "آئُ جو زندہ کرتا ہے اور جو مت و نسبتے اور وہ خود زندہ ہے اسی  
جسے ووت ہیں۔ پروردگار! ایسی ماں فالذیت اسکی تھرست فرماداں کے کل  
میں وکعت عطا فردا۔ تجھے وار سلطنت پہنچیں اور ان پیغمبر دن کا جو مرے ہے ہے تھے۔ تو  
تمہری رحمت والا ہی اس سے زیادہ رحمت والا ہے" ۴

اوہ ایں ابھی مشیہ نے ایسی ہی روایت جاہر کی زبانی انقل کیتے اور اسی طرح  
ہن وید المررنے ہیں جاہر کے دور پر شمس نے خلیل اللہ علیہ میں اس سے۔

ان نام و نیات کا ذکر حافظہ سیوسیلی نے جائی کبیر میں کیا ہے۔  
وَ خَاهِرٌ بَسَّے كَمْ رَحْمَلَ خَدَّا ملِي اللَّهُ عَلِيْرُ دَكَرَ وَ سَلَمُ كَوْ خَودُ تو سَلَمُ کی حضرت  
ذَلِقی مُحَرَّبی انت کو اس طریقے کے اختصار کرنے کی نیکم دینا ہے۔

نے پیغمبر ﷺ اور ولیم کے سامنے اپنا قصیدہ پڑھا۔ اس میں تھا کہ تم  
پیغمبروں میں آپ کا رسول اللہ کے ہیاں سب سے زیادہ فریب ہے اور پھر کہ  
”آپ بیری شکاعت کیجئے گا۔ ان میں سے کسی بات پر حضرت نے اتفاق نہیں فرمایا۔  
(۴)

**خطیفہ اول ابو بکر کا توسل**  
شرح دلائی الحیرات میں حضرت ابو بکر کے مشقیں بے کردہ حضرت پیغمبر ﷺ میں  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر پر آئے اور کہا:  
”لے جھوٹ! میں آپ سے توسل کرنا ہوں۔“  
(۵)

**ام المؤمنین عائشہ کا توسل**  
عمر الدین عامری کی کتب ”بیہقی الحی فل“ میں یہے کہ اہل مدینہ شدید تحفظ  
میں بنتا ہوئے تو انہوں نے جناب عائشہ سے شکایت کی۔ انہوں نے کہا:  
”پیغمبر ﷺ اور اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر رحمت میں ایک روٹی ان کر دو  
کہ اس کے اور انسان کے پیچے میں کوئی چیز وہی نہ رہے۔ ووگنے ایسا  
ہی کیں تو شدید بارش ہوئی کہ بنائات اور حیوانات سب پر اس سربراہی  
کا خوشنگار اثر برا۔“

**خطیفہ ثانی عمر کا توسل**  
حافظ ابو الفتح اصفہانی نے دلائل النبوة میں اس کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت عمر

ساعر کی تعریف فرمائی اور اس طرح اس کے ان الفاظ کی تصریح فرمائی گئی پیغمبر کے چہرے  
کی بدھلپت ہیں باڑی نصیب ہوئی۔

(۶)

### ایک نابینا کو رسول کی تعلیم

بخاری نے اپنی تماریخ میں ابو حیانی نے دلائی میں محت کی تصریح کرتے ہوئے  
اور ابو الفتح نے کتاب المعرفۃ میں عثمان بن حنفی سے روایت لکھے کہ ایک نابین پیغمبر  
ﷺ میں اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگر کچھ لٹا کر اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ سچھے جنابی عطا  
اے۔ آپ نے فرمایا: چاہو تو صبر کر دا در دعا نہ کرو اور چاہو تو دعا کروں۔  
ابن ماجہ کی روایت میں یہی ہے کہ چاہو تو اللہ سے دعا کروں اور چاہو تو صبر  
کرو کہ وہ نہ مبارے یہی ہے۔

ہبہ سودت اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا تو پھر دو ہی  
عده جی کے ساتھ دھون کر دیجھڑو رکنٹ ناز پڑھو اور اس کے بعد ان الفاظ کے ساتھ دعا  
کرو کہ پروردگار! مجھ سے سوال کرنا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیربے کیوڑ  
محض کے دامن سے جو رحمت کے پیغمبر میں اور اسے مجھوں نے آپ کے دامن سے  
رُخ کیا ہے اپنے اللہ کی طرف کر دے میری اس حاجت کو پورا کرے۔ پروردگار!  
تو ان کی سفارش گوئی بارے میں قبل فرا۔ جب اس شخص کے ایسے ہی کی تو اسی  
کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

(۷)

### سواد بن قارب کے اشعار

طبرانی نے مجھم کسری میں سواد بن قارب کا واقعہ لکھا ہے۔ اس میں ہے کہ انہوں

و سطے سے اپرنے باراں سے سیراب کیا۔  
 اس غریبِ تسلیمی ہے اور سیراب کرنے کی نسبت خدا کی طرف نہیں؟ اب کی  
 طرف ہے جو دنیا بی نقطہ نظر سے شرک ہے۔  
 (بھر کہا ہے) "ان کی بدولت اللہ نے ان شہروں کو زندگی کر دیا اور  
 چاروں طرف شادابی نظر آئے ہیں"۔  
 ایک روایت ہے جو حباب ابن عباس رضوان اللہ علیہ کی زبانی ہے کہ حضرت  
 عمرؓ کہا:  
 "خداوند! ہم تم سے اپنے پیغمبر کے چیزاں کا واسطہ دے کر سیرا فی طلب کرتے  
 ہیں اور ان کی سفید و اڑھی کو سفارش کے لیے لائے ہیں۔ اس کے بعد بازش ہوتی۔"

(110)

### قبر رسول پر جا کر رسول سے فریاد

استیغاب ابن عبید البریں ہے کہ زمانہ عمرؓ میں ایک دفعہ جو خط پر اسلام انہوں  
 میں سے ایک شخص بیہقی نے لکھا ہے کہ وہ اصحابِ رسولؐ میں سے بلال بن حارث  
 تھے۔ یہ قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم پر آئے اور کہا یا رسول اللہ! اپنی  
 رحمت کے لیے طلب باراں کیجئے کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اس پرسی کے اعتراض نہیں  
 کیا۔

(111)

### نابغہ تجدی کی قبر رسول سے فریاد

خلیفہ عوم غثان کے زمانے میں ہال حکومت نے نابغہ تجدی کے ساتھ آشنا داد

طلب باراں کے لیے نکلے اور عباس بن عبدالمطلب کے ذریعے سے طلب باراں کرنے  
 ہوئے کہا:

"خداوند! پہلے جب خط پر تاختا تو ہم پیرے پیغمبر سے تو س کرتے  
 تھے اور اب ہم اپنے پیغمبر کے چیز کے ذریعے سے مجھ سے اب تھا کرنے  
 ہیں کہ ہم باراں سے سیراب فرماؤ۔  
 چنانچہ بازش ہوتی۔

ازدواج تھے کو جا حقظ نے "البيان والبيان" میں دو عجیب درج کرنے کے بعد لکھا ہے  
 کعب الاجمار نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ بنی اسرائیل جب خط پر بیٹاں نوئے تھے تو  
 پیغمبرِ دل کے پوری رشتہ داروں کے ذریعے سے طلب باراں کرتے تھے۔ ان کے  
 الٰئے کہنے سے حضرت عمرؓ نے حباب عباس بن عبدالمطلب کے ذریعے سے طلب  
 باراں کیا۔

تاریخ میں ہے کہ جب باراں ہوتی تو لوگ جناب عباسؓ سےستح کرنے لگے۔  
 ماہِ اگسٹ کے حصہ سے لگا کر لئے چہرے پر پھیرنے لے اور بکتے تھے مبارک ہو آپ کو  
 اے حربیں (یعنی اور مدینے) کو سیراب کرنے والے۔ چنگر جناب عباس و درا سدم  
 سے قبل اور پھر بعد اسلام ساقی ای صحیح یعنی مکمل مفہوم کے جی بچ کر پانچ چلانے کے انتظام  
 کے ذریعے۔ اس طرح حرم خدا (مکمل مفہوم) کے لوگوں کو سیراب کرنا اُن کا کام  
 تھا اور اُنچ دو اس باراں رحمت کے نزول کا سبب بن کر حرم رسولؐ یعنی مردینے کے  
 سیراب کرنے والے ثابت ہیں۔ لہذا ان کو سب "ساقی اسکھیں" کہا ہے جسے نیکن  
 کہی نے ان لوگوں کا منہ نہ ہیں کیا کہ یہ شرک؟ اس کا ذکر ابن اثیر حمزی نے  
 "اسد الغایب" میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس بارے میں حسان بن ثابت نے اشار  
 کہے ہوں ہی بے کہ" لوگوں نے خط سالی کی شدت میں سوال کیا تو عباس کے چہرے کے

عثمان بن عفان کے دروازے پر گیا تو در بیان آیا اور وہ اُسے غم ان کے پاس لے گی۔ انھوں نے اُس کو غاز کے ساتھ بخایا اور کہا بتاؤ! مختاری کیا ضرورت ہے؟ اور اس ضرورت کو پورا کر دیا۔

(۱۴)

### پیغمبر کے وسیلے سے طلب شفا

صحیح مسلم میں اس امورتیت الی بکر سے روایت ہے کہ انھوں نے پیغمبر خدا میں اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم نکال کر دکھایا اور کہا ہے عائشہ کے پاس رخا اور پیغمبر خدا میں اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچتے تھے اب ہم اسے دھو کر مردیوں کو پانی پلاتے ہیں اور اس نے ذریعے سے شفا حاصل کر کرے ہیں۔ اسے دہلی جادوت کے مقدمہ ابن قیم بن محیی اپنی کتاب "زاد المعاویہ" میں درج کیا ہے۔

(۱۵)

### عبداللہ بن زبیر کا نوش

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں شبی کی روایت درج کی ہے کہ میں نے ایک عجیب دانہ دیکھا۔ ہم لوگ صحن کربہ میں بیٹھے تھے۔ میں اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور صعب بن زبیر اور عبد الملک بن مروان۔ نماز کے بعد سب لوگوں نے کہا کہ ایک شخص تم میں سے اٹھے اور رکنِ رہائی کی طرف جائے اور اُسے پکڑ کر خدا سے دعا کرے۔ اپنی حاجت طلب کرے تو وہ ضرور پوری ہوگی اور پھر سب نے کہا کہ تمہے عبد اللہ بن زبیر اونچوں کو تمہری حضرت کے بعد سب سے پہنچے ہوں گے پسیت سے پیدا ہونے والے شخص ہو۔ اس بروجہ اٹھے اور انھوں نے رکنِ رہائی کو پکڑ کر کہا:

رے کام لیا تو ابزر نے کچھ اشارہ نظم کیے جن میں کہا ہے کہ:  
”اے پیغمبر اور ان کے دو ذلیل سائیکلوں کی قبر را ہم آپ سے فرمائ کر سے ہیں“

اور یہ ناجائز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ مرتبہ صحابی ہیں۔

(۱۶)

### عبداللہ بن عمر کی رسول خدا سے فرمادا

شفا سے قائمی عیاض میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر کے پیر میں ایک دفتر خاص نکلیف ہو گئی۔ کسی نے کہا جرس سے زیادہ آپ کا محجوب ہوا نہ ہو سے پکارے۔ انھوں نے کہا ”والحمد لله“  
بس۔ کہتے ہی اُن کے پیر کی تکلیف دور ہو گئی۔

(۱۷)

### عثمان بن حنیف کی توسل کے لیے ہدایت

پیرقی نے اور ابو قیم نے کتاب المعرفۃ میں درج کیا ہے۔ یہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک شخص غلیظ سوم عثمان کے پاس اسی ضرورت سے جاتا تھا اور وہ اس کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ اُس نے عثمان بن حنیف سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا جا کر دھن کر دیجئے جا کر دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر کہو خداونما! میں سچم سے سوال اکتا ہوں اور تیری طرف رُخ کرتا ہوں۔ تیرے پیغمبر حضرت محمدؐ نے رحمت کے ذریعے سے یا حمد! میں آپ کے ذریعے سے اپنے برو رکار کی طرف رُخ کرتا ہوں کریمیا پر حاجت ووری ہو۔ اسی کے بعد اپنی حاجت کا انہما کرنا، چنانچہ اس نے ایسا کیا اور پھر جواب

کئی حدیثیں ہیں جو خصالِ کبریٰ سیوطیٰ میں اور دلائل النبودة حافظ ابو الفتح صحفیانی میں آئی ہیں۔ اور حدیث سنہی نے اپنے حاشیے میں جو شیخ ابن ماجہ پر ہے، اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں شک نہیں ہوتا چاہیے۔ اس بیٹے کو یہ بات شہداء کے پارے میں تو زرگن ہیں آئی ہے تو پھر پیغمبر رسول کا کیا ذکر؟ اور عاصی حیات انباء کے بارے میں بھی کچھ حدیثیں موجود ہیں، ان میں سے یہ ہے کہ آخرت نے جناب مومنی گور دیکھا کہ وہ اپنی قبریں نماز پڑھ رہے ہیں۔

اب جبکہ حیاتِ رسول نہایت ہو گئی تو آپ کی اس زندگی میں جو تہذیل کی حدیثیں ہیں، وہ بہ اس وقت بھی توں کے صحیح ہونے کی دلیل ہیں۔

قطلانی نے مواهبِ لدنیہ میں لکھا ہے کہ حضرتؐ کی زندگی میں اور نیز وفات کے بعد حضرتؐ سے تسلی کے خواہد لئے زیادہ ہیں کہ آن کا اعاظہ نہیں کیا جائے۔ قدهمین سلف حضرتؐ کی قبرِ سلطہ پر باکر دعا کو قابلِ اعتراض نہیں کیجئے تھے جو اپنے علمائے مسیح میں الدین جزری نے "حسن حصین" میں بہت اچھے الفاظ لکھے ہیں گر، "اگر پیغمبر فرامی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ سلطہ پر دعا قبول نہ ہو تو اور کہاں مصیروف ہوئی؟"

اور شاheed الحسن دہلوی نے اپنی کتاب "جذب القلوب" میں لکھا ہے کہ مقاصد کے حصول اور محیب و غریب قائدوں کے مرتب ہونے میں ۲۷ واقعات صفت سید و کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ شریف پر فرمادا اور طلب حاجت سے محتمل اور غریبوں کے سامنے آتے ہیں، لکھتے ہیں۔

قاضی عیاض نے شفاء میں امام مالک کا مکالم خلیفہ مہاسی ابو جعفر منصور دونوں نقی کے ساتھ درج کی ہے کہ خلیفہ نے اُن سے پوچھا کہ میں قبل کی طرف رُخ کر دیں یا چہرہ مبارک کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہوں؟ امام مالک نے کہا کہ آپ حضرتؐ کی طرف تک

"خداوند! تو بزرگ ہے۔ ہر بڑی سے بڑی بات کے لیے تمجھی ہی سے امید دلستہ کی جاسکتی ہے۔ یہ تمجھی ہی سے سوال کرتا ہوں تیرے عرش کی حرمت کے دامنے سے اور تیرے پھرے کی حرمت کے دامنے سے اور تیرے پھرے کے دامنے سے اور تیرے پیغمبر کی حرمت کے دامنے سے کہ تو مجھے دنبا سے نہ اٹھانا، پہاں تک کہ میں حجاز کا مکران ہوں اور مجھے خلیفہ کہ کر سلام کیا کیا جائے؟"

ذکورہ بالا قول کے شواہد میں کچھ توحضرتؐ کی وفات کے بعد سے تعلق ہیں۔ یہنا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ زندگی میں حضرتؐ کے وکیل سے دعا میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد وفاتِ خنسیٰ ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ ایک تو اصولاً جو شے شرک میں وہ خلیل ہو اس میں کسی کی حیات اور موت کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا اور پھر یہ رسولؐ کی وفات حقیقتہ وہ ہے کہ وہ نہیں جو عام ادوات کی ہوتی ہے بلکہ آٹ۔ اس ظاہری موت کے بعد بھی حقیقتہ سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ اس کی تلقیل کا یہ ہوتا ہے مگر معلماتنا عرض ہے کہ حیاتِ شہداء بعض قرآن ثابت ہے۔ اور پیغمبر فرمائی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ "پیش خدا حقیقتہ وسرے شہداء سے بدر جا بالآخر ہے اور ابو آد و آدم کی روایت بے کروں خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ حسدِ مجھ پر کثرت سے درود و بھیجا کرو کہ اس دن فرشتے حاضر ہوئے ہیں اور کوئی شخص مجھ پر بھی کبھی درود نہیں بھیج جو گلگری کر دے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوگا (راوی کہتا ہے) میں نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا میں بری وفات کے بعد بھی۔ یعنی اللہ نے زین پر حرام کیا ہے کہ وہ پیغمبر کے حجم کو کھائے اور پیغمبر زندہ رہتا ہے۔ اسے رزق عطا ہوتا ہے۔ حافظ ابن ماجہ نے اپنے سشن میں اس کی روایت کی ہے اور اس معمون کی

راہ خدا میں اپنے انجامیں۔ اس کے سختیوں پر سے کردہ محل صفات بن جائیں۔ فوجوں کے  
تمام انبیاء میں فضل برادر حسین کا ارشاد ہو گئی کسی نبی کو وہ ایسا نہیں پہنچیں جو ایسا ہیں جسے  
پہنچی ہیں اپنے کے آنکھیں ہوں گے کہ ان کی تغییر و تکمیل کی جائے؟ اور  
لکھیے کہ کسی بلند ذات کی طرف نسبت سے دوسرا چیز میں غلطت پیدا ہو جاتی ہے جن پنج  
خطاں کی برعی سیوطی میں عراج کے حال میں پہنچیں ہذا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بزرگ کے  
”میں چلا اور میرے ساتھ جریں تھے۔ ایک جگہ ہوئے کہ خود نے ہما  
سواری سے اتریے اور میاں نماز پڑھیے۔ میں نے ایسا کیا تو خود نے ہما  
اپ چانتے ہیں؟ اپنے ہماں نماز پڑھی؟ یہ طبیعت ہے ہماں اپ ہجرت  
کر کے جائیں گے۔ اس کے بعد میں چلا تو پھر انہوں نے کہا تھی۔ میاں  
نماز پڑھیے۔ یہ طور سے بیان اللہ نے مومن سے کلام کی۔ پھر میں چلا  
اور انہوں نے کہا تھی۔ نماز پڑھیے۔ یہ بہت لمحہ ہے ہماں میں میں پیدا  
ہوئے تھے۔“

اب ہر صاحب صرف فیصلہ کر سکتا ہے کہ سیمیٰ کی ولادت کا مقام اس لائن ہو گر وہاں نماز  
پڑھی جائے تو کس حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکانِ ولادت اس کا سخت  
تھا کہ وہ سندھ مکر ریا جائے جیسا کہ وہاں بیوی نے کی؟

اس کے خلاصہ حضرتؐ کی تغییر و تکمیل اور حضرتؐ کی طرف نسبت رکھنے والی  
چیزوں کا احترام و اکرم اور ان کو تبرکات کیا جائے۔ اس کے بخوبیت شواہ شمار صحابہ و سلف  
صالحین میں موجود ہیں۔

اب عمر رضی اللہ عنہ کا درایت ہے کہ میں ان محدث کے پاس ایک سال اٹھتا بیٹھتا رہا  
میں دلت وہ قال رسول اللہ ہے تھے ان کے سبھیں پھر خودی پڑھاتی ہی۔  
شیخ بدر الدین بن ابراہیم بن سعد اللہ ابن جعفر کوئی توفی ۲۳۴ھ کی کتب

نمک کیوں بکر موڑیے گا جبکہ وہ آپ کے بھی دسمبرؓ ہیں اللہ کی طرف سے اور آپ کے باپ  
ابو البشر حضرت آدم کے بھی۔

ہمارے فائل ہمچر سید ابو الحسن رادی رحمۃ اللہ علیہ ”ادراف بعد ادیہ“  
میں ربی کے نقل کی ہے، انہوں نے ادب زیارت میں لکھا ہے کہ پھر قریشی پرائے حضرتؐ  
کے سردار کی طرف رخ اور قبیلہ کی طرف پشت کیے ہوئے اور چار ہاتھ کے قریب کی  
دو ریا پر کھڑا ہو اور بعد صدر رخ ہو، اُس کے پیٹ کے حصے پر نظر رکھے اور سلام بہش کرے  
کیونکہ حدیث ہے کہ جو بھی سلام کرے گا، میں اس کا جواب دوں گا۔ لوگوں میں آواز  
بلند نہ کرے جیسے حضرتؐ کی زندگی میں ہکم تھا۔ پھر آخری حضرتؐ کے چڑو مبارک کی طرف  
اک حضرتؐ سے توسل کرے اور آپ سے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت کا خالیاں ہو۔

حضرتؐ شواہد میں سے بعض سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرتؐ پیغمبر ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی طرف نسبت رکھنے والی ہر چیز سے برکت حاصل کرنا صحابہ و تابعین اور اسلاف میں  
کے نزدیک سترم رہا ہے۔

عبد اللہ بن عمر کی نسبت بیان ہے کہ وہ آثار پیغمبر ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح  
میں پڑھتے تھے اور ہماں حضرتؐ نے نماز پڑھی ہے، چاہے فربیں ایک دفعہ، دہل جا کر نماز  
پڑھتے تھے اور انہیں جھوپوں پر پھر سجدوں کی تقریر ہوئی۔ اس کا تکمیل ہے دفاؤ  
میں ذکر کیا ہے۔

ابن القیم نے اپنی کتاب ”زاد المعاد“ میں جناب اسماعیل اور ہمجرد کے ذکر  
میں جسی طور پر لکھا ہے کہ ابراہیمؑ اور ان کے فرزند اسماعیل کا وطن سے دو ہوئے اور تہسیل اور  
قریانی کے لیے آمدگی، اس سب کا تجھیہ ہوا کہ ان کے آثار اور ان کے قدریوں کے  
نشہنات محل صفات میں لگئے مولیین کے لیے اور مناسک بھی میں داخل ہوئے قیامت  
نک کے لیے۔ اب جب جناب اسماعیل اور ہمجرد کے آثار اسی وجہ سے کر انہوں نے

تفظیم کی ایک قسم یعنی ہے۔ اس کے خلاف دہلی سلطک کے حضرات بہت تشدد سے کام لیتے ہیں۔ مگر اس کے لیے خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفقاء سکوت ہی نہیں بلکہ صریحی اجازت بھی موجود ہے اور آپ کے بعد سلف صاحبین بھی عمل بھی جاری ہے۔ چنانچہ "ادب الاملاع والاستلاء" میں عبد الرحمن بن کوب بن المک کی روایت ہے اپنے والد سے کہ میں حضرت کی حدت میں آیا تو حضرتؐ کے اخھوں اور دو فون گھٹنوں کا پوسرے لیا اور شیخ محب الدین ابن عربی کی کتاب "محاضرة الابرار" میں ابن زیدؐ کی روایت ہے اپنے والد سے کہ ایک اولیٰ رسولؐ کے پاس آیا اور ایک سعیرؐ کی خواہیں کی۔ اُس سعیرؐ کے دیکھنے کے بعد کہا یا رسول اللہؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے اخھوں اور پروردوں کا پوسرے لیا۔ آپؐ نے اس کی اجازت دئے وہی۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کو جوہہ کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہیں۔ کسی کو کسی کا سچو ہیں کرنا چاہیے۔

وسرے بیظع تفظیم بھی ہوتا ہے اور بیظع حست بھی۔ یہ حال اس کو شرک کہنا یا منزوع قرار دینا، دو فون غلط ہے۔

اصالیہ عائضہ ابن جحیری ہے کہ خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عظیم رضوان اللہ علیہ کی کاش کا پوسرے لیا اور اس وقت آپؐ کی سانچیس گرانی تھیں۔

بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجبو نبیر اور راضہ مقدسہ اور وہر مندوہات کو بھی پوسرے لیتے ہیں مسلمانوں کی عمل رہا اور مular اس سے تعلق رہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل کے ایک صاحب خاں ابراہیم حربی کے لیے شیخ مندوہ حنبل نے حاشیہ اتنی میں لکھا ہے کہ انھوں نے کہا "تجھوں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوسرہ نہ متحبہ ہے" جبکہ عبادی کے پاس ایک شخص نہیں نایا۔ اس اوقاع کے ساتھ کہی رسول نظرًا

"تذکرۃ الاتامع والمتکلم" (طبعہ دارurat العارف حیدر کتاب دستہ ۲۵۷) میں ہے کہ حضرت امام حبیر صادقؓ کے مامنے جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذکر ہوتا تھا آپ کا چہرہ نہ رہ ہو جاتا تھا۔

اسی کتاب میں امام مالک کے لیے لکھا ہے کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے مامنے ذکر ہوتا تھا تو ان کا زنگ سعیر ہر جا مکھا اور دھنک جاتے تھے۔ عبد القریم سعافیؐ کی کتب "ادب الاملاع والاستلاء" (طبعہ عربی ۱۹۷۴ء) میں بھی این بکریؐ سے روایت ہے جب موئی (غمجر عذر احادیث پیغمبرؐ) کی حرفوں کا پڑھ پڑھ کر مالک مقابلہ کرتے تھے تو پر اس عالمے کے ساتھ ہنسنے تھے اور سر چھلانے رہتے تھے اور حضرتؐ جب تک ان احادیث کو لکھو اکثر شارغ نہیں ہوتے تھے سرد غیرہ کو بھیت بھی نہیں تھے، نہ اسکی چیختت تھے۔ یہ یقینت اُن کی ارشادات پیغمبرؐ کی تفظیم دلکشی کے سماں سے ہوئی تھی۔

اسی کتاب میں معنی بن عیسیٰ دراق کا بیان ہے کہ مالک جب احادیث بیان کرنے پڑتے تھے تو عمل کرتے تھے اور جو شیو لگاتے تھے۔ حاضرین ملکیں میں سے کوئی آؤ نہ بلند کرتا تو خفا ہوتے تھے اور بکتے تھے کہ فاقہ نے اڑت اور فرمایا ہے کہ پیغمبرؐ کی آداز پر کوافاز بلند نہ کرو۔ آج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان ہوتے وقت کوئی آداز بلند کرے تو وہ ایس پر گاہیے کہ اُس نے آپؐ کی آداز پر کوافاز بلند نہیں۔

علاوہ دوسرے حضرات کے نواب صدیقین حسن خاں قنجزی ہنے بھی لمحہ ہجکر کہ "امام مالک میں ہے میں پسادہ چلتے تھے کہ شاہزادؓ کے جسم سے خاک کا کوئی گہرہ نہیں بوجائے جس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راست پڑتے ہیں اور حضرتؐ کی تفظیم کے سب دو مدینے میں سوار جو کہ نہیں چلتے تھے اور بکتے تھے کہ مجھے خرم آتی ہے کہ میں سواری پر چلیں اس خاک کے اور پر چالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفتیں ہیں۔

"خاضرة الاوائل" میں ہر کوئی ان یا اورن کو اور طلبو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے حکم سے تقسیم کیا اور آپ کے موہائے مبارک اس یعنی تقسیم کے لئے کہ دو صحابہ کے پاس برکت کے لیے باقی رہیں۔

جس میں الحصین میں عبد اللہ بن موبعب کی روایت ہے کہ یہ رسم گھروالا نے مجھے زوجہ رسول جناب ام سلمہ کے پاس پانی کے ایک پیالے کے ساتھ بیٹھا۔ وہ چاندی کا ایک طرف لا گی جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے کھنڈ پر اسے شرف تھے۔ ان میں سے کچھ بالاخنوں نے اس پیالے میں ڈال دئے۔ اور جب کرتی پیار بنت احمد قوہ اسی ظرف سے عکال کر کچھ اس ڈال دیتی تھیں۔ اور وہ بہار اس پانی کو پیتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے بھاگ کر اس پر ان میں دلختا تو کچھ سرخ رنگ کے بال تھے۔

فاضلی عیاذن نے شفاء میں حضرت کے مجوزات در برکات میں لکھا ہے کہ حضرت کے موہائے مبارک میں سے چند بال خالد بن ولید کی فونی میں لکھ جن کی وجہ سے وہ ہر جگہ میں لکھ پائے تھے۔

بخاری کی روایت ان سیرین سے ہے کہ انہوں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس کچھ موہائے مبارک میں جو میں انس یا اُن کے گھروالوں سے ملتے ہیں۔ انہوں نے کہا اسے اُن میں سے ایک بال یہرے پاس ہوتا وہ یہرے یہے دنیا را میہما سے بترے۔ اسی طرح جو شے ذرا بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم سے تعلق رکھتی ہو اُسے ہمیشہ مبارک و مقدس سمجھا جائیں چنانچہ شفا کے فاضلی عیاذن میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر بن عبد رسول اُنکے محل پر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله وسلم تشریف فراہوتے تھے، ہاتھ رکھتے تھے، اور اُسے تبرکات پہنچ پرست تھے۔

اصحابہ حافظ ابن حجر میں ہے کہ نبی بن اسود کے جب انتشار کا وقت گھاؤں میں اور رسول اللہ بن اسقع اُن کے پاس آئے تو انہوں نے ان کا ہاتھ لے کر اپنے سنجھ پر ڈالا اور

صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے پائے مبارک تک پہنچی ہے اور حضرت کی ہمیشی ہوئی ہے، تو باوجود یہ خرد بدمیں کہ مجھے یقین ہے کہ مجھ سے غلط کہنا ہے۔ رسول کے پائے مبارک سے یعنی چھوٹی نہیں گئی ہے، پھر یہ اسی بے کھرب ہو کر وجہ میا۔ انکھوں سے لکھا کر عالم مسلمان مجھ پر بے ادبی کا الزام لگائیں گے کہ یہرے پاس رسول صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی نعلیعنی لامی کی تھی اور میں نے اس کی تنفس دیکھ لی ہے۔ یہ دو فرشیخ ابن عربی نے "خاضرة الابرار" میں درج کیا ہے۔ اس سے قابل ہے کہ مسوبات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی تنفس پر جھوپریت اسلامیہ کے دل در مانع میں مر جائز تھی۔

تفصیل و تکمیل برکت ہی کی ایک صورت میں کرنا ہمیشی ہے، خواہ اپنے ہاتھ کو رسول کے جسم مبارک پنک ہو چاکر کر آپ سے خواہش کرنے کر آپ اس پر ہاتھ پھر دیتے۔ ان دونوں باتوں کا وقوع رسول صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی احجازت اور خود آپ سے عالی سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اسے اصحابہ میں سمجھا ہے کہ بنی بکار کا وفد حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی خدمت میں آیا۔ ان میں صادور بن ثور بن عبادہ عیشت سوارکے تھے۔ جن کی ایک سو برس کی عمر تھی۔ یہ سب مسلمان ہوئے اور حضرت ہوتے رہتے صادور نے حضرت سے خوبیں خالہ کی اسی آپ سے جسم مبارک کو اپنے ہاتھ سے مس کر کے برکت حاصل کرایا چاہتا ہے۔ حضرت نے اس کی احجازت دی۔ پھر انہوں نے کہا میرا یہ بڑا نیشنر نہ اس اسادت منصبے اس کے چہرے پر آپ ہاتھ پھر دیجئے۔ حضرت نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھر دیا۔

حضرت کے موہائے مبارک کی تفصیل کے لیے صحاح البیان سنت سے پڑے چلنے اک کو وہ ہو دی حضرت کے حکم سے ہوئی تھی۔ صبا کوچھ سلم تیربے کہ حضرت نے ابو طلحہ انصاری سے جنہوں نے سر مبارک سے باؤں کو صاف کیا تھا فراہما کر، خصیں لاروں میں کرے۔

[تہذیب ادب]

## وہابی عقیدہ اور یا، و صماحیت نے بارے

میں

ابن عبد الوہاب کرمان کی تحریکی اور سیاستی ایجاد سے شدت نے سالمہ انتشار پڑے، اور ان کا اعتقاد ہے حکایت کرنے سے کسی سے بھی توسل اور خانقی کی اسلامی شفاعت کی دعویٰ اس شخص خدا یا مجید یا اُس کے ساتھ دوسرے کو شرک کرنا ہے۔ اُسے انہوں نے اور ان کے تابعین نے بُرے طول طول بیانات کے ساتھ تحریر کیا ہے جن میں عیف عبارتوں کا مضمون ان کے نقطہ نظر کے پرے ہے ہمیں انہیں کرنے کے لئے بُری خواہ ہے۔ پھر ان کے مندرجات کو ایک ایک کر کے باطل کیا جائے گا۔ خود ابن عبد الوہاب نے اپنی آنکھ "الشوجید" میں ان آلاتِ فتن کے ذریعے کرنے کے بعد جو توجہ ہے بارے میں اور دوسرے شادروں کی بُرے کرنے والے مشکلین کی رویں لکھا ہے:

"یہ شرک جوان آجیوں میں اور ایسی ہی دوسری آجیوں میں مقصود ہے اس میں داخل ہے قبردیں کے پورچھنے والوں اور انبیاء اور علمائے اور نیک بندگان ایسی کی عبادت کرنے والوں کا شرک یہی عرب کے ایسی قابلیت کا شرک خاصی کے ختم کرنے کے لیے حضرت محمد ﷺ کی بخشش ہے ہر ہی حقیقت کو وہ ان سے دعائیں مانگتے تھے اور ان کی طرف پناہیں لے تھے اور

پیشے پر رکھا اور یہاں کو وہ ہاتھ بے جو رسولؐ کے دست مبارک میں ہوا ہے۔ مند احمد رس ام سیم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک شاک سے جو ان کے یہاں بحقیقی نوش فرمایا تھا تو اس شاک کا دہانہ جو حشرتؐ کے دین مبارک سے میں ہوا تھا جو اکر کے حصول برکت کے لیے رکھ لیا گیا، اور ایسا ہی واقعہ ابن ماجہ اور ترمذی نے کہشہ الفضاریہ کے متعلق درج کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح لکھا ہے۔

تحفہ میں الصیحیں میں سہل بن سعد صحابی کے شغل روایت ہے کہ انہوں نے پیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک چادر آپ کی مانگ کر حمل کی اور جب لوگوں نے اس کے عقل پر پھاتا تو انہوں نے کہا کریں نے اسے اس پر ٹھیک بیٹے کرد ویرکھن ہو اور اس طرح میں فدا قبر سے محظوظ رہوں۔

شفقت فاعلی عیاذ میں ہے کہ حجا بْن پیغمبرؐ آپ کے آثار مبارکہ کو آپ کے بعد پڑی بڑی قبتوں پر عالم کر سکتے۔ صردت اتنے شواہ پیش کر دیے تھے ہیں جو انبات مطلب کے لیے کافی دوافی ہیں۔

باوجود یہی حضرات اپنے کو ایں بتتے ہیں دخل کرے، میں اور ان کے ہم خانہ بوجہہ دستان میں ہیں، وہ اکثر اپنے کو "ابی صبریت" کہتے ہیں مگر ان کا سلک جو پیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کی خلافت اور آپ کے ہنار و منربات کی تنظیم و تحریم کے خلاف ہے، مست کے بھی خلافت اور حرب کی رویے بھی غلط ہے۔

عبادت نہیں کرتے۔ عبادت اللہ کی کرتے ہیں، لہلہ ہم ان کی تعلیم و تکریم کرتے ہیں۔  
نہیں سے اُن مسلموں میں اور ان شرکیوں میں فرق نہ ہے۔  
اس طریقہ کی تعلیم و تکریم شرک اُن پر مسلکی حکم و الدین کے یہ خالق نے خود حکم دیا  
کہ، "اُن کے سامنے اپنے کو خذل دعا جزی کے ساتھ بھلاکے رہا کرو۔" تعلیم کو حکم  
نہیں تو اور کیا ہے؟

اوہ ارشاد فرمایا کہ:

"جو شاعر الہی کی تعلیم کرے تو یہ تقویٰ و پرہیزگاری کا ایک جزو ہے۔"  
اور اس طریقہ اللہ کی درتوں کی تعلیم کے یہ فرمایا اور حضرت پیر خداصل اللہ  
عمر و آدم و سلم کو حکم دیا کہ:

"اپنے بازو بھلاکے اس کے لیے جو نہیں میں سے آپ کا پورا متنقح ہو۔"  
سب سے بالآخر یہ کہ حق تعالیٰ نے خانیکہ مقرر ہیں کو حکم دیا کہ ابوالبشر حباب  
آدم کو سجدہ کرنی اور ابیس کو سجدہ نہ کرنے پر نظر و دمرو و د قرار دیا اور سورہ یوسف  
میں ہے کہ حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ غیارہ ستارے اور پاندہ سورج و نہیں  
سجدہ کر رہے ہیں اور پھر اُس کی قبریزیں آئی کہ انھیں نے اپنے بیاپ کو  
جوئی خدا حضرت یعقوب سمجھے اور اپنی والدہ کو ملند سخت پر بھاٹا تو ان دو نیلے اور  
تمام بجا ہیوں نے جو گیارہ تھے، انھیں سجدہ کیا۔

شریعت مسلم میں اللہ کے سوا کسی کے لیے سجدہ کا روانہ ہنا ایسا حکم شریعی  
ہے۔ لیکن سبق شریعتوں میں اس کا جائز ہونا اور دفعہ میں آنہ اس کی تولد میں تعلق ہے  
ہے کہ دہ شرک نہیں ہے کیونکہ ہمول دین میں تمام انبیاء و نبیوں میں جو شے دنی شرک  
ہو تو وہ کسی بھی شریعت میں جائز نہیں پر مسلکی۔

اس سب سے یہ امر یا یہ ثبوت تک تعلیم طور پر سوچ جاتا ہے کہ ہر تعلیم عبادت

ہون سے بوال کرتے ہے اُنہوں کے ہم ان کے تقریب کو اپنادیں قرار  
دیتے تھے جیسا کہ قرآن مجید کی بہت سی آئینوں میں اس کا ذکر ہے۔ حالانکہ  
دوہ میں آسان ازین یا کسی ایک ذرے کا بھی کائنات میں ہائی نہیں  
بکھنے تھے۔ مگر چونکہ ان کی عبادت کرتے تھے لہذا وہ مشرک قدر پا سے  
تو اسی طرح یہ لوگ جو اولیاء و صدیقین کا واسطہ دیتے ہیں اور ان سے  
دعا ایں اچھتے ہیں۔"

اس میں بڑا دلائلی ہے کہ زیارت قبور کرنے والوں اور اولیاء و صدیقین کی تعلیم و  
تکریم کرنے والوں کی اُن کی عبادت کرنے والوں کی نعمت سے تغیر کی گئی ہے۔ اس سکھیے کا  
بھنگ کی ہفتہت ہے کہ عبادت کے کیا معنی ہیں؟

"عبادت" و "حقیقت" کسی فنا کا نام نہیں ہے بلکہ یہ دو کام ہے جو کسی کو  
خدا چھینگی بنتے ہے اور اس بنت کے نفعانے سے اسی ہائے۔ اسی پے اولاد کا اپنے  
ماں باپ کے سامنے چھکنا اور جاہل کا عالم کے سامنے چھکنا۔ ایک اُسی کا سادات  
کے سامنے چھکنا، اسی بھی چھوٹے کا اپنے بڑے کے سامنے چھکنا عبادت نہیں ہے بلکہ  
پھوسیدن کا، اس کے سامنے چھکنا اور بت پرستوں کا جنوں کے سامنے چھکنا عبادت ہے۔  
اس سے خارپے کہ شرک کسی کا نام کی نہیں بلکہ اتفاقاً اور بت سے  
وہ استہست۔ ہو سکتا ہے کسی کو سجدہ کیا جائے مگر وہ کیا جائے عبادت اس کی قورہ پا سے اور  
ہو سکتا ہے کہ صرف آنکھ کا اشارہ ہو اور وہ عبادت کا مصہد ان ہو۔

مشرکین چونکہ اپنے بتوں کو خدا بھتے تھے لہذا اپنے تھے کہ ہم ان کی عبادت  
کرتے ہیں۔ (بِ اَعْبُدُهُمْ اَلَا يَعْبُدُونَا اَنَّ اللَّهَ ذُلِّي) لیکن مسلمانوں میں یا  
کسی تقریب الہی کی تعلیم و تکریم کرتے ہیں، ان سے پوچھا جائے تو وہ کہیں گے کہ ہم ان

ارشاد ہو اک دھنیں فرشتے وفات دیتے اسی دراخیا کیکہ وہ اپنے نفوں پر ستم دعائے والی ہیں اسی طرح عطاۓ رزق یا اولاد کی نسبت کسی کی طرف بتوانیں میں کون حرج نہیں جبکہ کبھی دللاعقیدہ ہی رکھتا ہو کہ اصل عطا کرنے والا خدا دعا لم ہے اور یہ آگر عطا کرنے لئے تو اس کے عکسے یا خود اس کی بارگاہ میں سفارش کے ذریعے ہے۔

سنن ابو و ادیہ میں چیزیں مضمون کی روایت ہے کہ ایک اعزیزیت حضرت کے پاس آ کر تخطیصالی کا حال بیان کیا اور قصود اس کا یہ ہوا کم حضرت طلب بارگاہی مگر اس نے یہ کہا کہ ہم اللہ سے سفارش کوئی ہیں آپ کے بیان اور آپ کی شفاعت چاہتے ہیں اللہ کی بارگاہ ہیں۔ پہنچے چلے پر حضرت نے کئی دفعہ تسلیح الہی فرقانی اور ارشاد فرمایا کہ اس کی ذات برتر ہے اس سے کہ اس کو کسی کے پاس شفاعت کیے پہنچ کیا جائے۔ اس سے خالہ برے کہ آپ نے اس فقرے پر کہ آپ بارگاہ الہی میں سفارش کیجئے کوئی عمر نہیں فرمایا۔

ہاں جو شخص ان حضرات کو اللہ کا (معاذ اللہ) برا بردا رکھے اور اللہ کے مقابلے میں اپنی حاجت روا اور کار سازانے اے ہم جی شرک رکھتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب کا قول ہے کہ ”جو کچھ مسلمانوں کی ادیہ، دعا میں کمیں شرک رکھتے ہیں“

یہ امن روئے قرآن درست نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ وہ اپنے اصحاب کو ”الله ہے کتنے چند نبی نہدا رکھتے تھے اور“ ہمیں دہ نہدا ہی عبادت سے اپنے کو بے نیاز رکھتے تھے جنماجہ قرآن میں ہے کہ انہیں نہیں غیر کریم ہیں ہمارے خداوں سے لگڑہ کیے دیتا ہے۔

سورة صافات میں ہے کہ وہ کہتے ہیں ”کر کیا ہم ایک دیوار کی خاکڑ پرے“

نہیں ہے۔ عبادت کی تینا دخدا رکھتے ہیں اور جو مسلمان انجام دادیں، و مفتریں کی تقطیم کرتے ہیں، ان کے ذمہ میں ہرگز ان کے خدا ہونے کا نصوحہ نہیں ہوتا بلکہ وہ یقینی طور پر صدقہ دل سے بازتے ہیں کہ یہ اللہ کے بندے، ہیں جنہوں نے پری پری غمراں کی عبادت اور اطاعت میں صرف کی ہے اور اسی کی راہ میں انہوں نے قربانیاں دی ہیں، اسی لیے وہ ہماری تنظیم و تنکیم کے سنتیں ہیں تو یہ تقطیم درحقیقت اللہ کی تقطیم ہے جو میں توجہ ہے اور یہ تقطیم غیر ارشاد کی جو اللہ کی طرف نسبت خاص کے پیش نظر ہے، تقطیم ان افراد کی ہے میکس وہ عبادت ان کی نہیں ہے بلکہ اس کی عبادت ہے جسکی طرف اتاب سے ان کی تقطیم ہو رہی ہے۔

اور دعا، وہ براہ راست ان سے نہیں ہوتی کہ ہم، بھیں اپنی حاجت براری کے لیے خدا سے بے نیاز ہو کر کافی رکھتے ہیں بلکہ مصعب یہ ہوتا ہے کہ یہ بارگاہ اپنی میں اس کی اطاعت و عبادت کی وجہ سے قرب میں کیے ہوئے ہیں، ہمارے لیے اس کی بارگاہ میں حاجت براری کے لیے دعا کریں اور یہ عام رومین کے لیے اپنے میں دار دہوائے کہ ایک کی دعا دوسرے کے بارے میں بسا اوقات سنجاب ہوئی ہے اور چونکہ ہم اپنی زندہ رکھتے ہیں جیسا کہ شہزاد کے بارے میں صراحتہ قرآن میں ہے تو ہم ان سے مجاہد ہو کر بھی مدد کے لیے جو رکھتے ہیں، اس کا بھی سلطبہ ہر ہنگامے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے لیے وضیع معروف کریں یا مر منی باری کے تحت اس کے اذک سے خود کرویں اور اس طرح اللہ کے فعل کی نسبت غیر اللہ کی طلاق، وہ اکی مجید سے ثابت ہے جیسے دفات کا دینا اللہ کا کام ہے۔ ارشاد ہو اپنے کو اللہ نفوس کو دفات دیندے ہے اُن کی موت کے وقت اور دوسرا یعنی اسی کی نسبت ملک الموت کی طرف ہے۔ ارشاد ہو اپنے ہے کہیے کہ تھیں دفات دفات دیتا ہے موت کا فرشتہ اور تسری طبق اس کی نسبت ان فرشتہ کی طرف دی گئی ہے جو ملک الموت کے تحت ہے۔

بنایے ہیں تاکہ وہ آن کے نیے باعث غلبہ ہوں۔ ہرگز نہیں ابہت جلد وہ آن کی عبادت سے انکار کریں گے اور خود آن کے ذمیں مخالف ہون گے:

اور سورہ انبیاء میں ان کی زبانی ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہی وہ شخص بخوبی مبارے خداوں کا ذکر کیا کرتا ہے؟

پھر ہے جب حضرت ابراہیم نے بتوں کو تواریخ دالا

"انھوں نے کہا کہ کس نے ہمارے خداوں کے ساتھ یہ سلوک کی؟" یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔

پھر ہے

"انھوں نے (ابراہیم سے) کہا کیا تم نے ہمارے خداوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اے ابراہیم؟"

پھر اسٹار ہوا ہے

"انھوں نے کہا کہ، غیں ہم میں ڈال دو اور اپنے خداوں کی مدد کرو۔"

اور سورہ فرقان میں ہے

"انھوں نے رسمے چھوڑ کر ایسے خدا بنائے ہیں جو کسی چیز کو فعل نہیں کر سکتے اور وہ خود فعل کیتے ہیں۔"

اس سب سے ظاہر ہے کہ وہ مشرکین اپنے بتوں کو بلا سکھف الٰهہ یعنی خداوں کی لفظ سے غصیر کرتے تھے۔ اس کے برخلاف کسی مسلمان سے جو شیخ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیا، و مقرئین میں سے کسی کی غصیر گریز سے پوچھا جائے کہ تم شیخ خدا بجھتے ہو اور ان کی عبارت کرتے ہو؟ تو وہ ہرگز اس کا اقرار نہ کرے کہا جد شدت کے ساتھ انکار کرے گا۔ اسی سے آن مشرکین اور آن مسلمانوں میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔

خداوں کو چھوڑ دیں؟

سورہ حسین میں ہے کہ آن کی زبانی رسول کے لیے کہ اس نے بہت سے خداوں کو ایک خدا بنادیا۔ یہ عجیب بات ہے:

سورہ شعراء میں ہے اہل دوزخ کی زبانی کہ وہ اپنے میوڑوں سے گزجے کہ ہم کھلی ہوئی گزاری میں لختے کہ تھیں پروردگار عالمیاں کے برابر قرار دیتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے میوڑوں کو اللہ کے برابر قرار دیتے تھے۔

سورہ احتقاف میں ہے کہ انھوں نے کہا "تم اُمے ہو کہ اسی ہمارے خداوں سے ہٹاؤ۔"

سورہ فوج میں ہے کہ "وہ مشرکین بنتے ہیں کہ اپنے خداوں کو کبھی نہ چھوڑنا، و دکو، سواع کو، بیووت اور بیوق اور سرکو" (وہ سب آن کے بتوں کے نام ہیں جیسیں وہ صاف صاف خدا کہہ رہے ہیں)

سورہ ہمود میں ہے کہ "ہم ہرگز ان خداوں کو نہیں چھوڑیں گے"۔

پھر ہے کہ "تم سمجھتے ہیں کہ ہمارے خداوں میں سے کسی نے تھیں کچھ فقصان پھر پھاڑ دیا ہے"۔ اور خود خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ہمیں فائدہ پہنچایا افسوس آن کے خداوں نے جیسیں وہ اللہ کو چھوڑ کر کچھ رکھتے رکھ کچھ ہی"۔

اور سورہ حجرین میں ہے کہ "ہم نے آپ کو بیجا آن مذاق اڑانے والوں سے جو اللہ کے سواد درستہ ادا بناتے ہیں"۔

اور سورہ بني اسرائیل میں ہے کہ "اگر میں کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو اس وقت وہ عرش کے مالک کے مقابے میں کوئی صورت نہ کمال یافتے"۔

اور سورہ مریم میں ارشاد ہوا ہے کہ "آن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر بہت سے خدا

## چوہا باب

# دہلی عقیدہ تمام اطرافِ عالم کے مسلمانوں کے باسے میں

دہلی لوگ اپنے سواتام دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتے ہیں۔ آلوسی نے تاریخِ بندہ میں ایک اہم دہلی عالم شیخ عبد اللطیف بن ہیدا رحمٰن بن محمد بن عبد الوہب بندہ کی ایک طول طریقہ عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں عالمِ رَأْن کی ایک الزامات ہیں جن میں سے بہت سی باتیں محو ہوتی ہیں اور بعض پچھے ہیں مگر ان کو غلط لکھنا غلط ہے۔ مثلاً کہ وہ اللہ کی محبت کے بجائے نیز اللہ سے محبت کرتے ہیں حالانکہ رسول " اور آن رسول یاد ہیگر اولیاء و مصطفیٰ ہے جو لوگ محبت کرتے ہیں وہ اللہ کے مقابلے میں محبت نہیں ہے بلکہ اللہ کی خاطر ہے یا اس بیان کے اخرون تے اُس کے دین کی خاطر کارنا میں ایجاد ہے ہیں۔ اُس کی راہ میں قربانیاں پہنچنی کی ہیں۔ ایسی محبت ایک فرضیہ ہی کی جیشیت رکھتی ہے۔ چنانچہ دوی القرینی کی محبت کو آئی موردت میں اجرِ رسالت کہ کے طلب کیا گیا ہے تو جس نے اس محبت سے اخراج کی۔ اس نے رسول " کا حقیقتاً ادا نہیں کیا اور ایک جگہ ارشاد ہوا کہ وہ جو ایمان اور عمل صلک رکھتے ہیں، ان کے بیہقی ایش

"مسلمانوں کے پیغمبر ہے کہنا کہ" ان کا روزہ نصر و غیروں سب ہمار کو دھوکا دینے کے لیے ہے اور اپنے شرک کر اسلام کے دام میں چھپا نہیں۔ اس کے مقابلے میں کوئی شخص لئنے ہی بُنڈ آہنگ کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ بندی دہلی ہم بھوں کا نماز روزہ اور حج و قیروں کی غلطت کے نتکر ہیں جن کی بدولت ان کو بیس باتیں یاد ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح ایک دوسرے کو کہتا گوئی علمی محبت کا اندازہ ہیں رکھتا اگر بے اس پر زیادہ لکھنا لفظیں ادھات ہے۔

**For taareekhwar Naushas:  
Visit: [www.wirasatali.com](http://www.wirasatali.com)**

**For Hamd, Naat, Soz, Salam,  
Marsiya and Majlis Videos**

**Visit: [www.youtube.com/user/mahakavi](https://www.youtube.com/user/mahakavi)  
(Mirza Jamal)**

لے ملی : صحاری بیت ایمان اور ان سے بین کفر و نفاق ہے :  
اور ایسی بیکثرت حدیثیں ہیں۔

اب یہ لوگ جو محبت رسول وغیرہ کو اس باب شرک میں داخل کر رہے ہیں تو  
بڑی طور پر ظاہر ہے کہ ان کے دونوں میں ذہ بخیر رسول اور آنکہ رسول کی محبت نہیں ہے  
جن کے بعد منقی رسول ایمان کی دولت سے خودم ہونا ظاہر ہے۔ لیکن جو واقعی صاحب  
ایمان ہیں، وہ ان کی محبت کر پروردگار عالم کی طرف سے ایک فرضیہ سمجھتے ہیں۔  
اور ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کے شارح کا یہ کہنا کہ اس سے  
اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور یہ ان کی راہ میں اتنا خرچ کرتے ہیں جس کا فخر یہ ہے  
بھی اللہ کے لیے صرف نہیں کرتے بلکہ غلط ہے بلکہ یہ ان سے محبت اللہ کی محبت  
کے سبب سے کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نام پر خرچ کرتے ہیں وہ بھی اللہ کی خوشنودی  
کہلئے کرتے ہیں۔

محییب بات ہے کہ یہ لوگ امورات کے قبیر کی زیارت اور ان کی طرف سے  
خرچ خریات اور توشیں کی بن پر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے بہت بڑے  
امام فخر الدین رازی ان چیزوں کو ان مأتوں میں قرار دیتے ہیں جن پر تمام نہ اہم عالم  
کے افراد متفق ہیں۔ اور جو عامم فطرت اپنانی کا تفاہا ہیں چنانچہ دلخیز کریں اس  
آیت کے تحت میں کہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں یقائے  
روح کے دلائل کے ذیل میں لکھتے ہیں :

” دسویں دلیں یہ ہے کہ ہند اور درم اور عرب و غیرہ تمام دنیا کے اہل  
ذہب، یہودی ہوں یا نصرانی یا یونی یا مسلمان سب اپنے امورات کی  
طرف سے خیر ضریرات کرتے ہیں، ان کے لیے دعلت خیر کرتے ہیں اور ان  
کی قبروں کی زیارت کو جانتے ہیں۔ اگر یہ سب دلکھتے ہستے کرنے کے

ایک محبت قرار دیتا ہے لفظی اس محبت کو ذرف قرار دیتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام  
کی زبانی ہے کہ

” بزرور ڈگارا ! ہم نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو تبرہ گھر کے پاس رکھا ہے۔

پر درد ڈگارا ! اسی سے کہ وہ ملائی قمر جس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی

طرف بھکارے کر دہ ان سے محبت کروی :

اور کوئہ براہت میں بتے کہ

” اگر بھاوسے باب دادا اولاد — دغیرہ دغیرہ خدا ادا رسول سے

زیادہ تھیں محبوب ہوں تو عذاب کے منتظر ہو ۔

ہمال خاک کے ساتھ وقム محبت میں رسول کا نام لیا ہے۔

انس کی روایت ہے کہ سفیر فدا میں اللہ علیہ السلام دل ملنے فرمایا کہ :

” تم می سے کوئی مومن نہیں بر سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ بنتے

اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں ۔

اس کی بخاری اور مسلم دو نوں نے تحریک کی ہے اور سن ان ماجدیں عباس

بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ

” رسول فدا میں اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ بند کسی کے دل میں ایمان داخل

نہیں ہو سکتا جب تک یہی بیت سے محبت نہ کرے اللہ کی خاطر اور یہ ری

قرابت کے سعادت سے اور حضرت ملائی کے لیے روز بخیر فرمایا کہ میں

مکن نے مل مددوں کا جس سے خدا اور رسول محبت رکھتے ہیں اور وہ خداد رسول

سے محبت رکھتا ہے :

لے بھی بخاری اور مسلم دو نوں نے درج کیا ہے۔ نیز خود حضرت علیؓ سے خطاب

کر کے فرمایا :

خوف و حارہنی ذرا اور اسید کے بارے میں امام ابو حنفہ عمان بن ثابت کی تشریع کتب "العائمه والمتعلمه" میں ہے: مسئلہ کا سوال ہے کہ جو کسی سے خوف کرے باسید والیت رکھئے تو کیا وہ کافر ہے؟ اس کا جواب جو عالمت دیا گزد ہے ہے کہ: "رجا اور خوف نہ امید اور ذر کی ذہن میں ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی شخص کسی سے امید کرے یا اس سے ذر سے یہ سمجھنے ہونے کے بعد خود انسان کو چھوڑ کر کسی ضرورت ساتھ یا لفڑی رسانی پر قدرت رکھتا ہے تو وہ شخص کافر ہے اور وہ مری صورت یہ ہے کہ کسی سے امید رکھتا ہو یا کسی سے ذر نہ ہو پھر کی امید یا اس کا سلسلہ کے خوف میں وہ سے انسان کی طرف سے کرشما ادا شد اس کے دریے سے مجھ تک خیر پہنچتا ہے یا اس کے ہمراں بخوبی کوئی صیحت نازل کرے یا کسی نفت کو سب کرے تو اس شخص کا فرنہیں پوچھا جائے کہ اپنی بھی بیٹے سے اسید رکھتے کر داد آسے قاتدہ ہو سچا ہے کا اور کوئی شخص بھی سواری کے جانور سے اسید رکھتا ہے کوئہ اسے نزل بنا ہو سچا ہے کا اور ان پر جسمانی سے اسید رکھتا ہو گزد ہو اسے قاتدہ ہو سچا ہے کا اور بادشاہ سے اسید رکھتے کر داد آس کی داد بڑھی کرے گا اور ان یا توں کو انفر زدہ نہیں، اس لیے کہ اس کے ذمین ہیں یہ ہو کر میں مرکز لفڑی و ضرور اشہد ہو گزدہ شاہد اس بیٹے کے ذریعے سے بڑھی داد و گزادے یا اس بادشاہ کے ہام خوسرے بری داد برسی کردا ہے اس سے یہ شخص کافر نہیں ہے، اسی طرح خوف قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کی زبانی ہے کہ مجھ دہر کر کہیں یہ لوگ مجھے حقیقی دکر کیں الکرم ہر کو اس باب خاطر ہی کہ بنا پر کسی سے خوف نہیں باعث کفر نہیں ہے۔"

پہنچنے کیلئے خود کو تجویز کر دوسروں سے دعائیں۔ مگر اسیں تو یہ پہنچنے بیان ہو جائے گا کہ کیرے دوسروں سے ذاتاً دعا اپنیں مانگنے بجکہ سلسلہ برہنمایہ کر دے اپنے کی بارگاہ میں، ان کے نیے دعا کرنی یادوں اجازت دے تو اسکی ذمی ہر ہفت تقریباً خود اسکی مدد کریں اسکے علاوہ ان کو دیس سے سے خداوندان کی بارگاہ میں دعا کرنے کی امداد تکمیل کرو۔

بند بھی وہ کسی طریق کی زندگی رکھتے ہیں تو ان کا فضل بہت بڑا۔ ان سب کا  
ستقتوں ہے اس نبیر خبرات پر اس کی دلیل ہے کہ یہ فطری طور پر بلا اختلاف ہے ملتے  
ہیں کہ جو انسان اس سبز کے علاوہ کوئی جزو ہے اور وہ جزو اس سبز کے مردہ ہونے  
کے ساتھ تفرد نہیں ہو جائی ہے۔  
احادیث پندرہ حدائقی اللہ عنده و آلم و سلم سے میں اس کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ صحیح  
میں یہ روایت ہے کہ  
”بُرْ حَسْنٍ عَلَيْهِ“ کہ اپنی نازدیک کے سبق اپنے ماں باپ کے لیے نہیں پڑھا اور  
اپنے روز روک کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے روز ہے رکھو۔  
اس حدیث کے متون ابراہیم بن میمین الطاقانی نے عبد اللہ بن مبارک سے دو  
لکھ تو مخنوں نے لکھا کہ اس حدیث کی سنت ہیں تو نقش ہے مگر امورات کی طرف سے  
یہیں اختلاف کرنی نہیں ہے۔  
”خالِضَرَّةُ الْأَبْرَار“ ابن عربی میں دو جگہ جلد اول و جلد دوم میں انس بن مالک  
روایت ہے کہ

دہلی تھوڑا کہ یہ لوگ خدا بھکر محبت کرتے ہیں اور بھکتی میں اور ایسا دلبستہ کرتے ہیں۔ اسی پہلا جزو کو وہ خدا بھکتی ہیں بالکل غلط ہے۔ مال بھت کرتے ہیں جس کے متعلق نشرتیح بر حکم اور یہ کہ وہ بھکتی ہیں درست ہے لیکن یہ خداوندی نسبت کے پڑی نظر رکھنے کی وجہ سے بھکنا، حقیقتہ اللہ کے لیے بھکنا ہے۔ ذکر ذات ان اشخاص اور ان چیزوں کے لیے اور ایسا دلہدی سے ہے اُن کے واسطے سے اُذکر ذات ان کے سے۔

گیا۔

بزرگوں کا عمل بھی متقرین سے تو سپر جاری امام چنائج حافظ ابن حجر عقلانی نے  
اپنی کتاب "تُحْمِيرَاتُ حَسَانٍ فِي مَنَاقِبِ الْأَبْلَامِ إِلَى حَنْفِيَّةِ النَّعَانِ" میں پچھیوں  
فصل میں درج کیا ہے کہ

"امام شافعی جب بندار میں قلعے ترا مام ابو حنیفہ کی فتویٰ کے پاس آئتے تھے،  
انھیں سلام کرتے تھے اور اپنی حاجت کے پورا ہونے کیلئے انہیں تو تصل کرنے  
تھے"۔

علام ابن حجر عسکری نے امام شافعی کے اشعار درج کیے ہیں جو انھوں نے ابتدی  
رسولؐ کو مخاطب کر کے تھے جن کا مضمون یہ ہے کہ:

"آل رسولؐ سیر اذیکو ہی اور وہ اس بارگاہ میں سیر اوسیدہ ہی، انہی کے دام  
سے مجھے ایسا ہے کہ فرداۓ قیامت میں سیرے دا ہے ہم تو ہم سیر اندر مل  
دیا جائے گا"۔

پیغمبرِ صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے ساتھ تو سن کی بعثت میں خلیفہ دوم عمرؓ کا جائز  
عباسؓ نے رسولؐ کو طلب باراں کے لیے لے جانا بیان ہو چکا ہے۔  
یعنی اس میں کچھ اضافہ کیا جاتا ہے کہ ابن اشیر حزرجی نے "اسد الغابہ"  
یہ سمجھا ہے کہ

"عمرؓ خطاب نے قلعہ سالی کی شدت میں عباسؓ کے ذریعے سے طلب باراں  
کی اور خداوند عالم نے باراں رکٹ نازل کیا تو عمرؓ کہا بخدا یہ دسیدہ حاشدؓ  
کی طرف اور یہ مقامہ دستیہ ہے اس کی بارگاہ میں اور حسان بن ثابتؓ اس  
ضمیر کے اشارہ ہے کہ "جب سن قحط سالی رہی تو سبھے خدا سے سوال کیا  
اور باراں نے عباسؓ کے چیرے کی رکٹ سے سیراہی عطا کی۔ رسولؐ کے چیزاں

پیغمبرِ صلی اللہ علیہ و آله وسلم کے بارے میں ولایتِ عقیدتے کے باب میں درج ہو چکے ہیں۔  
پکھہ مزید خواہ بیہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں ابو سعید خدرای سے ردایت ہے کہ:

"حضرت پیغمبرِ صلی اللہ علیہ و آله وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے فخر ہے نماز کے لیے بخل  
کے: خداوند! اسی تجھ سے سوال کرنا ہوں ان افراد کے حق کا واد مطہر دے کر جو  
بیری بارگاہ کے سائل ہیں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اپنے اس وادست میں بکری کے  
حدسے جو تیری طرف ہے اس پر یہ کہ میں دسکی نفسانیت کی وجہ سے مخالف ہوں اور شر  
اور فارس کے لیے۔ نہ دکھلنے اور منانے کے لیے۔ میں مخالفوں میں تیری نادائی  
سے بچنے اور تیری خوشنودی کی طب میں تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور مجھے آتش  
دوڑھ سے پناہ میں رکھو اور میرے گناہوں کو معاف فرماؤ کہ میرے کوئی نہیں جو  
گناہوں کو معاف کر سے یہ"۔

لے چاندؓ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں بھی درج کیا ہے۔  
اور حافظ البغیم اصفہانی نے "عمل الیوم والذیله" میں ابو سعید خدرای کے  
ردایت درج کی ہے کہ

"حضرت رسولؐ فرمادیں صلی اللہ علیہ و آله وسلم جب نماز کے لیے بکارہ پڑتے تھے تو کہتے تھے  
کہ خداوند! اسی تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کا واد مطہر  
نہ کرو اور اپنے اس معقصتے سمجھنے کے حق کے واد مطہر کے لیے میں زانی پر واد پر ہوں  
سے نہیں مخالف ہوں۔ نہ رکھنے اور منانے کے لیے۔ میں مخالفوں تیری خوشنودی  
کی طب میں اور تیری نادائی کے لیے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ  
آتش دوڑھ سے بچنے اور مجھے بہشت میں دفن فرماؤ۔  
اویسیوطی نے بھی کتاب الددعوات میں ابو سعید خدرای سے اس کی ردایت

کتب و مanus کرنے والے اُن کی تخلیق و تکمیل کی خود اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔  
اُن ماننے سے تو اس شرک کی بُرگزیری سکتی ہے؟ جو پوسٹس اُن میں ہر دوسری صاحبین و  
معقولیت کے ساتھ تو نہیں اور اُن کے قبور پر صاف بری اور دعا کو حاجت برداری کا ذریعہ بھنا  
مصحف صاحبین ہی بُرگزیری رہتا۔

اصحابیہ عائیف اُن ہجرت میں غیدار اُن میں سمعیتی کتب کے ذکریں ہی کہ اپنی  
ظیفیت مانی ہرنے والب و الوب پر عالی بنایا اور ترکوں سے چنگ کے لئے بھی اُن  
دو دوپیں ترکستان میں وطن ہوئے اور دہان کے لوگ اُنکی قبر نے  
بھیجیے۔ طبیب باران کرنے کی وجہ اُن میں۔

اور یہ زین الدین اسود کے اگر میں ہے کہ سید بن عامر کا بیان ہے، اُنہیں فقط  
بُرگزیری معاویہ نے بُرگزیری اُن اسود کے دامن سے طبیب باران کیا جس سے باش  
ہوئی۔

مشترک بن عربی نے مختلف ۲۴ احادیث مخالفت کر کی جیں متروکات کے قریب  
یعنی بُرگزیری کی کارکیوں سے ابو الفضل اُن مشترکوں محدث نے ارشاد اُس سید بن عامر کے  
بُرگزیری اُن اُن کی قریبی سے اُن فرمانے والوں کے پورے ہونے میں مشبوہ ہے  
جیسے موروف کرنے کی بُرگزیری دیں اور سخو بُرگزیری رضا صاحب الصادقی کے اپنی کتاب  
بُرگزیری در عین مخالفی میں جو مُلْتَضِم الدین فرمائی تھی کے حال اُن کیوں کہے جائی  
ہے کہ بُرگزیری اُندر فرمانی میں سے بُرگزیری ہے:

• قبر مردیک، اُن وقت کی تعلیم نہیں اور حرام اور حرام کو وہ بُرگزیری کے  
لئے مخالفت ہے۔ مشبوہ ہے کہ بُرگزیری اُن کی کارکیوں میں مُلْتَضِم الدین کی کتاب  
محمل کر کر اُن کی بُرگزیری پر صاف بری ہے اور وہ مخالفت محدث سے قوام کرتے اُنہا  
مُسُب کیوں آجاتے ہیں؟ دھرم بُرگزیری      (ذکر بُرگزیری فرمائی جو مُلْتَضِم الدین کی کتاب)

اُندر اُنہی کے دامن کے بُرگزیری اور وہ بُرگزیری سے گزر کو جو مُلْتَضِم کا کپسے کا وادی  
ہیں اُنہی کے دامن میں اُن سید بن عامر کی کارکیوں کی اُن دھرم بُرگزیری کو نہیں کیا جاتا کہ  
وادی کے بُرگزیری کو نہیں کیا جاتا۔ اُنہوں نے مُلْتَضِم کی بُرگزیری کو اُن کے ہاتھوں کو سی  
کر کے پتھر پر ملا جائے اور پسکتے۔ مُلْتَضِم کو کوئی بُرگزیری کو نہیں کیا جو بُرگزیری کے  
وادی، اور مُلْتَضِم کی بُرگزیری کو دوسری بُرگزیری کی زندگی کر کر دوسری بُرگزیری کا  
خداوندانی بُرگزیری کو طبیب باران کرتے ہوئے پہنچنے پر بُرگزیری کو کارکیوں کی طبقے سے اور اُن  
کی سفید زریعی اُنڈھنڈت کے بیچ پہنچنے کی وجہ سے بُرگزیری کی وجہ سے اور اُن

اس سے مُلْتَضِم و گاؤں کو جو خسیک کر کر اور بُرگزیری کا شامیں اور بُرگزیری کی سے مُلْتَضِم کی  
سی کاہت کی دُر میں وہ کو جو خسیک شکریں بچا کر رہے ہیں خداوندان کے بہان کی دوستی  
کی طوریں ہیں جسے اُن بعد المأمد نے کتاب التوحیدی درج کیا ہے اور کہا ہے،  
اُنہیں اُن مُلْتَضِم کی رو بے وہ بُرگزیری اُنہیں سے دعا کرنے ہیں اور بہت بُرگزیری بے  
خالہ کوئی کے ساقا ہے ایسی سوادہ مُلْتَضِم عائی کا طور جنم موجود ہے کہ اللہ کے بہان  
کے بیچ دُسیدہ مُلْتَضِم کرو دیتے لفڑانہ اُن کے دُسیدہ اُنہیں کو شرک تزویہ کیتے  
کا بُرگزیری، ہے کا بُرگزیری کا فراز اُن شرکیں ہیں اور اُنہیں قبول کی دوسرے جو بُرگزیری نے  
چاہب بہان و میں اُنہیں عذر کے بیچ کیا کہ یہ اللہ کے بہان کے بہان ہے کیونکہ دُسیدہ ہے  
اور اُن کے بہان مُلْتَضِم اور مُلْتَضِم سے۔

حقیقت ہے کہ مُلْتَضِم کی مُلْتَضِم دُسیدہ بہانے پر اُسی بیچ بُرگزیری کو  
وہ اُبڑی چیزوں کو دُسیدہ بہانے پر جو آٹھ کے لائق ہیں ہیں جسیں بے جان بُرگزیری  
کے بُرگزیری کو دُسیدہ عالم نے اُن کی تغییر اور اُن سے مُلْتَضِم کا حکم نہیں دیتا۔  
اُس بیچ جملہ ہے کہ یہ بُرگزیری کو پہنچانے میں جو کیسی ہے، مُلْتَضِم کے کوئی اُنہیں  
نہیں اُندر کی ہے بلکن اُسی کی بارگاہ میں اپنے مُلْتَضِم اور اُنہیں دعوات سے

یہ جو کہ بیخیا اور تلاوت قرآن اور تسبیح و مناجات اور نیک اعمال کے لیے ہر یا ان لوگوں کی مدد کے لیے جو اس قبر کی زیارت کے لیے آتے ہیں تو اس حرج کا ہے؟ وہ کافی خیر پس اعانت کی حیثیت رکھتا ہے۔

ان ایزامات میں سے جو خوش عقیدہ مسلمانوں پر ہیں، ایک بُری اہلست کے ساتھ بیش کی جاتا ہے کہ وہ ان بارگاہوں کی چونکت کا بوسہ لیتے ہیں مگر اس کے لفڑو شرک ہونے پر کتنی دلیل نہیں ہے جبکہ تعظیم شعائر اللہ کا حکم عمومی موجود ہے اور یہ بوسہ بھی اقتداءً تعظیم میں سے ہے جس کا حکم حراموں کے لیے موجود ہے اور اس کے علاوہ کسی چیز کو بوسہ لیتے کی صافت نہیں ہے تو تعظیم کے عمومی حکم میں داخل ہے گما اور پہنچ آچکا ہے اتم المؤمنین عائشہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی لاش کا بوسہ یا اوس نے دیکھا کہ حضرت کے آنسو رحراہ سارے بارگاہ پر ہماری ہیں۔ اس کا شرع سیمان بخشی قند وزمی نے یہ نایع المودہ میں ذکر کیا ہے اور این عباس اور عائشہ و بنوں کی روایت بے کشفیہ اول ابو بکر نے پیغمبر ﷺ کی اپنے سنت میں درج کیا ہے۔ اور قبر کا بوسہ لینے کے لیے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کھاییہ شعبی اور فتاویٰ عزائم اور مطالب للنؤمنیت اور خزانۃ الزکویہ میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی قبر کا بوسہ یعنی میں کرنی حرج نہیں ہے۔ اس لیے کوئی شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے قسم کھائی ہے کہ میں بہشت کی چونکت اور حرمین کا پیش نہیں کا بوسہ رون گا۔ اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ ماں کے پیر اور باپ کی پیشانی کا بوسہ لے لو۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر میرے ماں باپ زندہ نہ ہوں؟ فرمایا ان کی قبر کا بوسہ لے لو۔ اس نے کہا کہ اگر ان کی قبر مدد نہ ہو؟ فرمایا کہ دو

مشیموں میں عمروہ اور عین اہلست کا بھی ملبے کو گزندگی میں ترتیباً علی ہے کہتے ہیں۔ اور سخا جاتے ہیں۔ میں نے جس کا "سفر نامہ حج" میں لکھا ہے مجھے مدینہ نورہ میں یہ مشاہدہ ہوا کہ جتنے میں بھی فتوکر لگی اور گرنے لگا تو ایک دوکان پر سے آواز آئی "یا رسول اللہ" اور میں سخا گیا۔

حقیقت کے سخا نے "یا رسول اللہ" اور "یا علی" کے نامے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ ای مسک کے سخا نے زدنوں ہی شرک ہیں۔

اہلست کے ایک بُرے طبقے میں "یا شیخ عبد القادر" کا درواج ہے۔ مفتی محمد رضا الفضاری نے اسی کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ مانعظام الدین نے کچھ دوں کو جو ان کے پاس التمام دعا کے لیے حاجز ہوئے تھے کہا کہ تم میں سے جو شخص زیادہ دیندار ہو یا شیخ عبد القادر شیخ اللہ کا جس تدریجی ہو درد کرتے۔ پھر اس برف نوٹ میں لکھا ہے :

"اہنہ دہ کے جوان اور عدم جواز کے بارے میں خلاف ہوتے ہے۔ بعض عذاءوں کے پڑھنے کی مانعت کرتے ہیں۔ کوئی سوال پہنچے اس سے بھی ایک صاحب نے جن عمار سے استفت، کیا تھا اس میں مولانا رشید احمد گنڈوی ریوبنہ بھی تھے۔ انہوں نے بھی کہیت اس درد کو کمزوع ہیں تفریز دیا ہے۔ ان عمار کے جوابات کتابی تکمیلی میں شائع ہوتے ہیں، کتاب کا نام ہے "فتوقی جواز یا شیخ عبد القادر شیخ اللہ" مولانا اشرف علی قزوی نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ان کی تحریری اجازت مولانا محمد واثق اسقین بجا لئے گئی میں کری میٹے بارہ بیکی اور مولانا محمد صرف نیچی محلی (حفید مانعظام الدین) کے پاس میں نے خود بھی ہے۔"

یہ کہن کر مسلمان قبروں پر عکوف کرتے ہیں یعنی وہاں جو کہ بیخیے اس قوی خاہر ہے کہ

یہ کہنا کہ "ان کے ذریعے سے بارش طلب کرتے ہیں تو اس کے متعلق شواہد پیدا آئے ہیں کہ مدینے میں قحط پڑا اور جناب عائشہ سے شکایت کی گئی تھیں انہوں نے تحریک بتائی تھی قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حصہ زیر اسماں کر دو۔ چنانچہ بارش ہوتی اور حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ حضرت رسولؐ کے ذریعے سے بارش طلب کی۔

یہ کہ "ہون ک جنگلوں میں اپیسِ حد کے لیے پیخارتی ہیں اس کے لیے رسم کذا میں اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت موجود ہے جسے مسلمانی نے درج کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی کریمی چیز کھو جائے یا ایسی چیز ہو جائی کہ دو گھنٹے کو تو کہے "اسے ہندگان خدا سیری مدد کرو" ایک روایت میں ہے کہ "سیری فرمایا کوئوچو اس لیے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہی جنگلوں میں دیکھتے ہو۔

یہ کہنا کہ "رُوگ رُکبوں کی شادی و غرور کے لیے ان سے الجھا کرتے ہیں" نبڑے بُشے مظہبوں میں ان پر بخوبی سے کرتے ہیں تو بے شک یہ سب اس حد تک درست ہے کہ یہ اُن سے ان مقاصد میں اپنے لیے دعا کے طلب گار ہوتے ہیں اور اس معنی سے اُن سے مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر اس کے۔ یہ کہنا کہ "یہ اُن سے گُن ہوں کی بخشش کے طالب ہوتے ہیں" ایک حادثت آئیز بھروسہ ہے۔ کوئی ہون گُن ہوں کی معافی کی ایجاد خود، اُن سے ہیں کرنا پہنچان کی شفاعت کا امیدوار ہوتا ہے اور سُبْحَانَهُ کی بارگاہ میں اُن کے دامن سے عالیٰ نعمت ہوتا ہے۔ لے شک دہ اشقاد رکھنے سے کہ ان اُن طاہرین اور مقریبین الہی کے دامن سے دلستگی اُن کی طرف رفت ایسی کوئی نہ کرے گی جیسا کہ اُن بہت میمِ سلام کے بارے میں حدیث رسولؐ ہے کہ "مرے اُن بہت کی شاخ سی نوئی کی پے جو اس پر مدار ہے اس نے نجات

پالی۔

لیکر کچھو۔ ایک ماں کی قبر کے خالی سے اور دوسری باپ کی قبر کے خالی سے ان دونوں کا پوسہ لے لو۔ ہماری قسم لوگی ہو جائے گی۔

"مسح" کے مننی ہیں باہم مس کر کے اپنے منہ پر ملیں۔ اسے دلابی کرنے کی طلاقی کے لیے جائز و متحسن سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے مقامات رکھیں ہو جنم قسم اور سیرت سلف صاحبوں اور عدم ثبوت من شرعی کی بنابرائے جائز و متحسن سمجھنا چاہیے۔ اور پہلے اس کتاب میں آچکا ہے کہ جب عمر نے عباس کے دامن سے طلب باراں کیا اور بارش ہوتی تو لوگ عباس کے ساتھ مشحون کرہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مبارک ہو اُپ کو حربیں کو سیراب کرنے والے!

اور شفائے قائمی میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر کو دیکھا اُن کا اعفو نے ہاتھ رکھا نہ کر کے اس محل پر جہاں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے تھے اور بخراں ملکوں کو اپنی پیشانی سے لے چکا تو غارتی نظر ہو تو ان تمام صحابہ و تابعین کو فریضہ پڑے گا۔

یہ کہنا کہ "رُوگ اپنے کر ان اوس اور مقریبین کا محتاج سمجھتے ہیں تو یا شہزادہ کے بندے کے لیے لازم ہے کہ اپنے کو محتاج سمجھے اور جو اپنے کو بنے نیاز بخوردہ کا فریضہ جملہ قرآن میں سورہ الحزاب میں ہے کہ

"لے انسانو! تم اللہ کی بارگاہ میں محتاج ہو اور اس نبی سے جو بنے نیاز ہے

اور قابل تعریف:

اور سورہ الحجہ میں ہے کہ

"اللہ غنی ہے اور نہیں محتاج ہو"

اور اولیٰ و صاحبوں کی طرف احتیاج اس لیے ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے لیئے دعا کریں اور مومن دوسرے مومن کا دعا کے خیر کے لیے محتاج ہے چر جا سیکھ اور دیدار و مقریبین اور اپنے دوسریں اور اُن طاہرین کی طرف۔

ایک بے بنیاد بات تو سمجھا جا سکتا ہے کیون کفر پاٹرک کا موجب قرار نہیں دیا جا سکتا جبکہ یہ بالکل صحیح ہے کہ خداوند عالم نے کائنات میں مختلف کاموں کے لیے فرشتے مقرر کیے ہیں مثلاً جربیں امین و حجی ہیں۔ اسرافیں کے ذمے صور پھونخنا ہے، ماکٹ خزانہ دار جنمیں ہیں، پروان خازن جنت ہیں، عزراں ملک الموت ہیں وغیرہ وغیرہ تو اگر بالفرض ائمہ کوئی فرشتہ لوگوں کی حاجت برداری کے لیے کسی خل خاص پر مقرر کرنے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ اور یہ اُن آیات قرآنی کے بالکل خلاف نہیں ہے جن کا ضمیم ہے کہ ائمہ حاجت برداری کرتا ہے جیسے ہے آچکا ہے کہ وفات دینا ائمہ کا کام ہے میکن خود قرآن میں ایک بھگہ اس کی نسبت ملک الموت کی طرف دی گئی ہے اور کسی بھگہ فرشتوں کی طرف۔

رسے زیادہ ان دلمبیوں کو شاذی اہل بہت طہ علیہم السلام کے عقاید عالیات کی جو عرق میں ہیں، محبیت و مرکزیت پسند ہیں میں اس عناد کا داخل ہے جو بعد رسول ایک طبقے گروہیں اہل بہت پنج مرسلی اللہ علیہ وسلم علیہم السلام سے ہو گی۔ اس سلسلے میں یہ لوگ ہواں اہل بہت علیہم السلام پر تہمت تراشی اور بہتان طرزی کی اہمیت کر دیتے ہیں حالانکہ جو شخص صاف دل اور بے لوث نیست کے ساتھ ان روشنوں پر اُنکو اُسے خالق کرم کی بارگاہ میں خضوع و خسوس اور اُس کی جناب میں اخلاص و عبادت کے وہ منونے نظر آیں گے جن کی نظر کسی دوسرے مقام پر نہ لے گی اور ان کے سلام اور زیارات کو نئے نوان کی ہر لفظ سے توحید الہی اور اُس کی فہمت کا انفرار نہیں ہوتا ہے مثلاً امر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے روپ پر پہنچے ہی جو اذنِ خول پڑھا جاتا ہے اُس میں ہے:

”کوئی خدا نہیں سوا اہل کے وہ ایک ایسا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں لوہی دیتا ہوں کہ تمہارے اس کے بندے اور رسول نبی جو اُس کی طرف سے جن کو کرائے۔“

اور استغفار کے لیے جب کہ رسولؐ سے تو سل کی بحث میں بیان ہو چکا ہے خداوند عالم نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ رسولؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور دہل آکر استغفار کریں اور پھر رسولؐ ان کے لیے خدا سے استغفار کریں تو پھر مفترت الہی کا اپنیں اسیہ وار ہونا چاہیے اور خود رسولؐ کو حکم دیا کہ آپ رہنیں وہ میانت کے لیے استغفار کر جیئے اور سورہ یوسف میں یعقوب کے فرزندوں کی زبانی ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے اہکہ ہرے ہے بارگاہِ الہی میں استغفار کر جیئے اور انہوں نے دعوه کیا کہ میں اپنے استغفار کر دوں گا اور حضرت ابراہیم نے اپنے مکھ بے باپ سے دعوه کیا کہ میں اپ کے لیے استغفار کر دوں گا اور پھر اس دعوے کی بنا پر استغفار کی جگہ اور قرآن مجید میں سورہ نوح میں جناب نوحؐ کی دعا ہے کہ جو مومن یہرے گھر میں آئے اس کی منفرت فرم۔

یہ کہ اگر ان مسلمانوں کے دل میں جو ادیارِ الہی سے دعا مل گئی ہیں، خدا کا تھوڑا بالکل نہیں ہوتا مولیں کے ساتھ سوئے ظن بلکہ افتراق اور بہتان ہے۔ اس شخص کو ان کے دل کا حال کیونکہ علموں ہے؟ یقیناً از راجحی بصیرت و رکھنے والا ہر صاحب ایمان جانتا ہے کہ میں مرکزی حاجات الشہد سجاہت ہے اور یہ تمام ادیوار و صاحبوں اُسی کی عبادت اور اطاعت سے اس پر ہر بندے کا ہو چکے ہیں۔ اس کے خلاف اور اس کے سوا ان کے دل میں ہرگز کوئی دوسرہ تھوڑہ نہیں ہوتا۔

یہ کہ عام صوفیا کے متعلق ہیں ذاتِ طهور پر کوئی علم نہیں ہے، نہ تم ان کی طرف سے بیان کرنے کے موقف ہیں ہیں۔ مگر فیصلہ یہ ہے کہ وہ بھی اپنے پریوں، مرشدوں اور لویا کے متعلق یہ تصور نہیں رکھتے کہ وہ خدا سے بے نیاز مکر کر داتا نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہیں۔ لیکن سجدی عالم نے جو ان کا قول بیان کیا ہے کہ ائمہ نے ہر ہوں کے سیلکھ ایک فرشتے مقرر کیا ہے جو سوال کرنے والے کی حاجت کو پورا کرے تو وہے

اور اس کے بیانوں کی نصیحتیں کیں۔

ایسے ہی الفاظ تمام زیارتیں اور دعاؤں میں جو ان مشاہد مقدسہ پر طبع  
جاتے ہیں اور زیارت کے بعد جو درکوت نماز پڑھی جاتی ہے اُس کے بعد کہا جاتا ہے:

"خداد ترا ایس یہ فد رکن نماز پڑھی ہے مدیر کرنے کے لیے پہنچے ملا" تیرے  
وئی خاص تیرے رسول کے عبادی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے لیے خدا

تو در دین حمد و آں بختم پر اور اس نمازو زیارت کو مجھ سے بول فرماد مجھے اس  
پر دہ جزا و خدا کو حسن علی رسمخانہ والوں کو معاہدوںی بستے خدا میں نے

تیرے ہی لیے نماز پڑھی ہے اور تیرے ہی لیے روکوں کیبے اور بختم کی کوکبہ کیا  
ہے۔ تو ایک ایک ہے، تیرا کوئی شریعت نہیں ہے۔ اس لیے کہ نماز اور رکناد

بحدبیس تیرے ہی لیے ہو سکتے کونکر سو تیرے کوئی خدا ہیں۔ خدا دہ ابجے  
پیرا مقصود عطا فراہ بوسطہ محمدؐ آں بختم"

اور اسی طبق تمام مشاہد مقدسہ پر ہوتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان مشاہد مشرفہ پر حاضر ہونے سے توحید کی تسلیمیں زیادہ  
ستحکم ہوتی ہیں، مسلمانوں کی شیرازہ بندی ہوتی ہے اور لفڑا ایکاد کے نغمہ رات کا  
استیصال ہوتا ہے۔ اس کے خلاف جوزہ راشانی اور بستان طرزی ہوتی ہے، اُس  
کی صحیح پاداش خداوند عالم کے ہاتھ میں ہے جبکہ اس بے بینا دلچور سے کتنے بے اٹاپل  
کو خون بیا یا جانا رہا ہے اور ان کی ہنگامہ حرمت کی جاتی رہی ہے۔ جو دہلی کردار کے  
تعلق ہو اتر شہابت ہے۔

نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے "اجداد العادہ" میں لکھا ہے کہ شیخ محمد حازی  
شاگرد علامہ شوکانی نے ابن عبد الوہاب کے لیے لکھا ہے کہ ابن عبد الوہاب کی سنتاں بیوں  
میں بعض باتیں قابل قبول ہیں اور بعض رد کرنی چکے تھے اُن کے علاوہ کوہیں پا یا کہ  
نکسی ایسے استاد سے پڑھا ہو جو اسے صحیح راست دکھائے، بلکہ اس نے بطور خود شیخ ابن حیثیم

ن کی دو خصوصیتیں ہیں:  
ایک تمام رہے زمین کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا۔  
دوسرے مسلمانوں کا بغیر شریعت اور کوہا کے خون بہانا۔  
دوسری طبقہ ہے کہ دہلی عربوں کو انھوں نے سمجھا یا کہ پنیگیر یا کسی عالمی  
جو توں کرنے، وہ مشکل ہو جاتا ہے اور آجے بڑھ کر انھوں نے تمام رہے زمین کے  
مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا چنانچہ محمد بن اسحاق ہنفی جو بہت بڑے علمائے  
ہیں انھوں نے ابن عبد الوہاب کے مشتق کچھ ملے ہوئے اعلیٰ عادات کی بنا پر دعویٰ میں  
فضیلہ کہا تھا جس کی ابتداء بخدا اور اہل بخش پر سلام سے مخفی بعد میں جب معتبر دوائی سے  
دہلی کے مزید حالات معلوم ہوئے تو انھوں نے دوسرے اشارے پر قصیدے پر  
پیشہ کی اور توبہ کے مضمون کے کے اور اس طرح اعلان کیا کہ میں اپنے ان اشعار کو جو ہیں  
نے دعویٰ میں کئے تھے، وہ پس لینا ہوں گا اب بختم پر صورت حال اُس کے خلاف ظاہر  
ہو گئی ہے اور خود اپنے ان دوسرے اشعار کی شرح لکھی جس کا نام رکھا "خوا  
الخطوبة فی شریعت المقرب" یعنی "گنہ کا مماننا توہہ والے اشعار کی شرح" میں  
اس میں لکھا ہے کہ پہنچی عالم نے اُنکے بخدا اور اہل بخش کی بڑی تعریف و توصیف  
کی تھی جس کی بنا پر میں نے وہ قصیدہ کہا لیکن بعد میں بھیجے ابن عبد الوہاب کی بہت سی  
فابیں افترض بہیں مسلم ہوئیں جیسے خوزیزی اور لوث مار اور دھوکا دے کر فہلانی  
افراد کی جان لینا اور تمام رہے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور اس سلسلے میں  
خود ابن عبد الوہاب کے بعض رسائلے تمہارے ہوئے ہیں جن میں انھوں نے تمام مسلمانوں  
کے کافر ہونے کے بخیال خود دلائی تحریر کیے ہیں تو ہم نے ان کے علاوہ کوہیں پایا کہ  
بھیسے کوئی شخص تحدیا علم شریعت کا جھل کرے مگر اس نے غور و فکر سے کام نہیں لیا ہوا اور  
نکسی ایسے استاد سے پڑھا ہو جو اسے صحیح راست دکھائے، بلکہ اس نے بطور خود شیخ ابن حیثیم

پھر جب تاریخ کام عطا کیا جائے تو پڑھتا ہو کہ خوارج کی اہم شخصیتیں بے  
بندی تھیں۔ چنانچہ ان کا پس سالانہ جنگ میں شبث بن ربی اور ایک بزرگ سردار سر  
بن فد کی دونوں نیتی تھے اور ابن عبد الوہاب کا قبیلہ بھی ہمیں معلوم ہے اور وہاں بی جماعت  
کے فرقہ خوارج میں سے ہونے کا انکشاف شیخ محمد بن یوسف شہریہ لقب "کافی"  
لے اپنی کتاب "الحمد و الحمدۃ علی عقیدۃ اہل السنۃ" میں کہا ہے۔ وہ  
لکھتے ہیں:

"آج کل یہ زہبیت میں پڑی ہے کہ ادبی اے الہی کے کرات کا انکار کیا جائے  
ہے اور ان کے قبور کی زیارت کو منع کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اشکنیا اور  
متوسل سے انکار کیا جاتا ہے۔ یہ اہل میں اطراف بذریعہ میں خوارج کا  
ذہب تھا ان کا عقیدہ و تھا کہ جس نے کسی تبرکی زیارت کی وہ اس پاہے جیسے  
اس نے کسی بُت کی پیش کی اور یہ سب باطل ہے۔ اس لیے کہ خود رسول خدا  
صلی اللہ علیہ و آله وسلم قبرستان زیارت کے لیے تشریف ہے جاتے ملتے اور  
تمام امت کا اس پر اجماع رہا ہے۔ ایسے لوگوں سے بحث کرنے بالکل بد کار بر جراحت"

آلتوی محدث "تاریخ بغداد" اگرچہ خود وہا بست کی طرف مائل ہیں جو ان  
کے اندراز تحریر سے ظاہر ہے لیکن کچھ نہ کچھ حق بات ان کے قلم کی زبان پر بھی جاری  
ہوئی ہے۔ انہوں نے سعد بن عبد الرحمن کے حال میں لکھا ہے کہ انہوں نے  
انیشکر ہر طرف بھیجی اور تمہارے بڑے بڑے رو سائے عرب کا سر ان کے سامنے  
جگہ سیگا ٹرپ کر انہوں نے حج روک دیا اور خلیفۃ المسیین کے مقابلے میں خروج کیا  
اور اپنے مختلف مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں غلو سے کام لیا اور کچھ حکومیں میں ڈرا  
تشہ دیں اور انہوں نے اکثر باتوں کو (جیسے خدا کے ماتھ، چڑہ اور انہیں دیکھہ)۔  
ظاہری مفہوم پر مgomول کیا۔ ہم دوسرے لوگ ان کی مخالفت میں بھی اور سے یہ

اور ان کے شاگرد اس قبیر جوزیہ کے کچھ تصانیف کا مطالعہ کیا اور بے کچھ ہوئے ان  
کی تقدیم کری ہو غالباً نکہ خود وہ دونوں تقدیم کو حرام قرار دیتے ہیں۔

سید محمد امین بن عمر معروف بابن عابدین نے اپنی کتاب "زاد المختار" کی تحریری  
جلد میں "بغاثۃ" کے ذکر کے ذیل میں لکھا ہے:

"بیسا کہ اس زمانے میں ابن عبد الوہاب کے تبلیغ میں ہوا جھوٹ نے بندے  
خوارج کیا اور حرمین مکہ و مدینہ پر بھر کر لیا۔ یہ لوگ مبتلی ہونے کے دعویٰ برائے  
لیکن انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا اس دہ سالانہ میں اور ان کے مخالف ہوتے  
ہیں سب مشرک ہیں اور اس طرح اہل مت اور ان کے علاوہ کوئی کو صدیع  
سمجا۔ یہاں بہک کر خدا نے انکل طاقت کو توڑا۔ اور ان کے شہروں کو  
برداکب اور ۱۳۷۲ھ میں سلان اُن پر خاک آئے۔"

خود وہا بی عالم سلیمان بن عبد الشدید بن محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب "توضیح"  
میں لکھا ہے کہ

"اہل توحید کے لیے ان مسلمانوں کے احوال اور عورتیں سب حلال ہیں اور وہ انہیں

غلام اور نیزہ منکتے ہیں۔"

یہ درحقیقت ان کے پہلے خوارج نہروان کا نہ ہب رہا ہے جھوٹ نے جزا  
ایمیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے ساتھ کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار  
دیا اور ان کے جان و مال کو صلاح کیا اور غور کی نیکاہ سے دیکھا جائے تو بتاں  
یہ یہ دہابی لوگ اپنی خوارج کے ہم سماں ہیں۔ جیسے وہ نعروہ لگاتے لمحے کر فکر کیں  
اللہ کے لیے ہے۔ یہ جلد حقاً مگر مقصد ان کا بالل عقا۔ اسی طرح ان کا الفرعون کو  
تعظیم صرف اللہ کے لیے ہے۔ دعا بس اللہ سے اُنگی جائے۔ محبت بس اللہ سے  
رکھی جائے۔ یہ سب جملے درست ہیں مگر مقصود ان سے غلط ہے۔

کلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ پڑھتے ہوں گے اور اس کے باوجود وہ نکوم بکفر  
ہیں اور حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اس زمانے میں ہوں تو ہمیں قتل کرو  
جس کو صحیحین میں ہے ۔

پھر جیسے خارج ان آیات کو بزرگوار دشکنی کے بارے میں ہر مسلمین و مونین  
پرمنطقی کرتے تھے اسی طرح یہ دہلی حضرات تمام آیتوں کو بزرگواریں کے بارے میں  
ہیں، یعنی ننان عالم پرمنطقی کرتے ہیں۔ جیسا کہ ابن عبد الوہاب کی اصل فتاویٰ سے  
جسے آلوی نقش کیا ہے، معلوم ہو گیا اور ابن عبد الوہاب نے اس بارے میں مستقل  
رسالہ تھا جس کا نام ہے ”کشف الشبهات فی الْمِيَكَاتِ بِالْمُتَشَابِهَاتِ“  
جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان شرک والی آیتوں کو سماں نوں پرمنطقی کرنے کی  
کوشش کی ہے اور اس کی اطلاع بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے  
دی تھی۔ پس اس کے سخنواری نے اپنی صحیح یہی حدیث الدین غفرانے روایت کی ہے خارج کے صوف  
میں کہ انہوں نے ان آیتوں کو تجویز کا فرض کئے بارے میں ہیں، مونین کے بارے میں  
قرار دے دیا اور ایک روایت میں ابن عمر کی جسے بنی رکی کے علاوہ دوسروں نے  
نقش کیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ:

”بَسْ زَادَتْ بَعْضُ أُمَّتٍ كَيْلَةً جَوَرِ لَهُنَّ بَدَأْتُ بَدَأْتُ دَاهِيَنَ سَعْيَ سَعْيَ  
جَوَرَ وَنَكَّى، نَكَّى كَوْبَنَ سَعْيَ كَرَ“

اس کماں بن دھلان نے ذکر کیا ہے اور جس طرف خارج نے سماں نوں ساختا  
مباح کیا ہے اسی اور نماقی مونین کی خوزیزی جائز بھی تھی اسی طرح ان دہلیوں  
نے ان بے شمار سماں کو تھیج کیا۔ چنانچہ ”حکمت الاباب“ میں ہے کہ  
اُن کے باغھوں جو سماں تھیں ہوئے اُن کی قنداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور  
ظائف میں امان دینے کے معاہدے کے بعد باغھوں نے قتل عام کیا حالانکہ ارشاد

گئے اور انصاف کا تقاضا ہے کہ دریانی راستہ اختار کیا جائے۔ نہ اتنا لشہد  
ہونا چاہیے جیسا علماء سے بخدا اور ان کے عوام میں بے کو سماں نوں سے جنگ کا نام دہ  
”جہاد“ رکھتے ہیں اور جو کو رد کتے ہیں اور یہ اس ستہ ایسی سے کام لینا چاہیے جو عام  
طور پر شام اور عراق کے باشندوں میں ہے کہ غیر خدا کی نیس سماں کھاتے ہیں اور بڑی سوتے  
اوہ چاندی سے آراستہ اور زیگ برہاگ کی منقص عمارتیں صدھاریں و موقریں کے قبور پر  
بناتے ہیں اور ان کے لیے نذر کرتے ہیں اور اسی ہی باتیں جن سے شارع نے منع کیا ہے  
غاصہ ہے کہ دین کے بارے میں افراط و تغیریط کوئی رخص مسلمانوں کی شان کے لائق  
ہیں ہیں بلکہ مناسب یہی ہے کہ سلف صاحبین کی پیروی کی جائے اور ایک دوسرے  
کو کافر کہنا غصبِ الہی کا باعث ہے۔

جب یہ ثابت ہو گی کہ یہ لوگ تمام سماں نان عالم کو کافر کہتے ہیں تو ایسے مول  
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث دیکھیے جو صحیح بخاری میں ہے کہ:  
”جُوْكَیْ کو کافر کہتے تو اُس کی نذر میں اُن دو زمروں سے ایک ضرور آتے گا  
یعنی اگر وہ مسلمان ہے کافر کہا ہے، واقعہ کافر ہیں ہے تو لازماً کافر کہنے  
والا پیش خدا کافر قرار پائے گا۔“

اس کے علاوہ یہ پہلے آچکا ہے کہ یہ لوگ مجتبی میں داخل ایں اور مجتبی کو تمام  
علاءِ اسلام کا فر کہتے ہیں۔ پھر اس بہت رسول علیہم السلام سے دعمنی جسے پیغمبر خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر کا صدقہ اُن قرار دیا ہے۔ پھر خارج کے کفر پر علامے  
اسلام منتخفت نبی یہاں تک کہ اُن عبد الوہاب کی تاب“ التوحید“ کے شارع  
نے بھی لکھا ہے کہ

”رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خارج کے لیے جو ہی دی ہے کہ  
ذکر اشتہر سے نماز، روزہ اور تکادت فرقہ کے کام انجام دیتے ہوں گے اور

پايجوان بنا

## وہاني عقید انبیاء و صاحبین کے قبور کے بارے میں

ان کا ذمہ یہ ہے کہ قبور پر کوئی عمارت بنانا حرام ہے اور ان کے گرد کوئی عمارت بنانا پا بیے اور ہاں دعا مانگنا اور نماز پڑھنا یہ سب باقی حرام ہیں بلکہ ان سب کا انتہا سر اور ان کا منادیا واجب ہے۔ یہاں تک کہ حضرت فاتح الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اس کا بھی یہی حکم ہے۔ این عید الولاد اور ان کے تابعین کے نزدیک پرمٹا اور قبور سب مثل ہیں اسی اور قبر رسولؐ کو وہ رحماء اللہ سب سے ترجیح سمجھتے ہیں۔

ان تمام احوال میں بھی ان کے پیشوں، دبی این تجیہ اور ان کے شاگرد این قسم ہیں۔ چنانچہ ابن قیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد فی هدایت خیر العباد" میں تصریح کی ہے کہ ان روشنوں کا جو قبور پر بننے ہوئے ہیں، جہاں تک قدرت ہے اگر اندا جب تراور ان کا ایک دن بھی باقی رکھنا حرام ہے۔ اس لیے کربلا اور عزیز (اصنام) کے شہر ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر یہاں شرک ہوتا ہے اور حاکم وقت پر لازم ہے کہ ان احوال کو جو روشنوں کے لیے نائے جاتے ہیں اسے اگر دوسرے مصادر میں منع کر دیے

ہی بے کر :  
”جو کسی ایک مومن کو قتل کرے، وہ ایسا ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔“  
چہ جائید وہ لوگ جھوٹ نے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا ہوا در رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :  
”مسلمان کو گالی دینا نیت ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“  
اسے ابن ماجہ نے اپنے سنن میں درج کیا ہے۔ نیز ارشادِ الہی ہے کہ :  
”جو ایک مومن کو قتل کرے، اُس کی سزا دوڑنے ہے جس میں دہمیہ ہیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غذب ناک نہ کا اور اُس پر لعنت کرے گا اور اسے بُرا اعذاب کرے گا۔“

یا یہ دو جب نہیں ہے؟ اور جو کچھ جاہل لوگ ان ضریحوں کے پاس کرتے ہیں کہ ان سے متسع کرنے اہم اور اشد کے ساتھ ساتھ ان سے دعا مانگتے ہیں اور نقصید قربت کرنے ہیں اس صاحب قبرتے اور اس کی تذریمات نہیں اور وہاں رہشی کرنے اہم یہ سب جائز ہے یا نہیں؟ اور جو یہ لوگ حجرہ رسول کے پاس کرتے ہیں کہ دعا و غیرہ کے وقت اُدھر رُخ کرنے ہیں اور طواف کرتے ہیں اور بُوسہ لیتے ہیں اور متسع کرنے ہیں اسی طرح جو سجدہ شریف میں کرتے ہیں کہ ترحم اور تذکرے کرنے ہیں اذان اور اقامت کے نیچے ہیں اور سنارجہو کے پہنچے۔ کیا یہ شرع میں وارد ہے یا نہیں؟

### اس سوال کی غلطی بلکہ غلط بیانی

اس سوال میں ایک بُری غلط بیانی موجود ہے کہ بقیع کی زمین و قبیلہ کی. اور یہ عمارتیں حقداروں کو ان کے حقوق سے روکتی ہیں اس لیے ان کا ہشانا واجب ہے۔ اور اس کی تائید اس نفر و نسیہ پرشنی کے قتل سے ہو گی اُن تب الامر میں کہ قبر کی عمارت الْرُّقْبَۃِ زمِینِ بر بنائی گئی جو تو اس کا گرانا واجب ہے۔ یہ غلط اس یہے ہے کہ تسب ماریخ دسیر کا محاکمہ بتتا ہے اُن کے بقیع کی عمارتیں کس وقتوںیں ہیں بلکہ تمام محلوں زمینوں پر بُری ہیں چنانچہ صاحب و خادع الوفاء نے ابراہیم فرزند سعیر کی قبر کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک گھر ہا جو بعد میں محمد بن زید بن علی کی مکیت میں آیا۔ پھر اسی قبر کے پہلویں عثمان بن مظعون اور بیہرہ بیہن عید ارجمن بن عوف کی قبریں بنیں۔ یہ سب ایک قبیلے میں تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ محلوں کی زمین میں تھا۔ پھر ازدواج رسول کا ثابت، وہ حکیمت تھا، غصیل این ابی طلب کی۔ اس کا بھی ذکر و خادع الوفاء میں ہے۔ اب رہن امہر اہل بیت علیہم السلام کا ثابت تو کتب سیہر سے ظاہر ہے کہ یہ بیان عباس بن عبد المطلب کا ثابت تھا، چنانچہ صواب عقیقہ علامہ ابن حجر مکہ میں المام محمد باقر علیہ السلام کے حال میں

بیکار رسول نے لات دبت، کے اموال کے ساتھ کیا اتفاق۔ اسی طرح ان عمارتوں کو گرانا واجب ہے یا یہ کفر و خوت کر کے اُن کی قیمت مسلمانوں کے مفاد کے کاموں میں صرف کرے۔ اسی طرح ان اوقاف کو جوان سے متعلق ہیں۔ اس لیے کہ وقف ان پر باطل ہے اور یہاں ہے جو ضائع ہو رہا ہے لہذا اسے صرف کر دینا چاہیے، مسلمانوں کے کاموں میں۔ اور حلید دوم میں تھا کہ رسول اللہ نے سعد حضرا کو منہدم کر دیا تو یہ مزارات کی جو عمارتیں ہیں یہونکر قابل انتقام زہولی گی اور تیک کام کے غلاف کوئی وقف صحیح نہیں ہے۔ اور وہ مسجد بھی جو کسی قبر پر ہو منہدم کر دینا چاہیے جس طرح اسی تیت کو جو مسجدیں دفن ہو تپڑ کھو کر نکال دینا چاہیے کیون کہ دین اسلام میں مسجد اور قبر دو زیارتیں ہیں ہر کسی نے بُکد جو پہلے ہو، وہ صحیح ہے اور جو بعد میں ہے اُسے نئے کیا جائے گا۔

اب اس محل پر مناسب مددوں مزداب کے سخنے کا قضی القضاۃ ابن بیکر کے کے استفتہ اور اس جواب کو جو علماء مدنی کی طرف منسوب کر کے اندھہ مختب ابیق کے موقع پر شائع ہوا تھا، یہاں درج کیا چاہے جس سے اُن کا عقیدہ اس سلسلے میں باعث ظاہر ہو چاہے گا۔ بعد میں یہم اُن دونوں کے مذہبیات کی کافی دوافی روکریں گے۔ اُن

### استفتاء

کیا قول ہے علمائے مدینہ منورہ کا (حدا اُن کی کجھ اور علم میں زیادتی کرے) قبور پر عمارت اور بخش مسجد بنائیں کے بارے میں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور جبکہ زندگانی کے سختی سے ساغت ہے تو کیا اُن کا گرانا اور ان کے پاس نہ اُن کے کروکن واجب ہے؟ اور جب وہ عمارت ایک وقتوںیں پر ہر صیہے بقیع اور وہ مانع ہو اس مقدار میں فائدہ اٹھانے سے جبر پر عمارت ہے تو کیا یہ مذہب ہے جس کا ختم کرنا ضروری ہے تاکہ دوسرے مستحقین پر نظر نہ ہو اور ان کے حقوق مارے نہ جائیں

یقینی دہ غلط بیانی جو ہم سوال میں بھی اور وہ سوال علماء سے چونکہ کسی عالمی جاہل کا دعاء بلکہ ایک بڑی دہانی شخصیت یعنی اُن کے قاتی القضاۃ کا دعاء لہذا اس پر نظر و ان اضطروری تھا۔ اب اُس کا جواب ہے علماء مدینہ کی طرف منسوب کر کے بندی حکومت شائع کیا تھا، وہ ملاحظہ ہے:

## جواب

قبوں پر عمارت بنانا اجھا عما ممنوع ہے۔ اس لیے کہ اس کی صافت میں جو احادیث ہیں، وہ صحیح السنہ ہیں لہذا بہت سے علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ان کا اگرنا واجب ہے۔ اور اس میں وہ سنن پیش کرتے ہیں حضرت علیؓ کی حدیث کی کہ آپ نے ابوالسیفیج نے فرمایا کہ میں اس ہم کے لیے بھیجا ہوں جس کے لیے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے بھیجا تھا کہ جو مرمت تھیں تھے اُسے مسادہ اور جو تبرادی کی میں اے برابر کر دو۔ اس کی صفائح روایت کی ہے اور قبوں پر مساجد بنانا اور وہاں نماز پڑھنا مظہراً ممنوع ہے۔ اور وہاں چراغ جلانا بھی ممنوع ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لذت کی ان غورتوں پر جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں اور ان لوگوں خود مال مساجد بنائیں اور چراغ روشن کریں۔ اس کی اہل سنت نے روایت کی ہے۔ جاہل بزرگ جو فتنہ کوئوں کے ساتھ متسع کرتے ہیں اور لتعصی قمرت جائز ر ذبح کرتے ہیں اور نذر پذیر ہیں اس کے ساتھ ان صاحباتِ تبور سے دعائی مانستے ہیں یہ سب حرام ہے اور شرعاً ممنوع ہے جس کا کرننا بالکل جائز نہیں ہے اور دعا کے وقت جزو پیغمبر کی طرف مندہ کرنا، اسے بھی پیغمبر کے کہ روکا جائے جدیا کہ مشہور و معروف نہ ہی معتبر کرتا ہوں اس درجہ ہے اور تمام مکتوبوں سے پیغمبر کہتے ہیں اور طواف اور متسع اور ترمیم اور تسلیم نہ کوہہ اوقات میں یہ سب بعد کی ابجاد کی ہوئی چیزوں میں جو مریض

بنت کر وہ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں رفیں ہوئے۔ امام حسنؑ اور عباسؑ کے قبہ میں وہ بقیع ہیں ہے۔ اور عباسؑ کے قبہ کے لیے باخبر صنفین نے بھاہبے کو عقیل کے مکان کے گوشے میں بھی۔ چنانچہ شاہ عبدالحقؑ محدث دہبی اپنی کتب "حدب القلوب" میں دیوار الحبوب "میں لکھتے ہیں کہ:

"عباس بن عبدالمطلب کو بھی فاطمہ بنت اسد بن ہاشمؑ کے قبہ کے زردیب مقابر بنی ہاشمؑ کے شرددع میں جو عقیل کے مکان کے گوشے میں ہے وہی دفن کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ قبہ بھی محلہ کریم میں تھا۔ اور علامہ رسیہ ابراہیم رادی رفاعیؑ نے اپنی کتاب "اذدات بقدادیہ" میں بھاہبے کو امام رث نہیں کا قبہ ایں بن عبدی حکم کے گھر میں تھا۔ وہ بھی بقیع کی سرزمینؑ اس کا وقف ہونا ثابت نہیں ہے۔ علاوہ اُن تصریحات کے جو پہلے اس زمین کے محلہ کریم کے متعلق آچکے ہیں گزشتہ صدیوں میں برابر علماء اسلام کا اس پر اعتراض نہ کرنا بھی بتا تھے کہ اُن کے زردیک اُن قبریں میں کوئی شرعی محدود رہنا تھا اور مسلمانوں کا ہر دور میں ان کی تعمیر و درستی کی طرف منتظر ہے اُن کے زردیک اُن کے احسان کی دلیل ہے اور اگر وہ میں انتہائی دھانندی سے کام کے کر گئے تاریخی تصریحات کو قبول نہ کریں جو ان کی زمین کے مختلف شکلی میں ملکیت ہونے کو بتاتے ہیں، حالانکہ بہ المضاف سے بہت دوڑ ہے، اس لیے کہ تاریخی اتفاق میں اہل تاریخ کے بیان پر اعتماد کے سوا چارہ کا نہیں ہے۔ پھر بھی جب حدیث اور تاریخ میں اس کا پتہ نہیں ہے کہ یہ زمین پہلے کس کی ملکیت بھی اور اُس نے اُسے وقف کیا تو کچھنا ہو گا کہ وہ ابتدائی حالت پر باقی ہے کہ تمام زمین نکل خدا ہے اور نہ اس نہیں کے لیے بیجاج ہے اور اُس کا حکم یہ ہے کہ جو کوئی نقطہ زمین کو مجده و دنبا کر اُس پر کوئی عمارت بنائے، وہ اُس سے مخنوٹ ہو جائے گی۔ پھر کسی دوسرے کو اس کا مہندم کرنا جائز نہ ہو گا۔"

کریں اور حقیقت بیہ کر کہ اس آیت کے علاوہ اگر اس مدعای کے لیے کوئی دلیل نہ ہو تو اس سے آیت اُس کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ مگر چونکہ یہ وہ ہیوں کے عقیدے سے کے باہم خلاف ہے اس لیے ابن عبد الوہب کی کتاب التوحید کے شائع سے اسے ایسا ہے: «نہ کرنے کے بعد نکھو دیا جائے کہ

”یہ ہیں گی دلیل ہے کہ جو ان کے معاشر ہیں غالب آئے وہ کافر نہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ ہمیں ہرستے تو فیصلہ ذکر کرنے کے عمال اشتمالی عکس کی قبولی نہ کرہی جائیں جبکہ ہمارے پیغامبر ایسا کرنے والے پر لست کی ہے“

یعنی ہمیں نے اپنے مسکوں کو اس قرار دے کر قرآن کو اپنا تابع بنانا چاہیے اور اس لیے ہزاروں مسلمانوں پر کفر کے خلاف کا سیالب اُن کا اتنا بڑا حاکم گذشتہ دور کے تھوڑے مسلمانوں پر بھی وہ خواتی کفر کرنے لگے مگر اول تو پورتی آیت پڑی ہے تو پرتے لگے کا کہ عمارت بند نہ ہو تو ان فرقی متفق تھے۔ اخلاف اسی پر تھا کہ عمارت کس طرح کی ہو؟ تو اگر دو بالغین غائب آئے والے کافر ہوں تو عجمی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پھر پیر مفسرین تصریح کر رہے ہیں کہ غائب آئے والے لوگ مومنین تھے۔ چنانچہ عالم النہیں بغوی میں ہو گکہ:

”مسنون نے کہا ہم ان پر مسجد کی تغیری کریں جس میں پروردہ گار عالمیاں کے پیے لوگ نمازیں پڑھیں یہ

خاتم نے دبایا اتنا دلیل ہیں لمحہ ہے کہ

”اُن عجیس نے اس عمارت کے پردے پر فرمایا کہ مسلمانوں نے کہا ہم ان پر مسجد بنائیں گے جس میں لوگ نمازیں پڑھیں اس لیے کہ ہمارے دین پر تھا کہ اسی طرح کے الفاظ تغیری جعلیں اور کشاف اور تفسیر ابوالسعود میں ہیں۔ اور تفسیر المقباس ابن حبیس“ میں ہو گکہ:

”جوناہ آئے اور دو تینیں تھے، ہمیں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے کہ ملے

ناقص سمجھیں آیا ہے، وہ یہ ہے اور ہر صاحب علم سے بالآخر ایک بڑا عالم ہے۔  
۲۵ مردمان سائنس اور

## بُحَوَّبِ مُذْكُورِي رَد

علماء مدنیز کے اس ختوے کی روشنی میں صدر اور علماء مشیخ جواد بلاغی دفراہ ایسے بزرگ علماء نے کی ہے مگر ہیاں اُسی کے ایک جزو کی سکن روشنی جانتی ہے۔

علوم ہونا چاہیے کہ قبور پر تغیر کیا جواز کتاب الہمی اور سنت مصطفیٰ اور مسلمانوں کے عمل درآمد سب سے ثابت ہے۔  
کتب الہمی میں اس موقع کے ذکر میں جب لوگوں کو اطلاع ہوئی اور وہ لوگ اُس خارکے پاس آئے جہاں صحابہ گہٹ محو آرام تھے، یہ آیت ہو گکہ ”اُن سب نے کہا کہ ان پر ایک عمارت قائم کرو۔ اُنہوں نے جو ان کے ساتھ میں غالب آئے، پس کہ ہم اُن پر زید تغیر کریں گے“

اندازہ بیان سے ظاہر ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کے اس فیصلے کو جو اخنوں نے کیں بصورت استحسان درج کیا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ابیاء مسلمانوں کے مسلفوں اور اُنم ساختہ کے حالات صرف تفتریح طبیعت کے لیے درج نہیں ہوتے بلکہ اس لیے کہ اُن سے اس اُمت کو درس حاصل ہو تو اگر عمارت بنانا قبر پر اندکے نزدیک اس اُمت کے لیے قابل مدت اور ہوتا ترودہ اس واقعہ کے درج کرنے میں اس پر تغیر فرمائیں گے اس اُمت کے افراد اس سے پرست ہوں گے۔ جب ایسا نہیں ہوا اور اس نے اس واقعہ کو اس انداز میں بیان فرمایا تو اس سے اس کی تائیدہ ثابت ہوئی اور یہ فتاہ ہر ہوا کہ فیصلہ اُس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوا اور وہ اس لائق ہے کہ اس اُمت کے افراد اس کی پرستی

یہ ہامسے دین پر تھے تھا۔

اور نیشاپوری نے مسلمانوں میں لکھا ہے کہ

"جذاب آئے وہ سماں جماعتِ علیٰ اور اُن کا بارہشہ نہ سماں تھا اور یہ

انہوں میں میاں سجدہ بنائی جس میں سماں نماز پڑھیں اور ان کے ایسے حلقہ

سے برکت حاصل کریں اور ان بی کو زیادہ حق تھا اُن فوجوں کی حفاظت کے لیے

عمرت بنائے کا۔"

اس سب کے بعد کیا اس شخص کا یہ ہبنا درست ہو سکتا ہے کہ وہ خاتم آئے والی منیا ذائد کافر تھے جبکہ اتنے بڑے مفسروں میں ترمذان القرآن "جز اکامۃ" عبدالحید بن عیاض بھی ہیں اُنھیں اہل اسلام و ایمان سے بتا رہے ہیں۔

اس کے بعد آئیے سنت پر نظر ہالیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری گفتگو یہاں اس جماعت کے مقابلے میں ہے جن کے یہاں میا رست ہیں، ایک تو وہ پیغیر ہے جو ہمارے اور اُن کے درمیان مشترک ہے یعنی سنت پیغمبر حاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس میں آپ کا قول "فضل اور تضریر" و "فضل" ہے اور ایک بات میں وہ ہم سے الگ ہیں یعنی وہ جو ہم رسول کی پیروی بھی ضروری سمجھتے ہیں اور اس حدیث کرمانٹے ہیں کہ میرے اصحاب میں ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کرو گئے، ہمارت پاؤ گئے قراب ہیں لازم ہے کہ قبروں کی تحریر کر سئے ہیں پس سنت رسول کو پیش کریں۔ پھر سیرت صحابہ و تابعین کریے سب حقیقت قائم ہونے کے لیے کافی ہے۔

(۱۱)

## عثمان بن مظعون کی قبر کے لیے رسول کا عمل

فود الدین سہبودی نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ:

"عثمان بن مظعون کی رواہت ہے اُن کے باپ کے ذریعے اُن کے وادا سے کہ جب رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو دفن کی تو حکم زیادہ اُن کی قبر کے سرخان ایک پیغمبر کو دیا گا۔ قد اصر کہ بیان ہے کہ جب عرصے کے بعد تم بقیعہ میں گئے تو اُس پیغمبر کو دیکھا اور سچھ کریے عثمان بن مظعون کی قبر سے" دیہری روایت میں ہے کہ:

"حضرت نے فرمایا کہ یہ پیغمبر ہی اس لیے رکھو اُنہوں کی میراث بھائی کی ضرba اُس سے علم ہوا اور اُس کے پاس اپنے فرزندوں میں جس کا انتقال ہوا اسے اس دفن کروں"۔

اور ظاہر ہے کہ کسی حکم یا عمل کے ساتھ جب دھرم بادی جائے تو وہ دھرم صورت کو زیادہ ہائی ہو جکر وہیں بد رجہ اولیٰ ہاری ہو گا۔ حضرت نے پیغمبر کی وجہ پر بتائی کہ اس سے قبر کا علم ہو اور اس سے اُس کے پاس دوسرا قبور بنائے جائیں اور ظاہر ہے کہ پیغمبر تھا یاقوت بنانے کا مقصود بھی یہی ہوتا ہے جو اُس سے بد رجہ اکتم پورا ہوتا ہے تو عمل پیغمبر فوصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس کے اسکن کا ثبوت ہو گا۔

ہر شفعت کیلئے مکتبے کہ حضرت کے ساتھ بہت سے مجاہد کی وفات ہوئی، مگر کسی کے لیے حضرت نے پر اعتماد نہیں فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب دفن ہونے والے یکساں نہیں ہوتے اور اُسی کی حفاظتے سب کی قبریں کیساں نہیں ہونا چاہیں بلکہ بعض کو امتیاز خواہ ہوتے ہے۔ خواہ سبقت ایمانی کی وجہ سے یاد ہی اعزاز کی وجہ سے اور وہ ایمانی اسلام کا درجے سے سرد سالمی کا تھا۔ لہذا جو عام معیارِ زندگی پیغمبر فوصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر درجے میں اُن کا تھا اُس کے لحاظ سے فخر کو اور قیمت و فیروز کی قیمت میں نہ تھی، لہذا اُس وقت کے سچھانے سے اتنی زیستی علامت جو پہنچتی تھی، اُس کا عثمان بن مظعون کے لئے رسول خدا مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انعام حکم دیا اور جب عام میا زندگی میں اُن کا

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ محل حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا اپنے والد بزرگوار کے دورِ حیات میں تھا اور ظاہر ہے کہ حضرت سودہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں تھا، اس لیے وہ تصریح رسول میں داخل ہو کر ہزارست رسول قدسی اللہ علیہ وآلہ وسلم فزار پاتا ہے۔ اور یہ بالکل دنیا بی نظرے کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ وہ فاض طور پر خواجین کے لیے قبر کی زیارت کو قندھا ممنوع سمجھتے ہیں اور پھر قبور کے امتیاز کو مullen منع کرتے ہیں مُرجُّحَاب فی طَرْسَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهَا قَبْرُ مَزْوَّنِی بِرَبِّ الْمَرْءَاتِ کہیں۔ اگر اس کی بیقاصروری نہ بھتیں تو واقع فونت اس کی خبر کیوں نہیں اور جب حفاظت قبر کا متحسن ہونا اس عمل کے خاہر ہو گی تو بتئے کی تھیر کرنا جو اس مقصد کو پورا کر سکن ہے کیوں سخن نہ ہو گا؟

(۱۲)

## قبر رسول کے لیے حضرت علی اور تمام اہل بیت صاحبہ کا عمل

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر قبر پر عمارت بنانا ممنوع ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، پہلے سے ہو اور اس میں قبر بنائی جائے یا قبر پسے ہو اور اس پر عمارت لٹکی جائے۔ کیونکہ عمارتوں میں ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ زیارت کے لیے آئیں گے، اور وہ عمارت اُن کے لیے باعث آرام ہو گی۔ اب اگر یہ ہزار ممنوع ہو تو خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وجہہ عائشہ میں کیوں دفن کیا جائے جس پر قبیقی طور پر رھوت تھی۔ خصوصیت کے ساتھ ایسا نہیں، حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اس پر اقدام کیوں کرتے جبکہ دہاؤں کے قول کے معابن اُنہی کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی فارتوں کو سما کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس سے

اوپنیا ہو گی تو اسی کا حادثہ سے انبیاء و اولیاء کے نبود کے لیے امتیازی نشان کے طور پر عمارتوں میں ترقی ہوتے ہیں۔ جو ہونا چاہیے کہی اور جتنا مرتبہ جس کا زیادہ ہو، اس کے کیا حادثے اس میں اضافہ فہرنا چاہیے۔

(۱۳)

## ابراهیم فرزند سعید کی قبر پر عمارت

اسی کتاب دفاعۃ الوفاء میں ابن زیالہ کی روایت ہے:

”سعید بن عقبہ سعید سے کہ انہوں نے ابراہیم فرزند سعید پر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فخری گھنی، زوراء کے پاس۔ عبد الرحمن بن محمد نے کہا ہے وہ مغربے جو سبیں زیر ابن علی کی کیتی ہیں۔“

اگر عمارت کا ہونا قبر پر جائز ہوتا تو رسول قدسی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرزند ابراہیم کو گھر کے اندر کیوں دفن کرتے اور اگر ہم بالفرض یہ مانیں کہ قبر صحابہ میں حقیقتی جب بھی دیواریں ہیں کی تو قبر کے گرد ہوں گی، حالانکہ دبائی راک اسے بھی ممنوع سمجھتے ہیں۔

(۱۴)

## حضرت خاتون حبت کی سیرت

دفاعۃ الوفاء میں امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے کہ:

”مگر گوشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جناب حمزہ و قسموان انشیطہ کی قبر کی زیارت کو جاتی تھیں اور اسکی مرمت کرنے تھیں اور درست کرنی تھیں اور انہوں نے بھی اس کی شناخت کے لیے ایک پیغمبر کو دیا تھا۔“

کر بخاری نے صحیح میں روایت کی ہے ہشام بن عواد سے اور انھوں نے اپنے باپ  
عواد بن زبیر سے کہ:

”جب ولید بن عبد الملک کے ننانے میں قبر رہ رسولؐ کی چار دیواری گزی  
اور اس کی تعمیر شروع ہوئی تو ایک پیر باہر نکل آیا جس سے یہ خیال کر کے  
تو وہ مجرم لگئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمہم بناک تجوہ  
اور کرفی ایسے نلا جو اس کے متنقی کسی اپنے علم کا انہاد کرے۔ میں عواد بن  
زبیر سے دیکھ کر کہا کہ یہ بند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پانے بناک  
نہیں ہے۔ ہو، نہر یہ عمر کا پیر ہے۔“

اور معلوم ہونا چاہیے کہ ولید کی خلافت شہنشاہ سے سقوط ہوا تھا۔ اس  
رنگے تک صحابہ میں سے بعض افراد موجود تھے۔  
(۶)

**زوجِ رسول اُمّ جبیہ کی قبر پر عمارت**  
سمودی نے لکھا ہے کہ زید بن سائب کی روایت ہے اپنے دادا کی زبانی  
کہ:

”جب عقیل بن ابی طالبؓ نے اپنے ٹھہریں ایک کنوں کھدا دیا تو ایک سفیش  
چھڑکنا جس پر کھا تاکہ“ یہ اُمّ جبیہ دختر مخزن حرب کی قبر ہے تو عقیل نے  
کنوں کو پٹوادیا اور اس پر عمارت بنوادی۔ ابن سائب کا بیان ہے کہ میں  
نہیں عمارت میں داخل ہوا تو میں نے وہ قبر خود دیکھی۔

ظاہر ہے کہ اہل بیت اور صحابہ سب سبق تھے کہ قبر پر عمارت ہونے میں کوئی مصافت  
نہیں۔

(۵)

## وقتاً فوقتاً وضمہ رسولؐ کے تجدید و استحکام کی کوشش

”ذخاء الوفاة، سمعودی ایک ہے کہ：“  
”پہنچ فرضاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم کی چست پہنچ درخت خواہی  
چھال سے بی بی بھی تھی۔ سب سے پہنچ جس نے اینٹوں والی چھت جو ولی“  
دہ غلبہ دوم عمر بن خطاب تھے یہ

اس کے بعد جسما ندوی نے شرح مجمع مسلم میں لکھا ہے:  
”جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی اور صحابہ و معاشرین کی تعداد رسولؐ کی ترسیہ  
کی ضرورت ہوئی اور یہ ترسیہ ازواج رسولؐ کے مکانات تک پہنچنے تھی  
جس میں قبر رہ عائشہ عجیٰ تھا تو ان حضرات نے قبر رسولؐ کے گرد دائرے  
کی شکل میں ادھیٰ دیواریں بنوادیں تاکہ قبر سید میں اس طرح نیاں نہ ہو کہ  
عوام اس کی طرف رُخ کر کے نمازیٰ پڑھتے لگیں۔ پھر زادِ دیواریں قبر کے  
دو شمالی گوشوں سے ہاگر بنائیں تاکہ کوئی قبر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے  
یہی نہ گئے“

اس سے ظاہر ہے کہ قبر تریما قبر کے گرد عمارت میں کوئی حرخ نہیں۔ بس قبر کی  
طرف رُخ کر کے نماز نہ ہونا چاہیے۔  
اس کے بعد برابر روضہ رسولؐ کی بقا اور تجدید میں اہتمام ہوتا رہا یہاں تک

(۸)

## جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر پر عمارت

سُورشِتہ شواہد کے بعد ہی عمارت قبور کے جراز میں کوئی شک نہ رہنا چاہیے جبکہ  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اور تصریر اور کھڑاں بست اور صحابہ و تابعین کا عمل  
خیز القرون اور اُس سے میں ہر یہ صدیوں میں برا بر جاری ہوا اور جو شخص مزید جزو کرے  
ہُوئے اور زیادہ پتہ چلے گا کہ پہلی ہی صدی میں قبیلے کی تعمیر مرنے والی میں، چنانچہ سعودی  
نے دفواں الوفاء میں لکھا ہے کہ:

”فاطمہ بنت اسد را در حضرت علی بن ابی طالب (کی) نبکے متلق عبد العزیز  
کی روایت ہے جس کی سند محمد حنفیہ، این علی بن ابی طالب نبکہ ہرچی  
ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کی حات مر من میں خراب ہوئی اور غیر خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم پڑا تو قرباً کرنا تھا اور جائے تو قرباً مجھے  
اٹھا۔ وہی چنانچہ جب ان کی وفات ہو گئی حضرت کو اطلاع دی گئی۔ فور حضرت  
تشریف لائے اور ان کی قبر کھودنے کا حکم دیا اس مسجد کے اندر کی زینت پر  
بے اب“ قبر فاطمہ لکھا جاتا ہے۔“

سمودی کہتے ہیں کہ یہ کہنا جناب محمد حنفیہ کا کہ ”اس سجد کے اندر کی جگہیں“  
بتدار ہم ہے کہ اس وقت ان کی قبر پر سجد کئی جس میں قبر کا عام طور پر لوگوں کو عالم تھا۔  
محمد حنفیہ کی وفات سنہ ھریں ہے، اس لیے جناب محمد حنفیہ کی یہ روایت بتاری  
ہے کہ پہلی ہی صدی میں جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر پر سجد کی تعمیر ہو گئی تھی۔

(۹)

## عمارات قبور انبیاء را ياخذهم حضرت ابراہیم

علامہ معاصر سید ابراہیم رادی رفاقی نے ”اور اسی بعد دادیہ“ میں  
لکھا ہے کہ :

”جب مسلمانوں نے شام اور بیت المقدس کو فتح کی تو انبیاء کی قبروں پر  
غاریب دیکھیں۔ انہوں نے انہیں منہدم نہیں کیا اور سب سے زیادہ مشہور  
وہ عمارت ہے جو جناب ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر ہے اور اسے علیحدہ دو  
غرض خطاب نے دیکھا اور اسے منہدم نہیں کیا۔ اور سچ نعم الدین ابن تیمیہ  
نے اپنی کتب ”صریط استقیم“ میں اس عمارت کے وجود کا جناب ابراہیم  
کی قبر پر فتوحات کے دور میں ذکر کیا ہے مگر کہا ہے کہ سنہ ۲۳۴ھ میں اس  
مارت کا دروازہ بند تھا۔“

ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کا جن میں خلیفہ روم عمر بن الخطاب، اس عمارت کو باقی رکھنا  
اس کی دلیل ہے کہ قبر پر عمارت کے ہونے میں اُن کے نزدیک کوئی حرج نہیں تھا اور  
ابن تیمیہ کا یہ قول کردہ دروازہ اس کا سنہ ۲۳۴ھ تک بند تھا، ایک ادھا ہے جس کا کوئی  
ثبوت نہیں بلکہ تاریخ کا بیان اس کے خلاف ہے۔ اور یہہ چہا ہے کہ جو صدی کے  
پہلے ہجی لوگ حضرت ابراہیم عليه السلام کی زیارت کو جلد تھے، چنانچہ سیدہ نفیر  
جن کی وفات دوسری صدی ہجری میں ہے اور ہر ہزار کے بعد دعا کرنے تھیں کہ  
”خداوندا! مجھے اپنے خلیل ابراہیم کی قبر کی زیارت انصب کر۔“  
اس کا ذکر عثمان بن مذوخ شافعی نے اپنی کتب ”العدال انشاہد فی  
حقیقۃ المشاهد“ میں کیا ہے۔

(9)

بخاری نے اپنی کتاب "فضل الخطاب" میں امام زین العابدین کے حال میں لکھا  
بے کہ:

"آپ کی وفات مدینے میں ۲۵ھجری میں ہوئی اور آپ کی عمر، ۵۰ برس کی تھی۔  
اور آپ اس قبر میں دفن ہوئے جس میں عباس اور آپ کے چھوٹے فرزند جعفر صادقؑ دفن ہوتے۔  
پھر ہر سی آپ کے فرزند محمد باقرؑ اور ان کے فرزند جعفر صادقؑ دفن ہوتے۔  
اور ابن خلکان نے آپ کے حال میں لکھا ہے کہ:  
• آپ کی وفات ۲۷ھجری میں ہوئی اور آپ اپنے چھوٹے امام حسنؑ کے قبر پر  
میں اُسی قبیلے میں دفن ہوئے جس میں عباس کی قبر تھی۔"

ایسا طرح امام محمد باقرؑ کے حال میں لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عباسی کے آخر  
میں عباس کی قبر پر قبیلہ موجود تھا۔

اس کے بعد یہ کہنا کہ "یہ بعثت تابعین کے بعد پیدا ہوئی ہے" حقیقت اور  
یہ بھری یا تجھیں کا نجھے ہے بلکہ نجد کے فاضلی الفقہاء عبد اللہ بن سیدنا ابن جبید  
نے اس پر طور پر دیہے کہ اپنے مضمون میں جو اقر القولیؑ کے شمارہ روز محمد بن جباری  
الثانی ۲۵ھجری میں شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ:

"خیر القرون میں سننے میں نہیں آیا کہ یہ بعثت پیدا ہوئی ہو بلکہ یہ بعثت پہلی

صدیوں کے بعد وجود ہیں آئی ہے۔  
یہ پہنچت عجیب ادعا ہے جسے تاریخ بالکل بھوث ثابت کرتی ہے کیوں کہ  
تاریخ سے پہلے عباسی کے بہت قبل سے قبتوں کا وجود آپ کے سامنے آچکا ہے اور  
سمودی نے وفاء الوقاہ میں لکھا ہے کہ:

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مطہریؑ کی عمارت کی دیواریں بھی تھیں،  
عبد اللہ بن زیر نے بنایت سوکام کے ساتھ انھیں اونچا کر دیا۔ پھر ابو الحجری

## جناب حمزہؑ کی قبر پر عمارت

وفاء الودا میں لکھا:

"عبد الغزیزؑ نے کہا کہ زیادہ مگان ہمارے یہاں ہے کہ مصعب بن عیاض  
اور عبد اللہ بن عجیش دفن ہوئے ہیں اُس سمجھ کے بغیر جو حمزہؑ کی قبر پر بنی  
ہوئی تھی یہ:

اور یہ عبد الغزیزؑ و مسری صدی کے شخص ہیں جس کی صراحت سہودی نے اس کے پہنچے  
کی ہے اور لکھا ہے کہ آئینہ فصل میں حمزہؑ کی قبر کے ذکر میں عبد الغزیز بن مردان کی زبانی  
اُتے گاہ قدیم زمانے سے حمزہؑ کی قبر پر سیدھی اور یہ دسری یہڑی کا ذکر ہے۔

(10)

## جناب عباسؑ اور امام حسنؑ کی قبر کا قبہ

علامہ ابن ججریؑ نے صواتی حمزہؑ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے وال میں  
لکھا ہے کہ:

"آپ کی وفات ۲۱ھجری میں ۸ دبرس کی عمر میں شل اپنے والدہ رگوار  
کے زہر سے ہوئی۔ اور آپ کی والدہ ان کے والد کے چھوٹے امام حسنؑ کی بیوی  
تھیں اور آپ باب اور والد دو نسل طرف سے حضرت رسولؐ کی ولادیں  
ہیں اور آپ بھی اپنے والد کے بیان نام حسنؑ اور جناب عباسؑ کے قبے میں جو  
جنت استیعی میں دخاد فن ہوئے تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ عباسؑ کی قبر پر قبۃ ۲۱ھجری میں موجود تھا اور محنت خواجه پارسا

اور ابن خلکان نے البر نام جسیب بن اوس طائی رشاعر کے حالات میں لکھا ہے کہ:  
”آن کی وفات سنکلہ ۹۲ میں ہوئی اور ان کی قبر پر نہشل بن حمید طوسی نے قتبہ

تعمیر کیا:

اسی طرح بوران بنت حسن بن ہشل کے قتبے کا ذکر کیا ہے جن کی وفات سنکلہ ۹۴ میں ہوئی ہے۔  
اسی طرح عضد الدولہ دلمی کے حال میں لکھا ہے جن کی وفات سنکلہ ۹۵ میں ہوئی

ہے کہ:  
”وہ پہلے پنچ مردم و فتن ہوتے۔ پھر امام مومنی کا ظہر کے حرم کی غرفہ منتقل کر کر  
گئے جو مقابر قبریں ہیں ہے۔“

ابن دیکھ شاعر کے حال میں لکھا ہے جن کی وفات سنکلہ ۹۵ میں ہوئی کہ:  
”وہ تجھے قبرستان میں وفن ہوتے اُس تجھے میں جس کی تعمیر ہے ان کے  
یہ ہوئی۔“

اوہ نہان بن مددوخ شافعی نے اپنی کتب ”العدل الشاهد فی تحقیق الشاهد“  
میں سیدا براہیم حسین کے رومنے کے بارے میں لکھا ہے کہ:

”یہ وونہ قاہرہ سے باہر خندق کے قریب ہے اُس کے اوپر صدر کے پیچے میں اور  
بیرونی قبریں ہیں ہے اس لیے کہ انھوں نے اُسے سیدا براہیم  
لگانی پڑا۔“

رہنہ الفضایے پڑھتا ہے کہ اموں خلیفہ عباسی نے اپنے باپ ہارون  
رسشید کی نر پر قبہ بنایا تھا اور سنکلہ ۹۳ میں کے قبلی کی بات ہے چنانچہ امام رضا  
علیہ السلام کے حال میں ابو القیامت ہر دوی کی روایت وسیع ہے، ان کا بیان ہے کہ:  
”یہ ایک دن امام رضا کے پاس تھا۔ اُپ نے فرمایا اُس قتبے کی طرف  
جاں ہیں ہارون رسشید کی قبر بے اور تھوڑی سی تھی وہاں کی لے آؤ۔ ان

نے جو ہارون رسشید کی طرف سے مدینے کا گورنر زیر حکومت سنکلہ ۹۳ میں اس جگہ  
کی بھت تیرگ رکا۔ پھر تو انکے حرین کے گورنر اسحاق بن سلہ کو سنکلہ ۹۴ میں  
حکم دیا کہ دعاں جو ہے کو سنکب برے سبتو طلب زیارتے ہے۔

اور ابن خلکان نے نام مومنی کا فلم قبید اسلام کے حالات میں خطبہ نبادی سے فعل کیا کہ جو  
سنکلہ ۹۴ میں بیدا ہوئے ہیں کہ:

”مومنی کاظمؑ مقابر قبریں ہیں میں مقابر قبریں ہیں تجھے سے باہر فن ہوتے اور ان  
کی قبروں میں شہد ہے اور نبارت گاہ ہوتی ہے، اور اس پر روپرینہ ہوا ہے  
اور قند میں دہلی اور ڈالہی اور طرح طرح کے سامان اور بے انتہا قبریں فروخت  
ہے۔“

اس میں یہ الفاظ اک ”قبتے سے باہر فن ہوتے“ یہ بتاتے ہیں کہ ایک قبتہ دہلی اپ کے  
وفن ہونے سے پہلے موجود تھا اور امام مومنی کاظمؑ علیہ السلام کی وفات سنکلہ ۹۳ میں ہوئی ہے  
اور اس وقت مقابر قبریں میں قبۃ موجود تھا۔ اور پھر امام مومنی کاظمؑ کا روضہ خطبہ کے  
نامے سے پہلے بن چکا تھا۔ تو زیادہ سے زیادہ اُسے چونق صدی ہجری کے درمیان میں  
ماننا پڑے گا۔

اور جمال الدین ابن عثیمین نے ”عمدة الطالب“ میں لکھا ہے کہ:

”ہارون الرشید نے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی  
قبر پر قبۃ تعمیر کیا تھا۔“

اور ایسا بھی ”صہیب السیر اور کامل ان امورِ دفروں میں ہے اور حسین بن محبج شاعر  
جن کی وفات سنکلہ ۹۴ میں ہے، ان کے ایک تصویر سے کاظمؑ اس مضمون کا ہے:

”لے خفہ میں چلتے ہوئے قبۃ والی، جو آپ کی قبر کی زیارت کرے اور  
شفا طلب کرے اور شفا پائے گا۔“

اور اکثر علماء نے اس کے مطابق تصریح کی ہے چنانچہ صاحب در الخدار نے لکھا ہے کہ:

عمارت بنانے میں اختلاف ہے۔ ہمارا فتحار ہے کہ اس کوئی مضافات نہیں۔

اور ملکی قاری نے شرح مشکوہ میں لکھا ہے کہ:  
سابق صائمین نے مستحب سمجھا ہے عمارت بنانے کو موثق اور مشورہ علماء کی قبروں پر تارک روج ان کی زیارت کو جائز اور ان عمارتوں میں یقیناً کارام پائیں ॥

اور ایسا ہی حدیث محمد طاہر ذیستی نے جمیع الحجاء میں لکھا ہے اور دوسرے عمارت کے احوال بھی ہی کے مطابق ہیں۔

اس کے بعد علماء مدینہ کا یہ قول غلط ہو جاتا ہے کہ قبور پر عمارت بنانا اچھا منسوخ ہے اس لیے کہ وہ احادیث جو اسے رد کئے ہیں جمیع السنن نہیں گریب ہو گی کہ اجماع اور ان احادیث کا ادعا بالکل یہ بیاد ہے۔

اُن کا یہ ہمنا کہ اکثر علماء نے فتوٹے دیا ہے کہ ان عمارتوں کا نہدم کرنا واجب ہے جسے حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ اخلاق فارس میں لکھا ہے کہ جب متوكل ہے امام حسن عسیٰ اسلام کے دو منے کو نہدم کرایا اور اس سے بھی یہ قہر ہے کہ تیری صدی میں آپ کی قبر پر عمارت بھی اور اس کے گرد اور بھی عمارتیں بھیں متوكل نے نہدم کرائے کھیتی کر دی اور لوگوں کو زیارت سے روک دیا اور متوكل کا ناصیح یعنی دشمن اہل بیتؑ ہرنا عام طور پر مشہور تھا تو مسلمانوں کو اس سے ٹرا صدمہ پہونچا اور بعد از کے باشندوں نے اُن کے خلاف نفرے دیواروں پر کھوڈئے اور شعرا نے اُس کی بذکر میں اشعار لکھے جن میں سعف سیوطی نے نقل بھی لیے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ عام مسلمان جمیع ہمہور اُنستھا ہے اس عمارت کے احترام پر متفق تھے۔

کا بیان بے کوئی گیا اور لے آیا تو آپ نے اُسے سر نکھلا اور پھر پھینک دیا۔ فرمایا ہے جلد وہ وقت آئے والا ہے کہ نیرے یہے وہی قبر نکوہی جائے ॥

سب کو معلوم ہے کہ یہ خلیفہ مامن العبی خود اہل علم میں سے تھا جس کا استیو طی کی تاریخ الخلفاء میں ہے کہ مامون عدل والنصاف کا پابند علم فقر کا ماہر اور فرمے علماء میں اس کا شمار تھا۔ پھر وہ سرے علماء بھی اس زمانے میں پرکشت وجہ دیکھنے جن میں امام ثانی، احمد بن حنبل اور سعیان بن عبیں یہے لوگ تھے مگر کسی نے قبیل کی تغیریں انہیں اختلاف نہیں کی۔  
اس فتنہ کتاب میں اُن شواہد کا درج کرنا کافی ہے۔ جو شخص پورے خود پر تھاں کرت اُس کو مزید شواہد اس کے بکریت میں گے۔

اجماع، ہم اس اصطلاح کے مطابق اسے دیکھنے گے جو اہل سنت کی ہے۔ یعنی مسلمانوں کی ایک تکمیر جماعت کا اتفاق رہے۔ یہ قبور کی تغیری کو اتفاق اور مسلمانوں کی رائے عماہ ان عمارتوں کے بقاء اور احترام پر متفق رہی۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے جسے حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ اخلاق فارس میں لکھا ہے کہ جب متوكل ہے امام حسن عسیٰ اسلام کے دو منے کو نہدم کرایا اور اس سے بھی یہ قہر ہے کہ تیری صدی میں آپ کی قبر پر عمارت بھی اور اس کے گرد اور بھی عمارتیں بھیں متوكل نے نہدم کرائے کھیتی کر دی اور لوگوں کو زیارت سے روک دیا اور متوكل کا ناصیح یعنی دشمن اہل بیتؑ ہرنا عام طور پر مشہور تھا تو مسلمانوں کو اس سے ٹرا صدمہ پہونچا اور بعد از کے باشندوں نے اُن کے خلاف نفرے دیواروں پر کھوڈئے اور شعرا نے اُس کی بذکر میں اشعار لکھے جن میں سعف سیوطی نے نقل بھی لیے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ عام مسلمان جمیع ہمہور اُنستھا ہے اس عمارت کے احترام پر متفق تھے۔

پھر اگر ان قبروں کے اندام کو بھیجا تھا تو وہ بعد میں باقی کیونکرہیں جو تنام اطرافِ ارض میں منتشر ہیں جیسے جنابِ دانش کی قبر شوستریں اور جناب ہمود اور صاحبِ اور جنابِ ریشم اور ذی المکفل اور یوشع کے قبورِ حجف اور سرزین بائیں میں اور بہت سے انبیاء کے قبورِ شام اور فلسطین میں۔

#### ادب سینے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آللہ علیہ وسلم کی مادر گرامی جنابِ آمنہ بنت وہب کی وفات کب ہوئی تھی؟ جب حضرت کی عمر مبارک ۶۰ برس کی تھی اور چالیس برس کی عمری حضرت بسوٹ بر سات ہوتے یہ چوتھیں ہوتے۔ پھر تیرہ برس کے بعد تحریرت ہوتی۔ اب ہوت ست سیص برس۔ پھر شصت میں فتحِ مکہ ہوتی۔ یہ چھین برس میں آدمی صدی سے زیادہ کا زمانہ حکومتی اور اس وقت تک جنابِ آمنہ کی قبر شایان تھی۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آللہ علیہ وسلم نے اس کے لگانے پانٹنے کا حکم نہیں دیا بلکہ خالق سے اُن کی تبریزی زیارت کے لیے اجازتِ عالمی اور خداوندِ عالمتے حضرت کو اس کی اجازت دی کی اور آپ کچھ اصحاب کی سمتیں میں وہاں زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر ہانے بیٹھے اور سربراک کو اس طرح جنیش دے رہے تھے جیسے کچھ بائیں کر رہے ہیں اور پھر اگر یہ فرمایا جس پر تنام عاصفِ الوقت سلان جو سب صحابہ تھے گریز کرنے لگے۔ اس کا ذکر صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

پھر اس کا بھی ذکر ہے بوجہابے کہ آپ کے فرزندِ جناب ابراہیم کی تبریزی مکان کے اندر تھی اور وہ قبرِ خداوندِ حضرت نے بڑا تھا۔ بر سرکان بھی حضرت کے دوسری اور اس کے بعد برابر باتی رہا۔

اس کے بعد خداوندِ حضرت کی تبریز کی عمارت کے اندر جو لوگ جسے خود حضرت علی بن ابی طالب اور دیگر اہل بست اور صحابہ نے بنوایا اور وہ عمارت بھی برا بر باتی رہی بلکہ اس کے استحکام اور عمارت کی شان میں اضافی کیجا تا رہا اور اس کے بعد جناب جیساں غیرہ کوئی

ابوالسیاع و ای صدیقہ سے جو یہ لوگ استناد کرنے ہیں وہ باطل ہے کئی وجود ہے۔

اول یہ کہ یہ حدیث کفار و مشرکین کے قبور سے متصل ہے جن کے وجود سے کوئی رین فائدہ نہیں بلکہ مضرت کا اندیشہ ہے۔ لیکن انبیاء و صاحبوین کے قبور کی قفاریں دینی فوائد ایں ہوں یہ مسندیدہ خالق ہیں جسے زیارت ان قبور کی جس کے لیے حکم بھی ہوا ہے کہ قبروں کی حجرا نیز کرو کر اُن سے آخرت کی یادِ تمازوہ ہوتی ہے اور پھر ان کا دنہ مول کی یادِ تمازوہ ہوتی ہے جو ان حضرات نے اشاعتِ دین اور خدا کی راہ میں کے لئے اور قبور کفار سے اس اصط کے تلقی پر ہوتے کا قبر میں خودِ حدیث میں موجود ہے۔ اس پر کہ ایک ساقطہ دو چیزوں کے مخکر۔ کا حکم ہوا۔ ایک سورتیاں اور دوسرے اور کچھ قبری اور ظاہر ہے کہ یہ سورتیاں مسلمانوں کی تعمیر کردہ ہیں جیسے بلکہ مشرکین کی بنابردارہ شخص نور قبری بھی انہی کی پہنچ ہے اور سر بر ایجادِ بھی ظاہر ہے کہ بنک مسلمان اُس دوسری مالی جیشیت سے کہاں اتنے مطمئن تھے کہ وہ قبروں پر گزاریں تعمیر کرتے اور جو ایک شرفِ محبت کے کھانڈ سے سب برابر کی جیشیت رکھتے تھے لہذا ان میں کچھ افراد کو ایسی امتیازی خصوصیت حاصل تھی کہ ان کی قبر یہ عمارت تعمیر ہوتی لہذا وہ قبور جن کے منانے کا حکم ہوا تھا ہرگز مسلمان کو قبری میں قبضہ درہ ان پر سابق خلفاء کے دور میں عمارتیں کیوں تعمیر ہوئیں جواب جناب ایم رسلی اللہ عاصم کو اُن کے منہدم کرنے کی ضرورت ہوتی۔ اور پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آللہ علیہ وسلم کے حکم کا آپ نے خواہ دیا کچھ اس نہیں کے لیے بھیجا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آللہ علیہ وسلم کے دوسری موسیین کے قبور پر یہ عمارتیں کیوں نہ کر بن گئیں اور خداوندِ حضرت کو بوقت تعمیر خبر نہ ہوئی جو بعد میں اُن کے لگانے کے لیے حضرت علی کو بھیجا ہے۔

اب یہ کہ وہ انبیاء رسلِ کی قبریں ہوں تو ایسا بھی نہیں تھا۔ ایک تو وہ مدینہ اور اُس کے اطراف میں نہیں بلکہ ستمار فلسطین دیغروں میں نہیں یا عراق میں نہیں اور

اس سے تعلق ہے۔ اس یہ ہمارے ایک بڑے محدث شیخ حرم عالیٰ ارجمند حوث کی اپنی بڑی مسوبہ کتاب "دستائل الشیعہ" میں اُسے "تسطیح قبر کے باب میں درج کیا ہے اور محدث نووی نے بھی جو بڑے محدث اہل سنت میں سے ہیں جو مطلب کھاتے ہیں۔ چنانچہ شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

"سنت یہ ہے کہ قبور میں سے زیادہ اونچی زمین اور اُسے کہاں شترکی طرح کا نہ بنایا جائے میکریں ایک بالشت اونچی رکھی جائے اور سبی سٹ فنی اور اُن کے ہم خیال مٹا رکھاں۔"

او قسطلانی نے بھی شرح صحیح بخاری میں اُسے قبور کے سطح بنانے کے دلائل میں درج کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث میں قبور کے برابر کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انہیں زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں مسلط کر دیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ سوتیہ کی لفظ جو سوتیہ سے ہے، اس کے ساتھ اُرکی چیز کا نام یہ ہے تو منہی اُس شے سے برابر کرنے کے بولنے یعنی جب کسی دوسری چیز کا نام نہیں جائے تو اُس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس اپنی جگہ اُس شے کو متبدل اور مسلط بنادیا جاؤ۔ چنانچہ فتویٰ نے مصباح التنبیہ میں لکھا ہے کہ استوی المکان کے معنی یہ ہیں کہ جگہ متبدل و متوازن ہو گئی اور سوتیہ کے معنی میں کہ اُسے متبدل و متوازن بنادیا اسی طرح قارئوں پر ہے۔ اگر وہ معنی ہوتے تو سوتیہ بالا درج کیا جانا ہے تو اس کے پہلو ہو کر سوتیہ بدترپ ہے اور سوتیت بعینہما اور سادیت اوس سوتیہ بد اس سب کے معنی یہ ہیں کہ اس کو اس درس سے کے برابر کر دیا۔ یہاں مرف سوتیہ ہے تو اس کے معنی وہی ہیں کہ جو علماء نے سمجھے ہیں کہ قبر کی نیچے والی اونچائی کو ختم کرنے کے اسے مسلط کر دیا جائے۔ اگر قبر کو زمین کے باہم برابر کرنے کا حکم ہو تو پھر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کی قبر پر تقبیہ کی تغیری بھی اسی دور میں ہوئی جو حضرت امیر کے در حکومت کے قبل کا تھا اور یہ قبیتہ بھی اس کے پہلے اور اس کے بعد برابر قائم رہا۔

اس سب سے ظاہر ہے کہ یہ منہدم کرنے کا حکم اُرکھا تو وہ قطبی کفار اور مشرکین کے قبور سے متعلق تھا اور مقریبین و صاحبین کے قبور میں امتیاز خاصی کا ہے نام مُذمّات نفوذ اہل اسلام میں سے تھا چنانچہ اصحابہ حافظ ابن حجر عسکری محدثین شریعتیں کے حال میں ہی کو خود اُن کا بیان ہے کہ:

"رسنے سعد بن معاذ کی قبر کی تعمیدی سی خاک ستمی میں لے کر سوچی تو

اس میں سے مشکل کی خوشی محسوس کی۔ اب جبکہ وہ حکم انہدام دھویر تک اس حدیث کے معنی بھی ہوں کفار اور مشرکین کے قبور سے متعلق تھا تو اس سے انہم دین اور مونین صاحبین کے قبور کے انہدام پر احتدال کرنا بالکل غلط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "جو قبر اونچی دلکھد اُسے برابر کر دو" اس کے معنی یہ ہے کہ کن خود قبر اونچی ہو جیسے عصا بیوں کی قبری ہوتی ہیں یا خود سماں اور کے ایک طبقے میں کوہاں شترکی طرح اور اٹھی ہوئی قبری بنائی جاتی ہیں تو ان قبوروں کو اپر سے منہدم کر کے برابر کر دینے کا حکم ہو لیتا اس حکم کی زادگی قبور پر نہیں پڑتی جو مسلط بنادی گئی ہوں ہیں ان کے گرد عمارت بنادی گئی ہو رہا تھا کی تغیری کی لگی ہو جس کہ انہم دین اور صاحبین و مقریبین کے قبور ہوتے ہیں۔ حدیث کا قلندر اُن قبور سے نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خود قبور کی ساخت میں اختلاف ہے۔ اہل سنت کی اکثریت کوہاں شترکی طرح اونچی بناتی ہے لیکن فقہ امامیہ میں جس کی بناء امراضی بست کے نتیجات پر قائم کر جانے جد بزرگوار حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیوچائے ہوئے شرع الہی کے احکام سے زیادہ واقف نہ ہے اور پیغمبر فرشت فتحی میں قبر کو سطح بنانا چاہیے۔ بر حدیث

سجدہ کرتے ہیں۔

اور حافظ سیوطی نے اپنی کتاب "ذہر الفوی" میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:  
 "جب ان میں کوئی نیک آدمی متراخاتوں کی قبر پر سجدہ نہ کرے تو"  
 سفداوی نے لکھا ہے کہ:

”چونکہ سیور و نصارے اپنے پیغمبروں کی قبروں کا مسجدہ کرتے تھے اور انہیں  
فبل بناء کر ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑتے تھے اور انہیں بُت سنایا تھا  
اس یہے اُن پراعت کی گئی اور مسلمانوں کو روکا گیا کہ وہ ایسا نہ کریں لیکن اگر  
کوئی شخص کسی نیا کام کی قبر کے پاس مسجد بنائے صرف حصول برکت  
کرے اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھے تو وہ اُن ہیں داخل نہ ہوگا۔  
علامہ مسندہ نقی مرتفعی حاشیہ سنن نسافی میں لکھتے ہیں کہ:

”حضرتؐ کا مقصود یہ تھا کہ اپنی امت کو ذرا میں اُس سے جو سبود و نصانی  
نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کے ساتھ کی تھا کہ اپنی مساجد بنائیں یا تو اس  
طریقہ کو اپنی کو مساجد کرنے لگے یا اپنی قبلہ بنائیں کہ خازد غیروں اُپنی کی  
طرف پڑھ کر نئے لکھ بین اگرچہ افہم فخر ہی مختضوں قبر کے نئے مسجد بنائے  
تو وہ منوع ہنسے ہے۔“

پہلے اسی کتاب میں قبر پر صحابہ کی تغیر کے شواہد درج ہو چکے ہیں جیسے اصحاب کہف پر صحابہ کی تغیر اور ناطقہ سنت اسد کی قبر پر صحابہ کا جناب محمد خفیہ کے سامنے وحید اور دوسرا صدی میں جناب حمزہ کی قبر پر صحابہ موجود ہونا اور یہاں مزید اضافہ اس پر ہے کہ ”کنوت الحقائق منادی“ میں فتحی کی روایت ہے کہ ”صحابہ خفیہ میں مشترکی دفن ہیں۔“

اور ایک تقاریر پر اس کی روایت طبرانی سے ہے۔ اس سے ابن قتیمؓ کے اس ذخونے کی رو

عثمان بن عفرون کی قبر کو زمین سے ذرا اونچی کیوں رکھا جس کی صراحت حدیث میں موجود ہے اور ایک حدیث ابھی آئے فی جس میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بخواہ کو خبر سے نگھیر لگائے بیٹھا ہے اور تکید لگانا ممکن بی نہیں جب تک کہ قبر زمین سے کچھ نہ کچھ اونچی نہ ہو۔

اس بیت کے شے سے متعلق ایک چیز ہے قبر پر سید کرنا جس کی معافت بھی کچھ  
دہلی افراد کی زبانی لوٹنے زد ہوئی ہے حالانکہ اس کا بھی وقوع اُسی دوسری جو خیر القرون  
حکما نظر آیا ہے۔ چنانچہ اصحاب اہم حافظ این مجرم شغلہ بن ماں کی روایت ہے کہ:

" حکم بن ابیالنماں کی دور خلافت عثمان میں مرد ہرگئی اور اگر میں وہ شدت سے بچتا تو قسر را اک خیر نفس کیا۔ کچھ لبرگوں نے اس پر

مپر می گوئی کہ نا شروع کی توجہ بخان نے بھاکر عر کے زمانے میں  
زیرب بنت عبس کی قبر پر خیر لکھا اگلی تو اس وقت کسی نے اعزام فتحیں  
کیا۔

حکم کی موت سے ۳۳ دن میں ہوئی تھی۔  
اس کے علاوہ تفسیر روح المعاشری میں ہے کہ جانب تحویل صنفیہ نے جانبین جاگر کی تبریز خسیر نگوایا اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب حسن بن حسن کی وفات ہوئی تو ان کی زوجہ بکرہ افاطرمنت، حسین نے ان کی قبر پر خود نفس کیا اور وہاں ایک سال قامر کا۔

یہ کہنا کہ "قبوں کو مسجد بنانا اور ان میں نمازِ یتھی منوع ہے" اس کا مستند شاید رسول خدا تعالیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہو کہ اللہ سبود اور فضار میں پر لعنت کر کے اخنوں نے اپنے اہلی کی قبوں کو مسجد بنایا مگر اس حدیث کا صحیح مطلب وہ ہے کہ محدث عاصم فتنی نے مجمع العاجزین نکھائے کہ:

وہ لوگ ان قبروں کو قلعہ بنایا کہ ان کی طرف سہنماز میں بتوں کے

قالیں۔ وہاں کو جو نقطہ نظر ہے اُسی کے خلاف اہل بیت کلام اور صحابہ کا عمل موجود ہے جن پر غزالی نے احیاء اللہ اولہ می امام حفظ صادق علیہ السلام کی روایت لکھی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جناب حضرت کی قبر کو زیارت کر جاتی تھیں اور وہاں مناز پڑھتی تھیں اور روتی تھیں۔ اس کے علاوہ جنگل میں جناب اسماعیل اور ماجرہ کی قبر میں کے ہوتے ہوئے، وہاں نماز کی فضیلت وارد ہوئی ہے اور ابن اثیر نے نہایہ مس لکھا ہے کہ:

”مُقْرُونُونَ مِنْ نَمَاءَ مَا فَتَتْ أَسْبَيَهُ جُوْكَبَسْتَ كَهْ دِهْلَنْ کِيْ فَاكَسْ مِنْ بَشَرَنْ كَهْ جَمَرَنْ سَعْجَلَنْ بَحْرَنْ طَوْبَنْ مِنْ جَرْنَيْ بَوْتَنْ هِنْ۔ وَرَنْ آگَرَسْ پَاكَ صَافَ جَنْدَ نَمَاءَ پَرْسَهُ تُوكَرَنْ جَرْجَنْ هِنْ۔“

ایسا ہی محدث فتنی نے جمیع التجار میں لکھا ہے اور اتنا اضافہ کیا ہے کہ:

”... مَا فَتَتْ خَصْوَنْ هِنْ هِنْ أَنْ قَبَرَوْنَ بَيْ جَوْكَبَسْ بَوْسِ هِنْ...“

اس کے علاوہ قبروں کے پاس نماز کی مانافت میں اگر اس حدیث سے استدلال کیا جائے کہ قبروں کو مسجد نہیں بنانا چاہیے تو اس کے مفہوم پر کافی بحث ہو چکی ہے اور اس کا ثبوت این جان کی صحیح سے بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے مانافت فرمائی ہے اور امام احمد بن حنبل نے پیغمبر نما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قبروں پر نیکو نہیں اور قبروں کی طرف نماز پڑھو۔

اس کے بعد ان احادیث کے مفہوم میں شک و شبہ باقی ہیں رہتا دریں کب اعمال افراد کی قبروں کے پاس نماز حصول برکت کے لیے بار اسلف صاحبین میں جاری ساری رہی جس کی تقویت اس حکم فرمائی سے ہوتی ہے کہ

”ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنی نماز کا محل بناؤ۔“

ہو جاتی ہے کہ دین اسلام میں مسجد اور قبر کیجا ہنس ہو سکتے بلکہ جو یہ میں ہو اُسے روک دیا جائے اور پسے دلے کو باقی رکھا جائے اور سب سے بڑی شال و دوپٹ کے یک جاہو نے کی مسجد الحرام کے اندر جو اسٹینلیں میں جناب اسماعیل اور ماجرہ کی قبر کا وجود ہے۔

ایک اور صحنی اس حدیث کے پہلو اور لفشار کی نے اپنے انبیاء کے قبور کو نسبتاً بنایا، وہ اس جو امام سخاری نے سمجھے ہیں۔ وہ یہ بیس کہ یہود اور لفشار کی نے اپنے انبیاء کے قبور کو کھروڑ دیا اور ان کی جگہ پر سجدیں بناریں تو رسول ﷺ نے ان پر لعنت کی ہے پیغمبر دن کی تورین کی وجہ سے چنانچہ انہوں نے اپنی صحیح میں عنوان قائم کیا ہے کہ مشترکین جاہلیت کی قبروں کو کھروڑ دیا اور جان کی جگہ پر سجدیں بناری جائیں اس کے ثبوت میں انہوں نے یہ حدیث درج کی ہے کہ رسول نبی ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور لفشار کی پر لعنت کی اس بات پر کہ انہوں نے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا۔ صاحب فتح الباری نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ:

”اس حدیث سے کفار کے قبور کو مسجد بنانے پر استدلال اس بنا پر ہے کہ رسول ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی جنہوں نے انبیاء کے قبور کو مسجد بنایا اور انبیاء کے ساتھ اس مکار میں ان کے تابعین شریک ایسی جو مساجد عاصیوں ہیں بیکن دوسرا رُنگ ایعنی مشترکین ان کے قبرستانوں کو کھروڑ کر مسجد بنایا جا سکتی ہے۔“

حدیث کا مفہوم جو تزویہ و ملی نقطہ نظر کے باکمل نتائج ہے اس لیے انبیاء کے قبرستانوں کو کھروڑ کر مسجد بنانے پر لعنت جب انبیاء کی تورین کی بناء پر ہو یا بت تو مجذوجہ بنائے ہوئے جاؤ جو جنکہ بطور علم و ضاد ان کے قبروں کا کوونا جو فینیا ان کی تورین ہے کیونکہ مورد لعنت نہ ہو گا؟

مقبدوں میں نماز اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ تمہاری ملکہ کرابت کے

یہ کہنا کہ چراغ جلانا قبروں پر ممنوع ہے این عبادت کی روایت کی بنیاد پر کہ رسول صدیق اور کلم نے نعمت کی قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور افسوس سجدہ نامے والوں اور چراغ جلانے والوں پر اس کے متعلق وضی ہے کہ چراغ جلانا اگر بغیر کسی صحیح عقد کے ہو تو اس کی مانعت بوسکتی ہے۔ لیکن اگر وہ زائرین کی ہمولیت اور تلاوت قرآن کرنے والوں اور عیار و زیارات پڑھنے والوں کے لیے ہے تو وہ اعانت علی اکابر ہے۔ ان پر ہرگز رسول صدیق اور علیہ وآلہ وسلم کی نعمت متوجه نہیں ہو سکتی اور زیارت قبر والی مانعت کے متعلق تخفف، الباری اور ارشاد الباری دغیرہ ہی ہے کہ وہ بعد میں شوخ ہو گئی اور قبور کے سجدہ نامے کے مفہوم پہنچ ہے ہو گئی ہے۔ مشیح اور دعا کے بادشاہی شوہد ہمیں پڑا کچھ ہیں۔ فرمی براں یہ ہے کہ ابن تیمیہ نے "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ ابوکبر افریم نے وفات کی بے کہ

"میں نے احمد بن حنبل سے قبر رسول کے ساتھ مشیح کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا بھیج کر اس کے متعلق کوئی علم نہیں۔ پھر بنیبر کے لیے دریافت کی۔ انھوں نے کہا اس کے لیے روایت آئی ہے کہ عبد اللہ بن عمر بنیبر سے مشیح کرتے تھے اور سید بن سائب کا مل جائی بیان پڑا ہے" ۹

اس سے ظاہر ہے کہ امام احمد بن حنبل نے بھی قبر رسول کے لیے یہ جو رات نہیں کی کہ اس سے مشیح کو حرام قرار دی۔ بیس اپنی ہل علی کا افکار کیا حالانکہ سچھ کھجور سکتا ہے کہ جب بنیبر سے مشیح کا شاہزادی تو قبر رسول اور نبیر سے زیادہ قابل احتراام ہے اور قبر کے بارے میں جو ان کا قول بیان کیا گیا ہے کہ مجھے اس کے متعلق علم نہیں ہے، یہ بھی براں راوی کا ہو ہے یا یہ کہ یہ سچھ فابی افتادہ تھا، اس لیے امام احمد نے اس سے کھل کر گفتگو نہیں کی۔ اس لیے کہ جیسا علامہ سید حسن صدر طاہ ثراہ نے اپنے رسائل میں نقش کی ہے امام حنبل کے بیٹے عبد اللہ بن احمد نے جن کا قول ظاہر ہے کہ اپنے والد کے بارے میں

اور عبد اللہ بن عمر حضرت پیر برقہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نار کی حسکو کرتے تھے اور وہاں نمازی پڑھتے تھے اور ابن تیمیہ بنی بنی نے "صراط مستقیم" میں لکھا ہے جیسا کہ "اور ایقان فعادہ" میں نقش ہوا ہے کہ سندی خوارزمی کا بیان ہے کہ

"تم نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کی کہ کوئی شخص ان بتیرک مقامات پر جو بنے ہوئے میں جائے، اس بارہ میں اس کی فرمائی ہیں؟ انھوں نے کہا ان ام مکتوم کی حدیث ہے، انھوں نے پیر برقہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کی کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھا کریں کہ وہ ایک مرکز نماز کا ہو جائے اور ابن عمر کا عمل کرو، پیر برقہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھہرے کے مقامات پر جا کر نماز پڑھتے تھے، ان دونوں روانیوں کی بنا پر ان بتیرک مقامات پر بھی جا کر نماز پڑھتے ہیں کوئی مضاائقہ نہیں ہے مگر لوگوں نے اس میں افراد سے بہت کام لیا ہے اور اس میں بہت زیادتی کر دی ہے" ۱۰

اسی طرح احمد بن قاسم نے اُن سے نقش کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا ان مقامات بتیرک پر جانے کے متعلق جو مدد بر طبقہ ہیں ہیں تو انھوں نے کہا کہ

"ابن مکتوم کی حدیث اور عبد اللہ بن عمر کے عمل کی بنا پر جو وہ رسول اللہ علی علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے مقامات پر نمازیں پڑھتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی اجازت ہے" ۱۱

کتاب "الاعلام لا خلام بیت اللہ الحرام" میں جناب خدیجہؓ کے مکان کا ذکر کرنے کے بعد بھائی کہ اُسے عقیل بن ابی طالب نے لے لیا۔ پھر ان سے صادر یہ بن ابی عفیان نے خرید اور اُسے مسجد بن دیبا کا اس میں نماز پڑھی جائے۔

معلوم ہوا کہ انسیار اور صاحبوں کے روضوں پر نماز پڑھنا ارش غاجائز ہے اور اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ سیرت اسلاف صاحبوں میں کے اسی ان کا پرہدیتی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازے میں صحیح الفقید و علماء میں جیسے علی بن  
برہان الدین شفیعی "اذان العینون" اور حافظ جلال الدین سیوطی "خطبناہیں کہہنا  
میں صراحت نہ کھٹکتے ہیں کہ:

"قبو رسول کی سرزین اچھا تمام تعلقات ارضیاں بند کر کبھی کی زمین  
میں بھی افضل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آسان کے عجیب ہر مقام میاں بند کر دی  
سے بھی افضل ہے" ।

اور تو سل کی بحث میں قائمی عیاض کی روایت اچھی ہے کہ منصور رضا علی نے امام رائد سے  
پوچھا کہ میں قبلہ رخ دھاماں گھون کہ قبر رسول کی طرف رخ کر کے؟ تو ہمتوں نے کہا لازم  
اپنے چہروں آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کبھی ہوتی  
حالانکہ وہ آپ کا بھی وسیدہ ہیں اور آپ کے باپ حضرت آدم کا بھی  
وسیدہ ہیں" ।

اور علامہ محقق کمال بن ہمام نے صراحت کہا ہے کہ:  
"قبو شریف کی طرف رخ کرنا قبلہ کی طرف رخ کرنے سے افضل ہے" ।

اور علامہ بن حجر سکتے "جوہر منظم" میں اس پر یہ دلیل قائم کہ ہے کہ ہم بستغت ہی  
اس امر پر کہ:

"حضرت اپنے قبر میں زمینہ بس اور حضرت اگر ہماری آنکھوں نے سماتے اندھا  
بیٹھے ہوتے تو اپنے کے پاس علاقات کے لیے آئے والا لاندا آپ کی طرف رخ  
اور قبلہ کی طرف پشت کر کر اپنے ہی حضرت کی قبر کی زیارت کے وقت  
ہونا چاہیے" ।

طوف اور سباحت اور پوسہ بنتے کے لیے جو کچھ کہا گیا ہے اس پر بحث پڑھائی ہے اور عبید اللہ  
بن احمد بن حنبل کی زبانی خود امام احمد بن حنبل جن کی طرف این عبید اور تمام بندی حضرات

زیادہ سمجھتے ہیں، "کتاب العقل والشوالات" میں لکھا ہے کہ:  
"میں نے اپنے والدے اس شخص کے متلوں پر چھا جو نمبر رسول کو تبرکات ہوئے  
اور اس کا بوسہ ملے اور ایسا ہی قبر مبارک کے ساتھ کرتے اس ایسیں  
کو اسے ثواب ملے گا، انھوں نے فرمایا کہ کوئی حرق نہیں ہے" ।

نیز ابن قیمہ نے عجیب بن سعید کی روایت درج کی ہے کہ جب وہ عراق کی طرف جانے  
لئے تربنبر رسول کی طرف آئے اور اُنے ہاتھ سے چھوڑا اور دعا کی۔ اور امام ہادی کے  
نفل ہوا ہے کہ وہ نمبر رسول سے برکت جاتی کرتے تھے اور سبیکی نے کہا ہے کہ قبر رسول سے  
ترخ سے ہافت پر کوئی اجماع نہیں ہے۔ اور اس روایت سے استفادہ کیا ہے کہ رسول نے  
ملک نے دیکھا کہ یہ شخص قبر رسول سے پشاہیوں سے تواریخ اور ایسی کی گردان پیڑی اور کہا کہ  
یہ قسم کیا کر رہے تھے؟ اُس نے کہا کہ میں بھروسوں اور ایشوں کی طرف نہیں آیا ہوں۔ میں رسول  
کی خدمت میں آیا ہوں اور یہ شخص جناب ابو الیوب الصفاری تھے اور ایسا ہی جمال سو آن  
رسول کے سخن آیا ہے کہ ہمتوں نے اپنا سخن قبر رسول کی سی سے ملا اور یہ عمل صدر اسلام  
سے برابر مسلمانوں میں رائج رہا۔

ذبح اور نذر بے شک اگر فدا کا نام لے کر نہ ہو اور فضد قربت الہی سے نہ ہو تو ہم بھی  
اُس ذبح کو حلال نہیں سمجھیں گے۔ اور نہ نذر کو درست سمجھیں گے لیکن اگر اللہ کا نام لے کر  
کسی روشنے کے زاروں پر تعمیر کرنے کے لیے ذبک کرے تو اس میں کوئی خرافی معلوم نہیں  
ہوتی اور اسی طرح اگر اللہ سے نذر کرے اُس روشنے کے زاروں کی کچھ خدمت کے متعلق  
تو وہ کسی بھی حرام ہونے کی کوئی وہی نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ دعا کے وقت روشنہ رسول کی طرف رخ کرنے کو دوکنابنیت اور  
تمام سخنوں میں سب سے افضل سمت قید ہے، وہ پنجم عذا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے  
سے نادائی فضیلت، راشم اپنی کا نیچے ہے۔

چھٹا باب

## پچھٹ احادیث اور اخبار جو اہل نجد کے بارے میں ہیں

مخدوم کے صحیح بخاری میں حضرت پیر خدا صنی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وارد ہجہ کہ

"حضرت نبیر کے پہلوں کھڑے ہوئے اور فرمایا ادھر سے فتنہ ہوا گا جہاں  
کے شیخان کا سیاگ برآمد ہو گا" ।  
یافرا یا کر "سوارچ کی شعائی برآمد ہوتی ہے" ॥

دوسری لفظوں میں تو بالکل صاف ہے کہ حضرت کا اشارہ مدرسی طرف ہتا ہاں  
پہلی صورت میں الفاظ حدیث کے سہم ہیں۔ تپ نہیں چلت کہ حضرت کا اشارہ کس طرف تھا؟  
مگر وہی کی تشریح دوسری صورت سے ہو جاتی ہے جو عبد اللہ بن عمر سے ہے کہ انہوں نے  
رسوی مسجد میں علیہ الرحمہ وسلم کو سنا جیکہ آپ مشرق کی طرف رفت کیونے ہوتے تھے کہ آپ خرابت  
تھے مسلم ہونا چاہیے کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور محدث شیخان کا سیناگ ہے۔ اس سے پہلی گلی کا کہ  
حضرت کا اشارہ مشرق کی طرف تھا اور یہ سب کو معلوم ہو کر مدینے سے مشرق کی طرف سفر میں نجد ہے۔  
دوسری حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ :

"بری کی سختی اور بے دنائلی مشرق میں ہے اور ایمان اہل مجاز

میں ہے" ॥

اور ان کے مقصد ایمان این تحریکیہ اور ان قیمت سب کا اختاب ہے، ان کا ارشاد آجکا  
ہے کہ قبر رسول کا بوسہ نہیں میں کوئی حرج نہیں ہے اور ہمارے کہوتے کے بعد قبر کا بوسہ لینا  
ویسا ہی ہے جیسے زندگی میں متحول یا پیروں کا بوسہ لینا کیونکہ عمار در بول کا ایسا بھائی ہے اور  
وہ قوت دا حرام ہے۔ اکتوبر اپر اور میں عبد اللہ بن عمر کی زبانی ہے کہ ہم لوگ رسول  
کے پاس گئے اور اپ کے ماتھوں کا بوسہ لیا اور اتم ایمان میں وازع بن زارع کی روایت  
ہے اپنے دادا زارع سے جو قبلہ عبد القیض کے دفتر میں آئے تھے کہ جب ہم ہمچنے تو اپنے  
مرکبوں سے جلدی جلدی اتر کے رسول کے ماتھوں اور پیروں کے بوسے لے رہے تھے۔ اس کے  
خلافہ تقطیم رسول کے مسلسلے میں بوسہ لینے کے دو سرب شوہد میں ہیں آجھے ہیں۔

اب سجاد اللہ

علمائے مدینہ کی طرف منسوب شدہ فتویٰ کے تمام اجزاء کے پڑھنے اور لکھنے ہیں اور  
ثابت ہو گیا ہے کہ قبور پر قبرل کی تعمیر اور ان کے تقطیم و توقیر کے حرام یا شرک ہونے کی کوئی رہ  
نہیں ہے بلکہ سیرت رسول، سیرت صحابہ و تابعین اور تمام مصلحتوں کے علی دل آندر سے جو  
شروع سے اب تک رہا، جو ان عمارتوں کو نہدم کرے یا اس انہدام کا حامی ہو گا وہ مطلقاً  
اہل نسبت خارج از حادثت ہونے کی وجہ سے فاراج از دین ہے۔

قرن الشیطان اور قرن الشیطان یعنی "شیطان کا سینگ" اور "شیطان کے دلوں سینگ" ہے اس کے منی ہیں اُس کا گردہ اور اس کی رائے کے پردہ یا اس کی طاقت اور اس کا غلبہ و سلطنت۔ گریا اہل بحث شیطان کے تھیاروں کی حیثیت رکھتے ہیں کہ انہی کے ذریعے سے وہ خلائق اور جنت ہے اور اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔

پھر ایک حدیث پیر فضل اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ:

"ایمان مدینے کی طرف پناہ میتا ہے"

اسے ابن اثیر حمزی کا نہایہ ہے وہ کہا گیا ہے اور حضرت کا یہ بھی اشارہ ہے کہ:

"شیطان نا ایسہ ہو چکا ہے کہ اب جزیرہ الارض میں اُس کی عبادت نہیں ہوگی"

جس سے کہے اور مدینے کا مراد جونا تمیقین کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ابن اثیر نہایہ میں امام مالک کا قول درج کیا ہے کہ یہاں "جزیرۃ العرب" سے خود مدریت مخواہ مراد ہے تو اس کے بعد کتنا تھب فیزی رقصہ ہے کہ جس سرزین کو رسول خدا ملی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کا مرکز کہا ہوا، وہاں کے لوگ دعوے دار ہوئے دار ہوئے کہ موسیٰ بن جعفر میں ہیں اور سچے مسلمان اور جو شہروں کیلئے فرمایا ہو کر وہ ایمان کا مرکز ہیں اور وہیں شیطان کی پیروی اب ہیں ہو سکتی، اُپس سمجھا جائے کہ وہ سب کا فروشنک ہی۔

حیرت ائمہ سخن پروری کا کرشمہ یہ ہے کہ بخوبی حضرات آیات قرآن اور بعض احادیث کی تاویل سے جو مقول وجوہ پڑھی سختی ہو، شرک سائنس انجام کر رکھتے ہیں اور اُپس اس پر اصرار ہے کہ الفاظ کو ان کے ظاہری معنوں پر محکول کر رکھا ہے میکن جب یہ عذیز اُپس کی جانب ہیں تو وہ انتہائی دور دلائل پر کام لے کر دھانڈھل کر کے بتاتے ہیں کہ اسے سرزین بند مراد نہیں بلکہ سرزین عراق مراد ہے۔ اس پر کہ وہ مجاز سے اُپس پر دلائل ہے لیکن دلت اور حجز افسوس اور اشعار عرب سب پر نظر کرنی ہے: بات بید از حقیقت معلوم ہوتی ہے

حضرت نے ان حدیثوں میں صاف تباہ کار اہل حجاز نسبتہ صاحب ایمان ہوتے ہیں اور سچد کے لگ سخت دل اور بے رحم ہوتے ہیں مگر ان وہیوں نے اس حکم لگایا ہے کہ بخوبی صرف صاحبان ایمان ہیں اور اہل حجاز اور تمام زمین کے مسلمان کا فروشنک ہیں۔ پھر اُرکسی کوشک رہے اسی کی کوشک سے مرا وجد ہے بکھر خال کرتا ہو کر کوئی اور طلب مزاد ہے تو ایک اور حدیث یہ ہے جو مجمع بخاری میں ہے اس اجلان کو بالکل دور کر دیا گیا ہے۔

یہ اس عمرگی روایت ہے کہ:

"حضرت پیر فضل اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے درود گوارا! ہمارے شام میں برکت عطا فرا اور ہمارے میں میں برکت عطا فرا، تو گوئے نے کہا یہ بھی فرا مجھے کہ ہمارے شام میں برکت عطا فرا اور ہمارے میں میں برکت عطا فرا، تو گوئے نے کہا یہ اصل اُن اللہ اور ہمارے بخوبی ہی، راوی کا بیان ہے کہ مجھے خال ہے کہ تیری مرتبہ حضرت نے جواب دیا کہ وہاں تو زلزلے ہیں اور قشہ اور وہاں سے شیطان کا سینگ بڑا نہ ہو گا"

اس حدیث سے جہاں پر ثابت ہوتا ہے کہ سرزین بحث شیطان کے نئے کام کر رکھے ہوں اس پر صاف فہرست کے کروہ خدا رسولؐ کو ناپسند ہے۔ اس پر کہ رسول خدا ملی اللہ علیہ وسلم پر ستمے باوجود اصرار اُسے اپنی دعائے خیری شرک نہیں کیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت خدا اس سرزین سے بھیش کے لیے دور ہے۔ یہ حدیث کہ اہل مت میں بھی ہے جس کو حوالہ آپ کے ساتھ کیا اور ہمارے علماء میں سے علامہ نوری نے بھی مستدرک الوسائل میں اُسے ذکر کیا ہے۔

ان احادیث میں قرن الشیطان کی نفظ ہے جس کے لفظی معنی تو وہی ہوئے جو ہم نے ترجیح میں لکھے ہیں یعنی "شیطان کا سینگ" یہ اس کے لیے "قاوس" میں ہو کر

پائے تخت شہر ریاض ہے جس کی مردم شماری تیس ہزار کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخوبی سرزین دہی ہے جو دہیوں کا مرکز ہے اور یہ حجاز کے مشرق میں ہے جس کے بعد ان احادیث کے مطلب پر کوئی پردہ نہیں رہتا۔

من جدو ان احادیث کے ایک دہ ہے جسے احمد بن زین و مسلم نے "خلافۃ الکلام"

میں درج کیا ہے کہ:

"حضرت پیر خدا ملی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جس سے یہ شیطان ظاہر ہو گا جس کے فتنے سے جزیرہ العرب میں ہنکڑ پڑھاتے گا۔"

ایک اور حدیث اخیر ہے: درج کی ہے کہ:

"شرق کی طرف سے بخیں گے ایسے جو قرآن اس صورت سے پڑھیں گے کہ وہ ان کے گھون کے آج نہیں بڑھے گا۔ وہ دین سے اس طرف نکل جائیں گے جسے تیر کی ان سے نکلتا ہے۔ وہ دین میں پھر وہ اپس نہیں آیں گے جب تک کہ تیر کی ان میں وہ پس نہیں آتا۔ ان کی خاص علامت سر کا منڈل ہر کو ہوتا ہے۔"

ادرا یہی مضمون کی دوسری روشنیں بھی ہیں۔

خلافۃ الکلام میں ان تمام روایتوں کے نقل کرنے کے بعد تھا ہے کہ یہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ان کی خاص علامت سر کا گھونا ہے۔ یہ صراحت اُس جماعت کو خواہ برکتی ہے جو مشرق سے ملکی اور وہ نہیں کہ عبید الہوابات کی پرورد ہے۔ اور ابن عبد الہواب کی تائید بھی کہ وہ سر کروں طرح گھوڑا اس کے ذرا سانشان بھی یاں کا نہ رہ جائے اور کوئی آجاتا تو اسے اللہ کر جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ جب تک کہ اُس کا سر مند نہ جائے اور آن پاہنچی اس کی اس جماعت سے پہنچنے کی بھی گزدہ میں وہ بھی نہیں گئی اور عبید الرحمن مفتی زمیک کا قول تھا کہ ابن عبد الہواب کی روایت کسی کتب کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بس دھست کا ہے۔

اور یہ چنابت کو تحد کی لفظ جب بحاسی قید کے بولی جائے تو اُس سے بھی سرزین مراد ہوتی ہے جو حجاز نے پاس اُس سے اُوچی ہے، اس میں تحد کھلائی ہے۔ اور اس کے مقابل میں تباہا ہے اس لیے کہ وہ اُس سے بچنے ہے اور اسے عنصر بھی کہتے ہیں، جو مقابل تحد ہوتا ہے۔

فیروز ابادی قاموس میں تحد کے معنی اور اُس کے حدود لکھتے ہیں کہ اُس کے "اگر تہامہ اور میان ہے اور اُس کے ادھر ادھر عراق اور شام ہے، اور حجاز کی طرف سے وہ ذات وقع سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو ہری نے صحاح میں لکھا ہے کہ تحد عرب کے شہروں میں سے ہے اور وہ خوارکے مقابل ہے اور خوار سے مراد تھا سر جہنم ہے اور تہامہ سے عراق تک نیچے میں جتنا اونچا حصہ ہے، وہ تحد ہے۔ اور فیضی نے "مساریج المیز" میں لفظ تحد کی تشریف میں لکھا ہے کہ تحد مشہد ملک ہے سرزین عرب میں سے عراق سے ملا ہوا اور وہ حجاز کا جزو نہیں ہے۔ اگرچہ حجاز العرب میں داخل ہے۔ تہذیب میں بے کہ جو خندق کے سے عراق کی سرحد پر کھدوں ایسی تھی، اُس خندق کے آگے جتنا حصہ ہے، وہ تحد ہے جہاں تک کہ حرثہ کی طرف مرو۔ جب اس طرف مرو ہاڑ تو حجاز میں داخل ہو گئے۔

اور محمد شکری اکوی نے تاریخ تحد میں نقشبندی دشی قول تحد کی حدیبیہ میں درج کیے ہیں جو سب کے شاہ ہیں کہ سرزین عراق تحد سے خارج ہے۔ شرکت عرب نے بھی تحد کی لفظ سے اسی سرزین کو مراد لیا ہے، اور کہ سرزین عراق کو بلکہ عراق کا نام تحد کے مقابلے میں لیا ہے۔ وہ اشعار ہم نے اپنی عربی کتاب میں درج کیے ہیں۔ اس اردو کتاب میں اُن کے نقل کرنے سے کوئی خامدہ نہیں ہے۔

"قاموس الامحکمة والبقاع" میں ہے کہ تحد کے شہر، حجاز کے مشرق میں واقع ہیں اور ان کے دو حصے ہیں: تحد حجاز اور تحد هارض اور اس سرزین سے فرامط نے خروج کیا اور سبکر کذب وہی سے انخا اور دہلی لوگ وہی سے برآمد ہوئے اور ان کا

وہ مسلمانوں کو قتل کریں اور بُت پرستوں کو چھوڑے رہیں گے۔ میں آگر ان کو پاؤں تو قتل کروں اس طرح جیسے قبیلہ عاد کے کسی آدمی کو قتل ہونا چاہیے ہے۔

دوسری روایت ہی ہے کہ کسی نے پوچھا کہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: "آن کی علامت سرکامندوانہ ہے۔ اس کے لیے "حقیق" کی لفظ فرمائی یا "نتیجہ" کی توجیب اتفاق دیکھنا، خواب مرگ کا مژہ دیکھانا۔" تھا یا "میں اس حدیث کے بعض اجزاء کے حل نہات میں لکھا ہے کہ: "ضھنپھنی" کے معنی "ہمسنس" کے ہیں اور "تحمیدا" آن ہیں عام ہو گئی۔ تھی روایت ہی ہے کہ شخص ذرا خوبصورہ تھیں تھا۔

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہیں:-

ایک یہ کہ جندولے ایسے خالی صحن اسلام میں سخے کر ان میں سے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوں ان کے لیے اس طرح نایف قلب کی ضرورت ہوتی تھی جیسے ابوسفیان غیرہ کی جو "سرنگتہ العذاب" کہلاتے تھے۔

دوسرے ابوالخیصہ تھی کہ یہ یہ فرمایا کہ اس کی ہمسنس سے ایسے بُگ ہوں جو اور ابن عبد الہ اور اب کا مشی ہونا پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ شایستہ جو اکابر علامات اسی جماعت میں ویسی ہیں کار رسول صدیق اصل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسرو یا لھا۔ مسلمانوں کا خون بینا، غیر مسلم بت پرستوں کے خلاف کبھی تلوہ نہ اخانا۔ اسرود کا اخشار رکھنا، اسے س اور مشاہدے سے تعقیل رکھتے ہیں۔ ابھی سے آدمی آن اوصاف تو کیوں سکتا ہے جو آنکھے دیکھنے کے نہیں ہیں۔ جیسے قرآن کا لگھے کے نیچے نہ اترنا اور اسلام سے اس طرح خارج ہونا جیسے تیرکمان سے نکلتا ہے۔

ارشاد کافی ہے کہ اس جماعت کی علامت سرکامندانہ ہے۔ اس لیے کہ کسی بدقیقی گروہ سے بھی کبھی اس پر اتنا زور نہیں دیا اور محمد بن عبد الہ موب کی طرف سے اس کی ایسی پابندی مل گئی کہ وہ عورتیں بھی جو اس مذاک کی پرورد ہوں انھیں بھی سرکامندانے کی چاہیت ہوتی تھی۔ مخدومان کے ایک حدیث ہمارے بلند پایہ محدث علامہ حلبیؒ نے بحاجار الماذار کی جلد فتن میں ابوسعید حذریؓ کی روایت سے دعویٰ کی ہے کہ:

"حضرت علیؑ نے جبکہ وہ میں میں سے حضرت نبیر فدا مصل اللہ علیہ کا رسولؐ کے پاس کافی مقدار میں تیسی رہائیں دیکھا تو حضرتؑ نے اُسے چار آدمیوں پر قسم کر دیا۔ افرع ابن حابس اور عینیہ بن بدر فزاری اور علقہ بن علاء حامری اور زید بن خیل طالبی تو قریش اور الففارکہ کو اس پر غصہ آیا اور کبھی لے کر یہ بخدا کے پڑے پڑے آدمیوں کو دیتے ہیں اور ہر ہر چھوڑ دیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ انھیں تو میں تایف قلب کے لیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک شخص آجس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں اور پیٹا کی دلوں طرف کی ہنیاں اپنی تھیں، دار حسی گھنی تھی اور رضاہر سے چھوٹے ہوئے تھے اور سرمنڈا ہوا تھا۔ اس نے حضرتؑ کا نام لے کر پچارا اور ہبہ اللہ سے ذریعے۔ آپؑ نے فرمایا اس اشکی نازر مانی کروں مگا تو اس کی اعلیٰ اعلیٰ کرنے والا کون ہو گا؟ وہ کچھ پر تہم دنیا چنان کے بُگوں کے بارے میں بھروسہ کیے ہوئے ہے اور تم رُوگ بھجوڑ پر دس انسیں رکھتے ہو۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو بیرا خیال ہو خالد بن ولید تھے، حضرتؑ سے اُسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تو آپؑ نے اجازت نہیں دی اور حب و چلا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کی ہمسنس سے ایسا کر دو ہو گا کہ قرآن پر میں مجھے اس طرح کر ان کے گھوں سے نیچے نہیں آتے گا۔ وہ اسلام سے یوں بخل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکلتا ہے۔"

وہا بیوں کا گرتوت انتدا سے دور حاضر تک

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ لوگ نام میں ظاہر ہوئے اور حب سے سائنسے آئے مسلمانوں کی خون ریزی ان کا شعار رہی اور ان کے دس وقت کے حاکم محمد بن مسعود نے محمد بن عاصیہ اور محب سے بعیت اسی پر کی تھی کہ وہ اُس سلسلہ کے مخالفین سے جنگ کرے گا۔ اور ”راہ خدا میں جادو“ کے نام سے ان کے خون بدلے گا۔ تواب ایسی جماعت کا پوچھنا کی جس کے نتھب کی بنیاد ہی مسلمانوں کے خون بھانے پر ہوا توجہ ان کا اقتدار مطبوع طہرنا جائے۔ اپنی اس امر سے کوئی چیز مانند نہیں بر سکتی تھی۔ اس لیے جتنی جتنی ان کے اقدار مخصوصی پیدا ہوئی، ان کی خونریزی میں اضافہ ہوتی آگی۔ علاوه خون بدلنے کے کتنے ہی ناموسوں نے بے حرمتی پری، کتنی عورتوں کو قید کیا اور اپنیں کینز بنا دیا۔ کئی ہی بچوں کو قتل کیا اور یہ تمام مفہوم مسلمانوں پر پوستے اور اپنے اقتدار کی پوری عمری محسنوں نے فیصلہ آریوں میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے۔

فیر سکر ادیبوں میں سے کسی کا علاج ہیں بھایا۔  
جب بندگ کے جاہلوں میں ان کا سکر مجھ پر اُوان کے خلُم و قسم ہی کا قدم آگے  
ٹڑھا اور سود بن عیہ الفرزین محبوب مسحور کے دود میں کسی مرتبہ عراق پر حملہ کیا۔ چنان پس  
بزرگ مرتبہ سیشیو عالم سید محمد جواد عاملی نے اپنی کتاب "مفہماج الکرامہ" میں  
ضہان اور شغد اور وکالتہ کسی جلد و میں کے آخریں ان مظاہر کا چشم دید تذکرہ کیا ہے

ایسی ہی اور حدیث نکاش سے مل سکتی ہیں جو بالکل بخوبی حضرات پرمنطق ہیں اور بعض حضرت پیغمبر مسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بجزہ بھی بھٹاکا چاہیے۔

*For taareekhiwar Naushas:  
Visit: [www.wirasatali.com](http://www.wirasatali.com)*

## For Hamd, Naat, Soz, Salam, Marsiya and Majlis Videos

Visit: [www.youtube.com/user/mahakavi](http://www.youtube.com/user/mahakavi)  
(Mirza Jamal)

یہاں سے نکلنے پر بھجو کیا اور اس سلسلے میں جنگ بڑی شدت سے جاری رہی۔ یہاں تک کہ بالآخر بخوبی فتح کو شکست ہوئی اور سلطان نوری کا شکر فتحیاب ہوا اور شعبان ۱۴۲۳ھ میں محمد علی پاشا حاکم مصر کا حکم بخوبی مصری فوج کے سالار ابراہیم پاشا کے پاس پہنچا جو دریہ تک پہنچ پہنچتے تھے کہ شہر دعیرہ کو سوار کر دیں چنانچہ مصری فوج نے شیری کے ساتھ اس شہر کو سوار کر دیا اور سُلگ لگا ری اور دہاں کے باشندے سب ادھر اور منستر پرستے۔ لیکن حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خارج کیئے تھے یہی خبر دی تھی کہ کوئی بالکل ختم کیجئی نہیں ہوئی۔ جب ایک شاخ ان کی قطع ہو گئی، تو مصری شہر کو اسے جو جائے گی چنانچہ کچھ تدریج نہ رہنے کے بعد بھر گھونٹ سراخا ہے۔

پھر واقع آئے اور کجا گئے محلی میں شہر کے اندر داخل پوکر نہ رہیں تو نوری کو تشریف کیا اور حرم اقدس کی توبین کی۔ بالکل اس طرح جیسے مسلمان عقبیہ یزیدی افراد کے اندر نے معزک حرثہ کے بعد حرم مدینہ کے اندر کی تھا کہ دہاں بیانیں تو کام انجام دیا گی۔ اس کے علاوہ ضریح اقدس کو اکھاڑا دیا اور جو کچھ حرم اقدس کا خراذ تھا، سب بوث یا بن جنگ پر اشرف یہ دخل نہیں ہو سکے حالانکہ کئی دن تک دہاں ہی صورہ رکھا تھا تفتت کی طرف سے انھیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور بہت سے آدمیوں کے اتفاق ہاں کے بعد وہ نامرا دا پس ہوئے۔

اس کے بعد تھریت بات ایک صد یا کم وہ زیادہ سو نیص اخھا کے۔ یہاں پہنچنے کے شہروں میں تحدود رہے۔ یہاں کہ کہ اب آخریں انگریزوں کی بہوت ایک ہے جسے کا ایس موضع تھا کہ حاکم صلطان بخوبی جماز اور والی حرمیں ہوں گی۔ اعداد گھونٹ نے وہ نظر و تمکن کی اور شعاہزادی کی جس سے اسلام اور سلطان کے دلوں میں گھاؤ دی گئے اس وقت کے بعد العزیز اہل سود نے برسا قدر اکار کر کے تو ٹھانف میں قتل ہائی۔ ترجیحان القرآن ۱۱۰م المفسرن خر الفرقہ عبد اللہ ابن عباس نے تھے کہ سب“ ایجھ

اوہ اسی زمانے میں یہ حرمین شریفین میں داخل ہوئے اور شریف مکہ اور ان میں فتح ۱۴۲۴ھ سے ۱۴۲۵ھ تک مسلم جنگ ہوئی جس میں شریف مکہ کو شکست ہوئی اور انھوں نے حرمین شریفین کو "دار الحکم" قرار دے کر وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور جروری بتوی میں جتنے اموال اور جواہرات لختے بولتے کر افغان افغانی مرضی سے صرف کردا۔ اس کا تعقیلی ذکر تاریخ "بعنایت لاکھر" جربی میں ہے۔ حالانکہ مختلف مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخفف خود وہ بہت کی طرف میدانِ رکنیتی میں اور مسلمانوں کو جس سے دک دیا اور موسم حجت ہے، علان کیا گیا کہے صاحبان ایمان مسکن بنی جس، یہ تو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے سب زائرین۔ یہ تیجہ ہوا کہ ۱۴۲۴ھ سے شام و مصر کے حاجیوں کا آنندہ پر گیا جس کا ذکر خلاۃ النکاحم احمد بن زینی دعلان میں موجود ہے۔

اور ۱۴۲۴ھ میں اس وقت کے ابن حادنے تھے والوں سے گہا کہ جتنے ہیں وہ گردابیے جائیں اور ان بتوں کی ختمگی کی جائے تاکہ سوا اللہ کے کوئی معبود و نر بے چنانچہ دوسرے دلوں وہیں چھاؤ رہے ہوئے اور حرم اور حرم مبتکر آنار اور قبروں کے گرانے کے یہ روایت ہو گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے جنتِ محلی کے قبیلے گرائے جو بزری نہ دیں تھے۔ پھر مولود میغیضاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقام ولادت ابو مکر اور مزار حناب خدیجہؓ کے قبیلے گرائے۔ اور تمام ان مقامات کو سمار کیا جو آثار مقدوسی حیثیت رکھتے تھے۔ اور وہ گرتی وقت جزیں پڑھ رہے تھے اور دھول بھا رہے تھے اور کاگرہ رہے تھے اور ایں قبروں کو گایاں دے رہے تھے اور کمہ رہے تھے کہ یہ سب وہ معبود ایں جو لوگوں نے تراشے ہیں۔ اس سب کا ذکر علام ابن دعلان نے اپنی تاریخ "خلافۃ النکاحم" میں کیا ہے۔

اسی طرح حدیتے کی قبروں کو سنبھال کیا گی سوا اقتضبوی کے اس کے علاوہ ہم قبور مقدوسے اور آنار مبتکر کو حضور مصطفیٰ کے ساتھ جنت البقیع کے مزارات کو سنبھال کیں۔ پر ان کے حنکات برابر عماری رہے، یہاں تک کہ مصر کی فوجیں آئیں اور انھوں نے ان کو

کے تمام قبور کو سمارکیا جن میں از واجح رسولؐ، اقریبؐ سے رسولؐ اور ام حباب رسولؐ کی قبریں تھیں جیسے عثمان بن نظیون حبیبیں خود رسولؐ صد اصلی اللہ طلبیہ دار وسلم نے دفن کیا تھا اور ان کی قبر کے نہایاں کرنے میں اہتمام فرمایا تھا جس کا ذکر اس کتاب میں پہلے بوجاہ بے اور پندرہ صد اصلی اللہ طلبیہ دار وسلم کے والدہ بزرگوار جناب عبد اللہ اللہ اور حضرتؐ کے فرزند جناب ابراہیم اور آپؐ کے چچا عباس بن عبد المطلب اور جچا زار بھائی جناب عقبیل اور محاں عبد الدین بن سعود اور عبد الرحمن بن عوف وغیرہ اور سب سے بڑا کر حضرت خالون جنت جناب فاطر زہر سلام اللہ علیہ کا مزار مبارک جہاں بہت سے علمائے اہل ست جیسے مومن سبلیجی "نور الابصار" میں اور محمد بن مصان "اسراف الراغبین" میں اور ابوالعباس احمد بن يوسف دشیقی "جنبار الدعل" اور "آثار الاول" میں اور علی بن برہان العین شافعی "وشنان العیون" میں اور ابن عبد البر کتاب الاستیعاب" میں اور روسی "صفیف حوت سنتیہ کی قبر ہونے کے قائل ہیں جن کے لیے پندرہ صد اصلی اللہ طلبیہ دار وسلم کی صاف حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے کہ

"جس سے ان کو ازرت ہوئے چنانی اُس نے مجھے ایندا ہوئی"

اور یہ حدیث پہلے آچکھا ہے کہ  
"جو بیدعت ایندا ہوئی ہے، وہ ایسا ہی ہے جسے زندگی میں ایندا ہوئی"

ہوئی

تو اس کے بعد قرآن کی یہ سہیت پڑھنا چاہیے جس کا مضمون یہ ہے کہ  
"جر اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایندا ہوئے چلتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہر دنیا اور آخرت میں اور مکن کے لیے بہت بُرا عذاب ہے"

ان سب کے ملادہ اس سہیت کو منہدم کیا جس میں المکار اہل بیت علیہ السلام  
میں سے چار ہستیاں —————

مکمل معنی ہے، بتہ قیمت اس بُر کو گراہن میں پندرہ صد اصلی اللہ طلبیہ دار وسلم کے بند احمد جناب عبد المطلب کا قابۃ الحادہ آپؐ کے قلم نامدار جناب ابوطالب کا قبۃ اور آپؐ کی زوجت کا تباہہ اہم المؤمنین جناب خدیجہ کا قابۃ اور آپؐ کی مادر گرامی جناب آمنہ بنت وہب کا تباہہ ان سب کو سما کر دیا۔

ان حضرات کے ذاتی و مصالح و مراتب کے علاوہ اس حدیث سے دیکھا جائے کہ میں سے اکثر سر برآورده قبلہ قریش کے افراد تھے جن کے بارے میں خود ان بخوبیوں کے پیشوں الامام احمد بن حنبل کے مسند میں حدیث ہے کہ:

"حضرت رسولؐ صد اصلی اللہ طلبیہ دار وسلم نے فرمایا کہ جس نے ترشیح کی تو میں کی اُس کی خدا توہین کرے گا"

اوہ اس کچھہ شاکن ہیں بُر ملکا کہ قبر کا سمارک رکن صاحب قبر کی توہین ہے۔ اور حضرت پندرہ صلی اللہ طلبیہ دار وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک قبر سے تکید لگائے رہنگا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا صاحب قبر کو اذیت نہ پہونچا اور اسی ای شیبہ نے عبد اللہ بن سعود سے نعل کیا ہے کہ انھوں نے کہا مومن کو اذیت دینا اُس کی موت کے بعد مش اذیت دینے کے لیے اُس کی زندگی میں اور اسی انھوں نے مومن کو ایندا ہوئی چنانی سے محفوظ کی ہے۔ اب ہر شخص اذیت کر سکتا ہے کہ کسی کا ہٹر گر ادا جائے تو زندگی میں اسے اذیت ہو گی وہیں، تو اسی صورت سے قبر پر چھاؤڑے چھائے جائیں تو یقیناً اُس میت کو ایندا ہرگز جس کی وہ قبر ہے اور حسب یہ اصحاب قبر کو ایندا ہوئی چنانی سے قواب قرآن کی یہ آیت پڑھیے کہ  
"جزاکِ مومنین اور مومنات کو بولا جنم و خطف ایندا ہوئی چنانی اُنھوں نے بُر کو  
"نہاد کا برقم اٹھایا"

ظائف اور مکمل مفہوم میں اُن کے یہ افعال مسلمان عالم میں چھپنی پیدا کرنے کے لیے  
لیے گئے کہ قبر میں مسونہ کے تمام ہماروں اور مقدوس کو منہم کی اور جنہیں البیع

”یہاں کے گیفیات کے ساتھ مدد میرہ نورۃ کا لفظ رہنہ صد جا ہے۔ اسکو  
کے سامنے بقیع کا قرضتاد آ جانا ہے۔ سب شاستہ۔ سب بے سایہ، نہ  
حنبہ، نہ فربویش، نہ پھول، نہ کسی دخت کی چھاؤں۔ نہ گھانس کی  
ڈوبیاں۔“

میری عقل حیران ہے کہ جب رسولؐ ہجرے میں آرام فراستھے ہیں جب  
رسولؐ کی آرام گاہ پر گنبد بن سکتا ہے۔ جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ  
ہجرے میں مدفن ہو سکتے ہیں اور ان کو دہاں دفن کرنے والے صحابہؓ وہ ہی یہ  
جنہوں نے رسولؐ کی آنحضرتی تھیں۔ جنہوں نے بعد مکہ مسلمان لانے والے  
سے براہ راست سیکھا۔ ان میں سے کوئی بھی مجرموں کے اندر عذر نہ کے  
پیچے دفن ہونے میں کوئی بُرائی نہیں دیکھتا تو پھر اب مقبروں کو نہ عانے  
اور سمار کرنے کا حق کسی کو کیسے پہنچا جانا ہے؟ کیا یہ قبر شکن محابا  
سے زیادہ دین کو کچھ سکھتے ہے؟ خاک ہر ہن کیا صحابہؓ کرام ان دونوں کو مقابلے  
میں کم دریافت ہے؟ دخواذ بالا ہوت ذلک۔“

باتِ جس میں یہ ہے کہ خیر و شر اور حق و ناجی کا مقابلہ کجھی ختم نہیں ہوتا۔  
مدد اور طائف کی ایذا رسانیاں۔

بدر و احمد کی خڑھائیاں  
ضفیں دکر ڈالے عمر کے

سلدہ در سدہ آج بھی موجود ہیں، محمدؐ اور محمدؐ واللہ کو (علیہم السلام) دینا  
کی آرائش گاہوں میں ہر طرح صبر و شبات کا نورہ دکھانہ ہے۔ حب بھی دکھایا، اب بھی  
دکھارہ ہے۔  
اللہ مدد میتے کے سب گنبد کو سلامت رکھے، اگر اس کا مبنٰ اور صفات دینا۔ جائز ہے

- ۱۔ سبطِ اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام
  - ۲۔ زین العابدین امام علی بن ابی حیان علیہ السلام
  - ۳۔ یاقوت الحمد امام حسن علیہ السلام اور
  - ۴۔ صادق اآل عَصْمَد امام حسن علیہ السلام
- یہ سب حضرات مدفون تھے جن کے مقابر و مقامات معتبر ہیں مدتیں  
بھی موجود ہیں اور یہ قبیہ جس میں ہے حضرات مدفن تھے، تمام مسلمانوں کے نزدیک خالی حرمؓ  
تقدس رکھتا تھا۔ چنانچہ علام راجح پیر مکتب صواتی عرق میں پھنسے ہیں امام حسین علیہ السلام  
کے عالی میں کر۔
- ”آپ بھی اس قبیہ میں دفن ہوئے تو کیا کہنا اس قبیہ کا کتنے بزرگ مرتبہ  
اور متبرک اور شریف ہے؟“
- اور محدث محمد پارسا نجاشی نے ”فصل الخطاب“ میں امام زین العابدین علیہ السلام  
کے عالی میں بخاطر کر

”آپ اس قبیہ میں دفن ہوئے جسیں میں اس سے پہلے رسولؐ کے چچا  
میاس اور خود آپ کے بھی امام حسنؐ دفن ہو چکے تھے۔ اور آپ کے بعد  
اس میں آپ کے فرزند محمد باقرؐ اور پھرؐ دفن ہو کر  
ازکی کہن اس قبیہ کا کتنے بزرگ اور صاحب شرافت یہ قبیہ ہے۔“

ایسے ہی اور علماء کے کلمات بھی ہیں۔

اور اس قبیہ کے انہدام سے مسلمانوں میں شیمودستی مسلمانوں کو کتنا بخچ پہنچی  
اُس کا اندازہ خواجہ سن شافعی نقای کے حب زلیل ماذرات سے ہو سکتا ہے جو جنہوں نے ہاں رہ  
”سمنادی“ تھی، ولی کے دسمبر ۱۹۷۸ء کے شمارے میں ایران و عراق کے زیارت نامے  
میں روضہ امام رضا علیہ السلام کے علاط درج کرنے کے بعد لکھا ہیں:

تو کیا اس دُکھ کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے جو اس سبز گنبد کے مکین کو اپنی لاذری بیٹی فاطمہ اور اپنی  
چیزوں نو سے حسن اور در صرے کئے ہی پساروں کی شکستہ فربوں اور بے سایہ مزاروں پر  
ہوتا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اس دن کی صحیح کسی مسلمان کو نصیب نہ کرے جسی  
دن اُس کے قول و عمل سے رسول کو دُکھ ہو پئے۔

تمام ہڑت

### علی نقی النقی

ر تہران ۱ جمہوری اسلامی ایران

## کتابیات

خلاف دامت

تاریخ نجد

التوجید اللہی ہر حق اللہ علی العبید۔ ابن عبد الوہاب

ہ سلم

بخاری

سنع البلاغہ

جہنمظہم فی زیارتہ تبریزی المکرم      مولانا بن مجریہ

اشرف اوصیل الی فہرست شاہک

عمل المعاقد حاشیہ شرح عقائد۔ مولانا عبد الحکیم فرنگی علی

دودرا کامن۔ جلد اول۔ ابن حجر عسکری

تاریخ ذہبی

مریۃ الجہان یافہ

تاریخ ابو الفداء

خلاحتہ المقال فی شریعت الرجال۔ سید مصطفیٰ نور الدین حسین

وفیں الحسون۔ علی بن بزمان الدین شافعی

شفاء القائم فی زیارتہ بصرہ الانام۔ قاضی القضاۃ شیخ حافظ نقی الدین شبل

شیخی المقال فی شرح حدیث لائش الرجال۔ مفتی صدر الدین

اتیف حمل العرقان برہمۃ الاجیا و الملائکۃ و اسحاق۔ شیخ محمد بن شیخ

نسم الريان من شرح شفاء قاضي عساف.	احمدون شهاب الدين خفاجي
شرح شفاء.	ناعل قاري
كتش الفطون	
مستدرك.	حاكم
محمد كبرى	طبراني
ادسط	طبراني
ابن سعيم.	خليل الاوليمار
جاسع كبير.	حافظ سيرطي
خالق كبرى.	جلال الدين سيرطي
دلائل يحيى	
تاریخ بغدادی	
كتاب المعرفة.	ابن سعيم
شرح دلائل الخبرات	
نهجۃ المخالف.	عاد الدين عامری
دلائل النبوة.	حافظ ابو علي اصفهانی
ابسان واتبین.	حافظ
أسد الغابة.	ابن اثیر جزرا
استیفاب ابن عبد البر.	
زاد المعاد.	ابن قیم
ناریخ ابن عذکان	
سنن ابن ماجہ	
ماشیہ بن ابی مامہ.	محمد بن سندی
مواصب لوزیر.	قططانی
134	

ابوالسود	بناییۃ التوہة . - شیخ سیدان بنی قندزی
تذیر المغماں ابن ملابس	کفارہ شبی
غواص القرآن . نیشاپوری	خداوای غرب
شرع فتح حکم . نوری	طالب المومنین
صریح مستقر . شیخ نقی الدین ابن حمیہ	خزانۃ الزوابی
العمل اثابه فی تحقیق الشاہد . عثمان بن بدوان شافعی	ابجد الحدوم .
فصل الخطاب . حدث خواجه پارسا بن جعفر	ذرا بعلیہ حسن خان هنری.
رسارام القری . ہرجاہی الشافی ۱۳۲۵ھ . الحبادشی ابن سیدان	محمد الحوزی فی شرح ابیات التوبہ . محمد بن سہیل صنفی
علمدة الطالب . جمال الدین ابن عثیمین	رد المحتار . سید محمد بن ہنر معرفہ باہن عابدین
حبيب السیر .	توضیح . سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الدوام .
کامل ابن اثیر .	الحسن و الحبستہ فی تحقیقہ الستہ . شیخ محمد ریصفہ ہبہ رباقی کافی
روضۃ الصفا .	شرح التوحید
تامیلۃ الخلفاء . سیری	کشف البخارات فی التلکیک بالمشابہات . محمد بن عبد الوہاب
در المختار	کشط الباب
شرح مشکوکۃ	زاد العاد فی صدیقہ خیر الکعب . ابن قیم
صحیح البخاری . حدث محمد طاہر قرقشی	کتاب الام . شفی
وسیلۃ الشیعو . شیخ حرمائی	وفاء الوفار .
عبداللہ المیسر . فیضیل .	صومانی حرقہ . علامہ بن حجر عسکری .
تفسیر روح العالمی .	ادراتی بفسد ادیبل .
نصر الربانی . حافظ سیری	صالح التسلیل بنوی
تفسیر بیضاوی .	باب التاویل . فائز .
حاشیۃ سنن فانی . علامہ سہنہ دہنی	تفسیر جلالیں .
کنز الحقائق . متاوی	کشاف

نوح الباری

اعیا، العلم - غزائی

ہمایہ - ابن شیر

العلم - بیت اللہ الحرام

تحفۃ الباری

ارث دا اس دوی

علام سید گن حمد رحاب ثراه

کتاب العمل و السؤالات - مجدد الشدابن احمد بن حبیب

علام عقیق کمال بن ہمام

مسند رک المسائل - علماء دری

صلح جہری -

تذہب -

قاموس الامکنہ والبقارع

خلاصہ الكلام - احمد بن زین و حملان

بخاری المولود - علام علی

ستلاح الکراس - سید محمد جاد عالی

تاریخ مجاہب الارض جہری

ذور الانصار - موسیٰ شبیانی

اسعاف الراضین - محمد بن حیان

اخبار الاولی - ابوالعباس احمد بن یوسف دستی

آثار الاولی - " "

کتاب الاستیعاب ابن عبد البر

رسالہ مداری - محدث بکر بن حبیب - عزیز حسن شافی نقاشی - نئی دہلی -

150

اسی موضوع پر سرکار سید العلماں کی ایک اور تصنیف

عربی زبان میں



میلے کا پتہ

سر فراز حسین چھپر

امسہ بندگ چوچھا منزدہ

مولانا آزاد روڈ دہلی

۲۰۰۰۸